ادْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۱۴پ

حکمت اور عمدہ وعظ کے ذریعے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دو

# خطباتِ صمدانی

مجموعہ تقاریر

| | | | |
|---|---|---|---|
| جلد نمبر 2 | ماہ ربیع الثانی | ماہ جمادی الاول | ماہ جمادی الثانی |


الحافظ القاری مولانا

محمد فاضل صمدانی

ایم اے اسلامیات و عربی




ادعُ الیٰ سبیلِ ربّکَ بالحکمۃِ والموعظۃِ الحسنۃِ پ ۱۴ ع ۲۲

اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

**2**

# خُطباتِ صمدانی


الحافظ القاری مولانا **محمد فاضل صمدانی** ایم اے اسلامیات عربی

خطیب جامع مسجد غوثیہ نیو گارڈن ٹاؤن فیصل آباد





**شبیر برادرز**

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ



# خطباتِ صمدانی


| | |
|---|---|
| ناشر | ملک شبیر حسین |
| سن اشاعت | فروری 2013ء / ربیع الثانی 1434ھ |
| طابع | اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور |
| کمپوزنگ | ورڈز میکر |
| سرورق | اے ایف ایس ایڈورٹائزرز [illegible] |
| | [illegible] |
| قیمت | [illegible] روپے |





## ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

# انتساب

## اپنی بیوی کے نام

خطبات صمدانی ''دوسری جلد'' کا انتساب میں اپنی وفادار، کفایت شعار بیوی کے نام کرتا ہوں۔ جس نے دکھ، سکھ کی زندگی میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطا فرمائے اور صحت عطا فرمائے۔

# ابتدائیہ

پیش نظر کتاب ''خطبات صمدانی'' جلد دوم مختلف موضوعات پر جمع کی ہوئی تقریریں میرے والد محترم کی وہ تقریریں ہیں جو آپ جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں اور دوسرے مختلف مقامات پر بیان فرماتے رہے ہیں۔

اہل اسلام کے فائدے کے لئے ان کو منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ آسان مؤثر طرز تحریر اور خوبصورت انداز کی وجہ سے علماء، خطباء، طلباء اور عوام الناس کے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ ان کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد اجمل صمدانی
پرنسپل صمدانی ایجوکیشنل کمپلیکس
نیو گارڈن ٹاؤن نزد ہلال روڈ فیصل آباد

# التماس

پیش نظر کتاب ''خطبات صمدانی'' جلد دوم اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہ رہے۔ ہماری کوشش کے باوجود اگر آپ کو کہیں غلطی نظر آئے تو مہربانی فرما کر اطلاع دیں تا کہ آئندہ اسے دور کیا جا سکے۔

محمد عامر صمدانی
ایم ایس سی
نیو گارڈن ٹاؤن نزد بلال روڈ فیصل آباد

# نعت شریف

ہر لحظہ ہے رحمت کی برسات مدینے میں
فیضان محمد ﷺ ہے دن رات مدینے میں

پلکوں پہ سجاؤں گا میں خاک مدینے کی
لے جائیں اگر مجھ کو حالات مدینے میں

کچھ ہار درودوں کے ہیں زاد سفر میرا
لے جاؤں گا اشکوں کی سوغات مدینے میں

عرشی بھی سوالی ہیں فرشی بھی سوالی ہیں
ملتی ہے شفاعت کی خیرات مدینے میں

دربار سے کوئی بھی ناکام نہیں پھرتا
سنتے ہیں وہ سائل کی ہر بات مدینے میں

جس ذات کی برکت سے ہے نام ظہوری کا
ہے جلوہ نما ہر سو وہ ذات مدینے میں

# فہرست مضامین


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| ابتدائیہ | ۴ |
| التماس | ۵ |
| نعت شریف | ۶ |
| **خطبات ماہ ربیع الثانی** | |
| **پہلا خطبہ** | ۱۳ |
| ﴿شانِ غوثِ اعظم ؒ﴾ | |
| والد کا نام | ۱۶ |
| تعلیمی سفر | ۱۸ |
| ہمیشہ سچ بولنا | ۱۹ |
| بغداد شریف آمد | ۲۰ |
| علماء کا امتحان کی غرض سے آنا | ۲۱ |
| ریاضت و مجاہدہ | ۲۱ |
| شیطانی حملہ | ۲۲ |
| بیعت | ۲۴ |
| کیا حضرت غوث اعظم ؒ وہابی تھے | ۲۵ |
| درس و تدریس | ۲۸ |
| کرامات غوث اعظم ؒ | ۳۰ |
| عیسائی پادری بغداد میں آیا | ۳۳ |
| وصال مبارک | ۳۸ |
| **دوسرا خطبہ** | ۳۹ |
| ﴿ختم نبوت اور رد قادیانیت﴾ | |
| اس آیت کا شان نزول یہ ہے | ۴۱ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| تیس کذاب ہوں گے | ۴۵ |
| عمر ؓ نبی ہوتے | ۴۶ |
| مرزائی کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں | ۴۹ |
| سلطان نورالدین زنگی | ۵۰ |
| مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے | ۵۳ |
| مرزائی ہرگز مسلمان نہیں ہیں | ۵۶ |
| مرزائیوں کا بائیکاٹ جائز ہے | ۵۸ |
| مرزائیوں کے مشہور اعتراضات اور اس کے جوابات | ۶۱ |
| دوسرا اعتراض | ۶۲ |
| مرزائیوں کا اعتراض | ۶۲ |
| جواب | ۶۲ |
| مرزے کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں | ۶۳ |
| سرکار مدینہ ﷺ کی سچی پیش گوئی | ۶۴ |
| **تیسرا خطبہ** | ۶۸ |
| ﴿کافروں سے تعلقات﴾ | |
| قرآن مجید کی روشنی میں | ۶۹ |
| معاملات | ۷۵ |
| لیٹرین | ۷۶ |
| آج کل کا مسلمان | ۷۷ |
| مسلمان شاہ نجاشی کے دربار میں | ۷۹ |
| حضرت موسیٰ پاک آہنگر ؒ | ۸۳ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| **چوتھا خطبہ** | ۸۶ | آداب مصطفیٰ ﷺ | ۱۲۵ |
| ﴿فکر آخرت﴾ | | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بن کر مکہ گئے | ۱۲۶ |
| سعد کی والدہ | ۸۸ | حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نیند پر نماز قربان کی | ۱۲۷ |
| جب انسان مر جاتا ہے تو عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے | ۸۹ | اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی بے ادبی پسند نہیں | ۱۲۹ |
| نیک اولاد کا فائدہ | ۹۰ | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کا ادب | ۱۳۰ |
| سکراتِ موت برحق ہے | ۹۱ | **خطبات ماہ جمادی الاول** | |
| مردہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آ گیا | ۹۲ | **پہلا خطبہ** | ۱۳۴ |
| دو قبروں والوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا | ۹۴ | ﴿توحید باری تعالیٰ﴾ | |
| ملک الموت جان لینے کس صورت میں آتے ہیں | ۹۶ | شانِ نزول | ۱۳۶ |
| منکر نکیر قبر میں آتے ہیں | ۹۸ | فضائل | ۱۳۶ |
| مومن کی وفات کا حسین منظر | ۱۰۱ | اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے | ۱۴۰ |
| کافر کی موت کا ہولناک منظر | ۱۰۲ | اللہ تعالیٰ کو اونگھ اور نیند نہیں آتی | ۱۴۰ |
| مفلس کون ہے؟ | ۱۰۳ | اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے | ۱۴۰ |
| حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملک الموت | ۱۰۶ | ایک مائی صاحبہ کا ایمان افروز جواب | ۱۴۱ |
| موت کیلئے دعا کرنا جائز نہیں ہے | ۱۰۹ | ایک اعرابی کی حکایت | ۱۴۳ |
| شہادت کی دعا جائز ہے | ۱۱۰ | حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دہریئے | ۱۴۴ |
| حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ | ۱۱۱ | منکرِ خدا کا انجام | ۱۴۶ |
| **پانچواں خطبہ** | ۱۱۴ | **دوسرا خطبہ** | ۱۴۸ |
| ﴿آداب مصطفیٰ ﷺ﴾ | | ﴿فضائل درود شریف﴾ | |
| حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث مبارکہ کا ادب | ۱۲۰ | دعا مانگتے وقت بھی ہمیں درود شریف پڑھنے کا حکم ہے | ۱۵۲ |
| حضور ﷺ کے نام کا ادب کیا، بخشا گیا | ۱۲۳ | ہر محفل میں درود شریف پڑھنے کا ہمیں حکم ہے | ۱۵۳ |
| اسلام دشمنوں کا نمائندہ مدینہ آیا | ۱۲۴ | | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| درود شریف نہ پڑھنے والا بخیل ہے اور بد بخت ہے | ۱۵۴ |
| جنت کی راہ بھول جائے گا | ۱۵۴ |
| درود نہ پڑھنے والا برباد ہو گیا | ۱۵۴ |
| حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب کا جواب | ۱۵۵ |
| درود شریف کی برکت سے پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں | ۱۵۶ |
| بیمار بادشاہ تندرست ہو گیا | ۱۵۸ |
| چہرہ بدل گیا | ۱۵۹ |
| حضور ﷺ نے عیادت فرمائی | ۱۶۱ |
| حضور ﷺ درود خود سنتے ہیں | ۱۶۳ |
| شہد کی مکھی | ۱۶۴ |
| نیکیوں کے پلڑے میں سفید کاغذ | ۱۶۴ |
| مکان خوشبودار | ۱۶۶ |
| گنبد خضریٰ پر فرشتوں کی حاضری | ۱۶۷ |
| حضور ﷺ کا نام لکھتے وقت درود شریف | ۱۶۷ |
| مشکل آسان ہو گئی | ۱۶۸ |
| زیارت مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ | ۱۷۰ |
| **تیسرا خطبہ** | ۱۷۱ |
| ﴿حسد﴾ | |
| حسد بری چیز ہے | ۱۷۴ |
| چھ قسم کے لوگ بغیر حساب کے دوزخ میں جائیں گے | ۱۷۶ |
| قابیل نے ہابیل کو قتل کیا | ۱۷۷ |
| نیک کے ساتھ نیکی کرو برے کیلئے اس کی برائی ہی کافی ہے | ۱۸۰ |
| حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سائے میں دیکھا | ۱۸۲ |
| جنتی شخص آنے والا ہے | ۱۸۲ |
| **چوتھا خطبہ** | ۱۸۴ |
| ﴿کرامات اولیاء﴾ | |
| ولی کا معنی | ۱۸۷ |
| آصف بن برخیا کی کرامت | ۱۸۹ |
| حضرت مریم علیہا السلام اور جنتی پھل | ۱۹۳ |
| اصحاب کہف پر رحمت الٰہی | ۱۹۴ |
| تین بچوں نے پنگھوڑے میں کلام کیا ہے | ۱۹۷ |
| شیر ربانی اور گمشدہ لڑکا | ۲۰۰ |
| حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت | ۲۰۲ |
| خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف والے | ۲۰۳ |
| وڈے میاں صاحب نے حافظ قرآن بنا دیا | ۲۰۳ |
| حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت | ۲۰۴ |
| حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھ کر کفار مسلمان ہو گئے | ۲۰۴ |
| حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور موسلا دھار بارش | ۲۰۴ |
| پانی پر چل کر دریا عبور کیا | ۲۰۵ |
| **پانچواں خطبہ** | ۲۰۶ |
| ﴿فضیلت نماز﴾ | |
| اسلام کی بنیاد | ۲۰۹ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| کسی کے صحن میں نہر ہو | ۲۱۰ | **خطبات ماہ جمادی الثانی** | |
| نماز سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں | ۲۱۰ | **پہلا خطبہ** | ۲۳۰ |
| گناہ گر جاتے ہیں | ۲۱۰ | ﴿شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ﴾ | |
| قیامت کے دن پہلا سوال نماز کا ہوگا | ۲۱۱ | دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت | ۲۳۲ |
| بچہ سات سال کا ہو جائے | ۲۱۲ | نیکیوں کے درجے | ۲۳۴ |
| نماز میں خشوع اور خضوع | ۲۱۲ | جس میں یہ نیکیاں جمع ہو جائیں وہ جنتی ہے | ۲۳۶ |
| خشوع | ۲۱۳ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو ابو جہل ملا | ۲۳۸ |
| ایک بہرے کا قصہ | ۲۱۵ | ابو جہل نے بے ادبی کی | ۲۳۹ |
| لطیفہ | ۲۱۶ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کیلئے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چاہیے | ۲۴۰ |
| نماز کا چور | ۲۱۶ | حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا | ۲۴۲ |
| عجیب بات بیان کریں | ۲۱۷ | صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مائی صاحبہ کا بیٹا | ۲۴۷ |
| ایک صحابی کی نماز | ۲۱۸ | **دوسرا خطبہ** | ۲۵۰ |
| ایک نابینا صحابی اور نماز | ۲۱۹ | ﴿غار ثور﴾ | |
| حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۹ | غار ثور کی طرف روانگی | ۲۵۸ |
| حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور نماز | ۲۲۰ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش | ۲۶۱ |
| شیطان روتا ہے | ۲۲۱ | سو اونٹ انعام دیے جائیں گے | ۲۶۳ |
| نمازی پر نیکیوں کی بارش | ۲۲۲ | سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی تلاش میں | ۲۶۴ |
| نماز کی برکت | ۲۲۲ | **تیسرا خطبہ** | ۲۷۰ |
| بزرگان دین اور نماز کا شوق | ۲۲۲ | ﴿امامت وخلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ﴾ | |
| حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ | ۲۲۴ | ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں | ۲۷۷ |
| حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۵ | حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی | |
| نماز نہ پڑھنے کی برائی | ۲۲۶ | | |
| نماز کو چھوڑ دینے سے اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہو جاتا ہے | ۲۲۷ | | |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| کو چوما | ۲۷۹ |
| خلافت کے بعد فیصلے | ۲۸۲ |
| حضور ﷺ کو دفن کس مقام پر کیا جائے | ۲۸۳ |
| نبی پر صرف درود شریف پڑھا جاتا ہے | ۲۸۴ |
| لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ | ۲۸۴ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور منکرین زکوٰۃ | ۲۸۵ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فدک | ۲۸۶ |
| مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ | ۲۸۷ |
| صدیق اکبر اور نابینا عورت | ۲۸۹ |
| صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات | ۲۹۱ |
| **چوتھا خطبہ** | ۲۹۲ |
| ﴿حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ﴾ | |
| بیعت | ۲۹۴ |
| حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت | ۲۹۵ |
| خلق خدا کی راہنمائی | ۳۰۲ |
| اورنگ زیب بادشاہ کا ملاقات کیلئے حاضر ہونا | ۳۰۳ |
| سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات | ۳۰۴ |
| حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ چولستان میں | ۳۰۵ |
| حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے | ۳۰۶ |
| حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں دودھ نہ پیتے تھے | ۳۰۷ |
| وصال | ۳۱۱ |
| **پانچواں خطبہ** | ۳۱۳ |
| ﴿حضور ﷺ کی محبت﴾ | |
| حضور ﷺ کی محبت کا حکم | ۳۱۷ |
| صحابہ کرام کی محبت رسول ﷺ | ۳۱۸ |
| حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت | ۳۱۹ |
| غزوہ حنین اور محبت رسول | ۳۲۲ |
| حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹایا گیا | ۳۲۳ |
| حضرت خباب رضی اللہ عنہ | ۳۲۴ |
| حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت | ۳۲۵ |
| حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا صبر | ۳۲۶ |
| حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امتحان | ۳۲۶ |
| اللہ رسول جہاد | ۳۲۷ |
| احد میں صحابیہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ ایمانی | ۳۲۹ |
| حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی محبت | ۳۳۰ |
| حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اذان پڑھنا | ۳۳۱ |
| بلال رضی اللہ عنہ کی آمد کا ہر طرف مدینے میں شہرہ ہو گیا | ۳۳۲ |
| حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اور محبت مصطفیٰ | ۳۳۳ |
| حیوانات اور محبت رسول | |
| حضور ﷺ کی اونٹنی | ۳۳۳ |
| حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیدار مصطفیٰ ﷺ | ۳۳۳ |
| حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کی آخری تمنا اور دیدار مصطفیٰ ﷺ | ۳۳۴ |

# خطبات صمدانی

جلد دوم

## خطبات ماہ ربیع الثانی

| | |
|---|---|
| پہلا خطبہ | شان غوث اعظم |
| دوسرا خطبہ | ختم نبوت اور ردقادیانیت |
| تیسرا خطبہ | کافروں سے تعلقات |
| چوتھا خطبہ | فکر آخرت |
| پانچواں خطبہ | آداب مصطفیٰ ﷺ |

# پہلا خطبہ

## شانِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَائَتَهٗ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ (رواہ البخاری) (مشکوٰۃ ص 197)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔ اور میرے کسی بندے کا بمقابلہ فرائض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں

جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی میں تردد نہیں کرتا جیسے کہ اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا ادھر موت بھی اس کے لئے ضروری ہے۔

# ﴿شانِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......
فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○

(پ۲ ع۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۲)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ
وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَ الشّٰكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ......
اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِكَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ...... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

تمام حضرات ذوق، شوق، محبت، عقیدت اور ادب و احترام کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو، معزز دوستو اور عزیز نوجوانو! امام الاولیاء محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کے وصال کا مہینہ ہے المعروف بڑی گیارہویں شریف کا مہینہ ہے۔

اس لئے آج مختصر وقت میں غوث اعظم کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

”پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو۔“

## والد کا نام:

حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام اُمُّ الخیر الجبار فاطمہ ہے۔ والد کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ حسنی حسینی سید ہیں۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے دریا تیرا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حنبلی المذہب ہیں۔ آپ کے نانا جان شیخ

عبداللہ صومعی بڑے عابد اور زاہد تھے۔ صاحبِ کرامت تھے اور ولی کامل تھے۔ غوث اعظم مادرزاد ولی تھے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے ۵۶۱ھ میں وصال ہوا۔ اکانوے سال آپ زندہ رہے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی ہیں۔ ولادت کی وقت والدہ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو رمضان شریف میں آپ دن کے وقت دودھ نہیں پیا کرتے تھے جس دن عید کا چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آیا تو آپ کی والدہ نے پورے اعتماد سے کہا آج رمضان کی آخری تاریخ ہے۔ کیونکہ میرے بیٹے عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا۔ اسی دن سے یہ بات مشہور ہو گئی کہ اشراف کے گھر جو بچہ پیدا ہوا ہے رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

لوگوں نے پوچھا آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ فرمایا! دس برس کی عمر میں۔ چھوٹا سا تھا، میری والدہ ماجدہ نے قرآن پاک پڑھنے کے لئے مجھے مسجد میں بھیجا۔ پہلے بچپن میں ہی قرآن پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ اب ۸۰ سال کا بوڑھا بھی ہو جائے قرآن نہیں آتا ہے۔

پہلے سب سے اچھا وہ تھا ...... جو قرآن پڑھے
اب سب سے اچھا وہ ہے ...... جو سینما جائے

آج کل سینما آباد ہیں
کلب آباد ہیں
مسجدیں ویران ہیں

اگر بیماری ایک ہو تو اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ ساری قوم بیمار ہو تو اس کا علاج کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مسجد بچوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں کھڑا رہا، میں نے کہا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک جگہ خالی نہ ہو

جائے۔ غیب سے آواز آئی:

اَفْسِحُوْ لِوَلِیِّ اللّٰہِ۔

''بچو! جگہ کو چھوڑ دو زمانے کا غوث آ گیا ہے۔'' (قلائد الجواہر)

## تعلیمی سفر:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابھی کم سن ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ تربیت اور تعلیم کا انتظام والدہ ہی نے کیا۔ ۱۸ سال کی عمر تک گیلان ہی میں مختلف مدارس میں علم حاصل فرماتے رہے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے علوم حاصل کئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ہل چلا رہا تھا کہ بیل نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا اور ایک انسان کی زبان میں مجھے کہا!

''عبدالقادر اللہ تعالیٰ نے تمہیں کاشتکاری کے لئے پیدا نہیں کیا
اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم بھی نہیں دیا۔''

دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ جلدی سے گھر آیا۔ مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ تمام پردے میری آنکھوں کے سامنے سے اٹھ گئے اور میدانِ عرفات میں کھڑے ہوئے حاجیوں کو دیکھ لیا، دل پر بہت اثر ہوا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اجازت طلب کی کہ مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں، تا کہ بغداد جا کر علماء کرام رحمہم اللہ سے علم حاصل کروں۔ اور مشائخ سے طریقت و معرفت کا فیض حاصل کروں۔ والدہ نے وجہ دریافت کی تو ان تازہ واقعات کو بیان کر دیا۔ والدہ نے روتے ہوئے اجازت دے دی۔

آپ فرماتے ہیں کہ والد کا ورثہ ۸۰ دینار تھا، ۴۰ دینار میرے بھائی کے لئے رکھ دیئے اور چالیس دینار میری واسکٹ میں سی دیئے۔ الوداع کہتے ہوئے والدہ نے وصیت کی بیٹا ہمیشہ سچ بولنا۔

والدہ نے کہا عبدالقادر میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں اور یہ بھی کہا بیٹے شاید زندگی میں دوبارہ ملاقات نہ ہو سکے پھر دوبارہ ملاقات ہوئی بھی نہیں۔

آج کل جب بیٹے سفر پر روانہ ہوتے ہیں مائیں کہتی ہیں میرے لئے

سونا لانا

کپڑے لانا

دولت لانا

لیکن غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے بیٹے کو کوئی ایسی بات نہیں کہی بلکہ وصیت کی بیٹے زندگی کے کسی موڑ پر جھوٹ نہ بولنا۔

## ہمیشہ سچ بولنا:

تمہارا نانا صادق اور امین ہے تم بھی اس کے نقشِ قدم پر چلنا۔ جان جاتی ہے تو جائے لیکن سچ کا دامن نہ چھوڑنا۔ آپ نے ماں کی نصیحت کو پلے باندھ لیا۔ اس زمانے میں قافلے پیدل جایا کرتے تھے۔ آپ ایک قافلے کے ساتھ بغداد کو روانہ ہو گئے۔ جب ہمدان سے آگے جنگل سے گزرنے لگے تو ساٹھ ڈاکو قافلے پر ٹوٹ پڑے، اور قافلے کو لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو میرے پاس بھی آگیا اور کہا تمہارے پاس کیا ہے؟

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا! میرے پاس چالیس

دینار ہیں۔ وہ ڈاکو مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا جہاں مال تقسیم کرنے میں مصروف تھے۔ آپ سے ڈاکوؤں کے سردار نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے اسے بتایا چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا میری واسکٹ میں سلے ہوئے ہیں۔ کہا کہ نکالو۔ آپ نے واسکٹ کو اتارا اور واسکٹ کے ٹانکے توڑنے شروع کر دیئے۔ بظاہر آپ واسکٹ کے ٹانکے توڑ رہے تھے لیکن حقیقت میں ڈاکوؤں کی قسمت کو جہنم سے توڑ کر جنت سے جوڑ رہے تھے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے کہا، بیٹا تم اگر یہ دینار چھپانا چاہتے چھپا بھی سکتے تھے۔ تم نے چھپائے کیوں نہیں؟ سچ بولنے پر تمہیں کس نے آمادہ کیا؟ میں نے بتایا گھر سے چلتے وقت میری والدہ محترمہ نے مجھے تلقین کی تھی کہ بیٹے ہمیشہ سچ بولنا۔

میں اپنی دولت قربان کر سکتا ہوں لیکن ماں کو ناراض نہیں کر سکتا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا! بیٹے تو ماں کو ناراض نہیں کر سکتا ہماری زندگی گزر گئی ہے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہوئے۔ کیا ہماری معافی کی بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا! آج بھی اگر توبہ کر لو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سب نے توبہ کی اور وقت کے امام بن گئے۔ مال لوٹا ہوا سب واپس کر دیا۔

(نزہۃ الخاطر)

## بغداد شریف آمد:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچ کر وہاں کی عظیم الشان درسگاہ جامعہ نظامیہ میں داخل ہوئے اور مشہور و معروف علماء کرام سے علوم کی تکمیل کی۔ علم فقہ، علم حدیث، علم تفسیر اور دیگر تمام علوم پر مہارت حاصل کی۔ آپ خود فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا۔

''میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ قطب ہو گیا۔''

## علماء کا امتحان کی غرض سے آنا:

بغداد کے ایک سو علماء آپ کے امتحان کی غرض سے آپ کے پاس آئے۔ ہر ایک نے ایک ایک مسئلہ ذہن میں رکھا جو کہ پوچھنا تھا۔ مقصد ان کا پریشان کرنا اور امتحان تھا۔ ان کے سوال کرنے سے پہلے آپ نے مراقبہ کیا۔ پھر ایک دم آپ کے سینے سے ایک نور نکلا۔ بجلی کی طرح کوند کر تمام علماء کے سینوں میں داخل ہو گیا۔ سب کے سب چیخ مار کر اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔ اپنی اپنی پگڑیاں اتار کر پھینک دیں اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر سر رکھ دیئے۔

آپ نے ہر ایک کو اٹھایا اور سینے سے لگایا اور ہر ایک کا سوال بھی خود بتایا اور اس کا جواب بھی بتایا۔ مفرج بن نبہان کہتے ہیں میں نے ان علماء سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ انہوں نے بتایا جب ہم سوال کرنے کی نیت سے مجلس میں آئے تو ہمارا سارا علم ہی سلب ہو گیا، ختم ہو گیا۔ جب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سینے سے لگایا تو علم واپس آ گیا۔ (قلائد الجواہر)

محترم بزرگو! حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسلامی علوم فقہ و تفسیر و حدیث میں مہارت حاصل کرنے کے بعد علم تصوف کی طرف متوجہ ہوئے۔ حماد بن مسلم دباس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مدت دراز تک ان کی خدمت میں حاضر رہ کر تصوف پڑھتے رہے اور طریقت اور سلوک کی منزلیں طے کرتے رہے۔ (قلائد الجواہر)

## ریاضت و مجاہدہ:

علوم ظاہری و باطنی حاصل کرنے کے بعد حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
ست و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔

بڑے بڑے مجاہدے کئے

مراقبے کرتے رہے

مہینوں تک کچھ نہیں کھاتے تھے

ویرانوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے پھرتے رہتے تھے

اور کبھی کبھی چالیس چالیس دنوں تک بے آب و دانہ مسلسل عبادت میں مشغول رہ کر خواہشات نفسانیہ سے جہاد کرتے رہتے تھے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک نہ میں لوگوں کو پہچانتا تھا اور نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے۔ میں چالیس سال تک نماز عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتا رہا۔ اور پندرہ سال تک نماز عشاء کے بعد سے صبح تک ایک قرآن مجید ختم کرتا رہا۔

(بہجۃ الاسرار)

## شیطانی حملہ:

مجاہدے کے دوران بارہا شیطان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کیا لیکن ہمیشہ ناکام رہا اور ذلیل و رسوا ہوا۔

ایک مرتبہ ایسے میدان میں پہنچ گئے جہاں پانی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ جب آپ پر شدت پیاس کا غلبہ ہوا تو کیا دیکھا کہ اچانک آسمان پر بادل کا ٹکڑا آ گیا اور بارش ہونے لگی جس سے آپ سیراب ہو گئے۔ پھر ایک دم ایک روشنی ظاہر ہوئی اور آواز آئی اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں تو میرا مقبول بندہ ہے۔ میں نے تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حلال کر دیا ہے۔ آپ نے فوراً پڑھا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

"میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔"

فرمایا! مردود تو دور ہو جا۔ ایک دم روشنی غائب ہو گئی اور آواز آئی۔ اے عبدالقادر! آج تجھ کو تیرے علم نے بچالیا ہے۔ ورنہ ستر اولیاء کو میں نے اسی طرح گمراہ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر جاتے ہوئے حملہ کر رہا ہے مجھے میرے علم نے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل نے بچایا ہے۔ (قلائد الجواہر)

آج کل کا کوئی پیر ہوتا تو اتنی قلا بازی لگاتا اور مریدوں کو کہتا تمام حرام چیزیں حلال ہو چکی ہیں۔ اب شریعت کی پابندی ختم ہو چکی ہے جو چاہو کرو۔ آج کل کے بناوٹی پیروں کے کام شیطانوں والے ہیں۔ نام رکھ لیا ہے ولی۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

کار شیطاں می کند نامش ولی
گر ولی این ست لعنت بر ولی

بعض پیر اپنی مریدنیوں میں۔ بے پردہ آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مریدنیوں سے پیر دبواتے ہیں اور ان کے گال تھپتھپاتے ہیں یہ باتیں خلاف شرع ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا!

إِنِّي لَا أَمَسُّ أَيْدِيَ النِّسَاءِ۔ (المعجم الکبیر طبرانی ۳۲۲)

"میں اجنبی عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا۔"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ۔ (مسلم شریف)

"اللہ کی قسم! عورتوں سے بیعت لیتے وقت بھی رسول اللہ ﷺ

کے ہاتھ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا، بلکہ آپ ﷺ صرف زبانی زبانی عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔"

میرے محترم بزرگو اور دوستو! زندگی اسلام کے مطابق گزارو۔ اگر پیر اسلام کے خلاف ہے تو چھوڑ دو، ثواب ہوگا۔

اگر تمہارا پیر بے نماز ہے

اپنی بیوی کو پردہ نہیں کراتا

مریدنیوں کو پردے کا حکم نہیں دیتا

خلاف شرع حرکتیں کرتا ہے

حضور ﷺ کی سنت کا خیال نہیں کرتا

وہ جہنم میں جائے گا اور تمہیں بھی جہنم میں لے جائے گا۔ ہم ایسے پیروں کو مانتے ہیں جو جہنمیوں کو جنت میں لے جائیں۔ پیر وہ ہے جس کی نماز تہجد کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔

**بیعت:**

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالہا سال کے مجاہدے کے بعد میں نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے نہ کھلائے اور کچھ نہ پیوں گا جب تک اللہ تعالیٰ نہ پلائے۔ پھر چالیس دن بغیر کھائے پئے گزار دیئے۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ میرے قریب سے گزرے اور مجھے اپنے گھر بلایا اور مجھے اپنے ہاتھ سے کھلایا اور پلایا۔ حضرت ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہیں کھلا پلا رہا ہوں۔ تمہارا

عہد جو اللہ تعالیٰ سے کیا تھا پورا ہو گیا۔ پھر حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ پہنا کر اپنی خلافت عطا فرمائی۔ (بہجۃ الاسرار)

## کیا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہابی تھے:

چونکہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رفع یدین کرتے تھے اس لئے بعض لوگ کہتے ہیں آپ وہابی تھے۔ آپ رفع یدین بھی کرتے تھے اور آمین بالجہر بھی کہتے تھے لیکن وہابی نہیں تھے اہلسنت وجماعت تھے۔ رفع یدین کرنے والا آمین بالجہر کہنے والا وہابی نہیں ہے بلکہ وہابی تو وہ ہے جس کا عقیدہ ہو!

یارسول اللہ کہنا شرک ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر نہیں ہیں

نبیوں کو کوئی اختیار نہیں ہے

نبیوں کی قبریں خالی ہیں

قبروں میں کچھ نہیں

مٹی ہے کیڑے مکوڑے ہیں

یہ عقائد وہابیوں کے ہیں۔ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تو وہابی شکن عقیدہ ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد بن جاؤں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور سلام کیا۔ جب سلام کیا تو قبر شق ہو گئی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہو کر باہر آ گئے۔ میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمہارا ارادہ ہے۔

میری تقلید چھوڑ کر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بن جاؤ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم شخصیت ہے کہ ان کے دامن میں تو لاکھوں غوث اور قطب بندھے ہوئے ہیں۔ میرے ساتھ تو چند گنتی کے ہیں۔ جن میں ایک تو ہے کل قیامت کے دن میں بھی اپنی قسمت پر ناز کروں گا۔ میرے مقلدوں میں بھی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ارادے کو بدل دیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے ارادے کو ترک کر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید پر قائم رہا۔ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ قبروں میں کچھ نہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہیں۔ جب غلاموں کی یہ شان ہے تو آقا کا مقام کیا ہوگا۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گنبد خضریٰ میں رونق افروز ہیں۔ اپنے ہر امتی کو آتے جاتے دیکھ رہے ہیں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت تھے۔

یہ بات آپ یاد رکھیں چار مجتہد ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| پہلے | ...... | امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ |
| دوسرے | ...... | امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ |
| تیسرے | ...... | امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ |
| چوتھے | ..... | امام مالک رحمۃ اللہ علیہ |

جو ان چاروں میں سے کسی ایک کا مقلد ہوگا وہ اہلسنت و جماعت ہوگا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے لیکن وہابی نہیں تھے سنی

تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی بغداد شریف میں ہے۔ آپ تقریباً دس لاکھ احادیث کے حافظ ہیں اور قرآن کریم کی عظمت پر آپ نے جان دے دی اور شہید ہوگئے۔

خلیفہ وقت کہتا تھا قرآن مخلوق ہے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مخلوق نہیں ہے۔ قرآن تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ خلیفہ کو یہ بات سمجھ نہ آئی۔ وہ جاہل تھا۔ اسے قرآن کی عظمت اور شان کا کیا پتہ۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق ہے نہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو فنا نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کو بھی فنا نہیں ہے۔

آپ نے حق بات خلیفہ وقت کے سامنے کہی آپ کو سزا دی گئی۔ آپ کے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے گئے اور جسم پر کوڑے مارے جاتے۔ کوڑے میں لوہے کی میخیں گڑھی ہوئی تھیں۔ جس وقت ننگے جسم پر کوڑا پڑتا تھا خون کے فوارے بہہ اٹھتے تھے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

جلاد آپ کو کوڑے مار رہا تھا۔ قریب تھا کہ آپ کا تہبند کھل جاتا دیکھنے والوں نے دیکھا غیب سے دو ہاتھ نمودار ہوئے۔ اور ان ہاتھوں نے آپ کا تہبند باندھا کوڑے کھاتے ہوئے ہی آپ شہید ہوگئے۔ قرآن کی عظمت اور شان کو بلند کرنے والے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ندی کے کنارے بیٹھ کر وضو فرما رہے تھے کہ ایک ڈاکو کو پیاس لگی وہ پانی پینے کی نیت سے ندی کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ ڈاکو

کی خوش قسمتی وہ ادھر بیٹھا جدھر احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کا پانی بہتا جا رہا تھا۔ کلی کا پانی، چہرے، ہاتھوں کا دھوون جا رہا تھا وہ ڈاکو پی رہا تھا۔ ڈاکو اٹھا اور جانے لگا۔ غیب سے آواز آئی کدھر جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور دوزخ کی آگ تجھ پر حرام کر دی ہے۔ یہ ہے اللہ والوں کی شان۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

ولی کی بارگاہ میں ایک لمحہ جا کر بیٹھ جانا، ۱۰۰ سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ شرط یہ ہے کہ ولی ہو۔

درس وتدریس:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے پڑھانے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ ہر طرف آپ کی شہرت ہوگئی تو طالبعلموں کا اتنا ہجوم ہوگیا کہ مدرسہ کی عمارت تنگ ہوگئی۔ عمارت کو وسیع کرنا پڑا۔ صرف اہل بغداد ہی نہیں بلکہ دور دراز اور دوسرے ملکوں سے طالب علم آ کر آپ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

طلبہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف ممالک میں جا کر تبلیغ کرتے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے عوام الناس کے لئے وعظ کی مجلس بھی قائم فرمائی تا کہ عام لوگ بھی آپ کے فیض سے محروم نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ جب بھی کسی کو ولایت کا تاج عطا کرتا ہے تو اسے علم کے خزانے عطا فرماتا ہے۔ جب کسی کے پاس علم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا ولی بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے علم لُدنی عطا فرماتا ہے۔ بغیر علم کے ولی نہیں ہوسکتا۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جامع مسجد بغداد میں پہلا خطبہ تھا فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ لوگ کہتے ہیں ہم گھروں میں بیٹھے ہوئے یہ منادی سن رہے تھے۔ ہواؤں اور فضاؤں میں یہ اعلان ہو رہے تھے۔ چلو جامع مسجد بغداد میں چل کر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سنو۔ لوگ دوڑے ہوئے جامع مسجد بغداد میں آئے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پہلی مرتبہ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں۔

مسجد بھر گئی

اولیاء موجود ہیں

رجال الغیب بھی موجود ہیں

ہر طبقے کے لوگ موجود ہیں

آپ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ! ایسا بیان کرنے کی توفیق دے جو آئے خالی نہ جائے۔ فیض لے کر جائے۔

گنہگار متقی بن کر جائے

متقی ولی بن کر جائے

جو مشرک آئے مسلمان بن کر جائے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں ابھی بند تھیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بیٹا! تو وعظ شروع کیوں نہیں کرتا۔ تو اپنا منہ کھول۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے منہ کھولا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن عطا

فرمایا۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں لعاب دہن چوس رہا تھا مجھے علم و حکمت کے خزانے مل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا، علم کے خزانے عطا کیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے فرمایا، بیٹا! منہ کھولو۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے منہ کھولا تو چھ مرتبہ لعاب دہن عطا کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس جانے لگے تو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب دہن عطا کیا ہے۔ آپ نے چھ مرتبہ عطا کیا ہے۔ ایک مرتبہ لعاب دہن اور عطا کر دیں تا کہ حساب برابر ہو جائے، غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! وہ آقا ہیں۔ میں غلام ہوں برابری کیسی۔ صحابیٔ رسول ہو کر گستی میں برابری نہیں کرتے۔ بعض ہر بات میں برابری کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرار نبوت کے خزانے عطا کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسرار ولایت کے خزانے عطا کیے ہیں پھر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

جتنا بڑا ولی ہو گا

اتنا بڑا عالم ہو گا

اگر ولایت میں آپ کی مثال نہیں ملتی تو علم میں بھی آپ کی مثال نہیں ملتی۔ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرماتے تھے تو ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا وعظ سنتی تھی۔

## کرامات غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے۔ لوگ صبح کی نماز پڑھ کر ہی بیٹھنا شروع ہو جاتے تھے کہ پتہ نہیں پھر جگہ ملے

نہ ملے۔ خلق خدا کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔

ایک شخص پہلی صف میں بیٹھا وعظ سن رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ یہ نمازی پریشان ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ کرتے ہوئے منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نمازی کے سر پر ہاتھ رکھا پھر واپس منبر پر رونق افروز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ شروع کر دیا جس وقت وعظ ختم ہوا تو لوگوں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ آپ دوران وعظ منبر سے نیچے تشریف لائے۔

ایک نمازی کے سر پر ہاتھ رکھا پھر منبر پر واپس تشریف لے گئے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اس نمازی سے ہی پوچھ لو۔ سب نے اس نماز سے پوچھا۔ اس نمازی نے کہا۔ میں وعظ سننے کے لئے صبح سے بیٹھا ہوا تھا ،میرے پیٹ میں درد شروع ہو گیا اور قضائے حاجت شدت اختیار کر گئی۔ میں نے سوچا اگر باہر مسجد سے جاتا ہوں تو سینکڑوں کی تعداد میں صفیں ہیں۔ مسجد سے باہر پہنچنے سے پہلے ہی میرا کام خراب ہو جائے گا۔ اگر اٹھ کر باہر نہیں جاتا تو پیٹ کی تکلیف بیٹھنے نہیں دیتی تھی۔ میں بہت پریشان تھا۔ اچانک غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ منبر سے نیچے اترے۔ میرے سر پر ہاتھ رکھا تو میں نے محسوس کیا کہ میں مسجد سے باہر جنگل میں پہنچا ہوا ہوں۔ پورے اطمینان سے فارغ ہوا۔ وضو کیا، دیکھا تو یہاں بیٹھا ہوں۔

حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب برکات قادریہ میں فرماتے ہیں کہ

رمضان کا مہینہ تھا

چھبیس تاریخ تھی

نے کل افطاری کہاں فرمائی تھی؟ سب اکٹھے ہو کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسجد کے خادم نے کہا آپ نے کل افطاری میرے ساتھ کی تھی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو۔ طالبعلموں نے کہا، آپ نے کل افطاری ہمارے ساتھ فرمائی تھی۔ فرمایا! تم بھی سچ کہتے ہو۔ ایک ایک کرکے مرید اٹھے کل افطاری آپ نے میرے غریب خانے پر فرمائی تھی۔ ۷۰ کے ۷۰ دعوتیں دینے والوں کو آپ کہتے ہیں تم سب درست کہتے ہو۔ لیکن اس میں محال بات کون سی ہے یہ تو ستر دعوتیں ہیں، اگر ستر ہزار بھی ہوں ہم ہر دعوت پر موجود ہوں گے۔

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا! دیکھو آسمان کا سورج ایک ہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوتا ہے تو کروڑوں جگہ نظر آتا ہے۔ ہر آدمی یہی سمجھتا ہے سورج میرے اوپر چمک رہا ہے۔ کروڑوں آدمی ایک سورج کو اپنے اوپر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اگر آسمان کا سورج کروڑوں جگہ نظر آ سکتا ہے تو ولایت کا سورج کئی جگہ کیوں نظر نہیں آ سکتا۔ جب ولایت کے سورج کی یہ شان ہے تو نبوت و رسالت کے سورج کی شان کیا ہوگی۔

## عیسائی پادری بغداد میں آیا:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عیسائی پادری بغداد میں آیا،

اس نے اسلام پر حملے شروع کر دیے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے شروع کر دیے

خلیفۂ وقت کو کہا میں مسلمان علماء سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے

## ستائیسویں کی رات آرہی تھی

### دوسرے دن جمعۃ الوداع تھا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں موجود ہیں۔ مسجد کا خادم آیا آکر عرض کی آج افطاری آپ میرے ہاں کریں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت قبول کرلی۔ مدرسہ قادریہ کے طلباء نے عرض کی آج افطاری ہمارے ساتھ فرمائیں۔ آپ نے دعوت قبول کرلی۔

ایک مرید حاضر خدمت ہوا عرض کی آج افطاری میرے غریب خانے میں فرمائیں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک افطاری کے لئے۔ ستر دعوتیں آئیں آپ نے اُن ستر کی ستر دعوتوں کو قبول کرلیا۔

جس جس کی دعوت کو قبول فرمایا اس کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ وعدہ پورا کیا ہر ایک نے دیکھا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بنفس نفیس اس کے دستر خوان پر جلوہ افروز ہیں اور افطاری فرمارہے ہیں۔

دوسرے دن جمعۃ الوداع تھا۔ مسجد کا خادم خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ لوگو! میں خوش نصیب ہوں کل رات غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے افطاری میرے غریب خانے پر فرمائی۔ طالب علم سن رہے تھے، انہوں نے کہا کل رات افطاری غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ساتھ مدرسہ قادریہ میں فرمائی ہے۔ ایک مرید سن رہا تھا اس نے کہا! تم سب غلط کہتے ہو۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے افطاری میرے غریب خانے پر فرمائی ہے۔ جمعہ کا دن تھا، سب اکٹھے ہوگئے۔ ہر ایک دعویٰ کر رہا تھا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کل افطاری میرے دستر خوان پر کی ہے۔

آخر فیصلہ ہوا کہ چل کر یہ بات غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں۔ آپ

نے کل افطاری کہاں فرمائی تھی؟ سب اکٹھے ہو کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسجد کے خادم نے کہا آپ نے کل افطاری میرے ساتھ کی تھی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو۔ طالبعلموں نے کہا، آپ نے کل افطاری ہمارے ساتھ فرمائی تھی۔ فرمایا! تم بھی سچ کہتے ہو۔ ایک ایک کر کے مرید اٹھے کل افطاری آپ نے میرے غریب خانے پر فرمائی تھی۔ ۷۰ کے ۷۰ دعوتیں دینے والوں کو آپ کہتے ہیں تم سب درست کہتے ہو۔ لیکن اس میں محال بات کون سی ہے یہ تو ستر دعوتیں ہیں، اگر ستر ہزار بھی ہوں ہم ہر دعوت پر موجود ہوں گے۔

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا! دیکھو آسمان کا سورج ایک ہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوتا ہے تو کروڑوں جگہ نظر آتا ہے۔ ہر آدمی یہی سمجھتا ہے سورج میرے اوپر چمک رہا ہے۔ کروڑوں آدمی ایک سورج کو اپنے اوپر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اگر آسمان کا سورج کروڑوں جگہ نظر آسکتا ہے تو ولایت کا سورج کئی جگہ کیوں نظر نہیں آسکتا۔ جب ولایت کے سورج کی یہ شان ہے تو نبوت و رسالت کے سورج کی شان کیا ہوگی۔

## عیسائی پادری بغداد میں آیا:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عیسائی پادری بغداد میں آیا،

اس نے اسلام پر حملے شروع کر دیے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے شروع کر دیے

خلیفۂ وقت کو کہا میں مسلمان علماء سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے

اجازت دے دی۔ اعلان ہو گیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ عیسائی پادری نے تقریر شروع کی۔ جس وقت اس نے دیکھا کافی لوگ جمع ہو گئے ہیں اور میری تقریر سے متاثر ہو رہے ہیں تو پھر اس پادری نے قرآن کی آیتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ بتانا شروع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام تمہارے نبی سے زیادہ ہے۔ پادری نے قرآن پڑھ کر کہا کہ مسلمانو! تمہارے قرآن مجید سے ثابت ہے ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا ہے۔ تم بھی قرآن سے ثابت کرو تمہارے نبی ﷺ نے بھی کوئی مُردہ زندہ کیا ہے۔ سب حیران و پریشان ہو گئے کہ قرآن کریم میں تو کہیں ذکر نہیں ہے۔ قرآن میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ قریب تھا کہ پادری کامیاب ہو جاتا۔ مسلمانوں کے ایمان پر حملہ ہو جاتا۔ مسلمان اسلام کا دامن چھوڑ کر عیسائی بن جاتے اور گمراہ ہو جاتے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ پادری فلاں چوک میں کھڑے ہو کر

عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے

اسلام کی بنیاد پر حملہ کر رہا ہے

حضور ﷺ کی شان میں بے ادبیاں کر رہا ہے

آپ فوراً پادری کے پاس تشریف لائے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر انوار کی بارش ہو رہی ہے۔

نورانی چہرہ ہے

پاکیزہ لباس ہے

چہرے پر رعب تھا

ولایت کا بادشاہ

اور قرآن وحدیث کے امام

جب تشریف لائے تو پادری حیران ہوگیا۔ آپ کو دیکھ کر مرعوب ہوگیا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب پادری کے قریب آئے۔ فرمایا! پادری کیا بات ہے؟ پادری لرزنے لگ گیا۔ اس نے کہا قرآن میں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے ہیں کیا تمہارے نبی نے بھی کوئی مُردہ زندہ کیا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پادری تو نے قرآن پڑھا ضرور ہے لیکن سمجھا نہیں ہے۔

قرآن پڑھنا اور ہے

قرآن سمجھنا اور ہے

..........قرآن کو سمجھنا..........

ولیوں کی شان ہے

علماءِ اسلام کا کام ہے

پادری تم یہ بتاؤ تمہارے اندر کوئی ایسا پادری ہے۔ کوئی راہب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غلام ہو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی مُردے کو زندہ کرے۔ پادری نے کہا کہ نہیں۔ یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اپنے آقا کے غلاموں کا غلام ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مُردوں کو زندہ کردوں تو میرے آقا ﷺ کی شان کیا ہوگی۔ فرمایا! یہ قبرستان ہے سامنے جس جس قبر پر ہاتھ تو رکھتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردوں کو زندہ میں کرتا جاؤں گا۔ پادری حیران ہوگیا۔ پادری نے ایک پرانی قبر پر ہاتھ رکھا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ۔

''مردے اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔''

قبر شق ہوگئی اور مُردہ زندہ ہو کر باہر آ گیا۔ جب مُردہ باہر آیا، پادری بھاگا۔ مُردے کو زندہ ہوتے دیکھ کر برداشت کرنا بھی تو بہت مشکل ہے۔

''چیتے کا جگر چاہئے شاہیں کا تجس''

وہ پادری بھاگا۔ مُردے نے کہا قیامت تو نہیں آ گئی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! قیامت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی کرامت ہے۔

جب غلام کی شان یہ ہے تو آقا کا مقام کیا ہوگا؟ جو کمزور ایمان والے مسلمان تھے وہ پکے مسلمان بن گئے۔ یہ کرامت دیکھ کر بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان بن گئے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں ایک مائی صاحبہ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے اپنا بچہ داخل کرایا۔ کچھ عرصے کے بعد مائی صاحبہ بچے کو ملنے آئی دیکھا تو بچہ پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو چکا ہے۔ مائی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

دیکھا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھنا ہوا مرغ کھا رہے ہیں۔ مائی نے کہا میرا بیٹا تو یہاں رہ کر کمزور ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اسے روٹی ہی نہیں ملتی اور آپ بھنا ہوا مرغ کھا رہے ہیں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے طالب علموں کو کہا مرغ کی ہڈیاں اکٹھی کرو جب ہڈیاں اکٹھی ہوگئیں تو ان پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو مرغ زندہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا مائی جب تیرا بیٹا اس درجے پر پہنچے گا تو وہ بھی مرغ کھائے گا۔

آج کل بعض پیر صرف مرغ کھانا جانتے ہیں لیکن اسلام کی خدمت

نہیں جانتے۔اپنے آپ کو پیر کہلاتے ہیں لیکن ان کو

قرآن بھی پڑھنا نہیں آتا

نماز نہیں آتی

نماز کی مخالفت کرتے ہیں

ان کا ہر کام شریعت کے خلاف ہے

کار شیطان می کند نامش ولی

گر ولی ابن است لعنت بروی

کام شیطان والا کرتے ہیں نام رکھ لیا ولی۔اگر ولایت اسی چیز

کا نام ہے تو ایسے ولی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت حد تواتر کو پہنچی ہیں۔آپ سے بے شمار کراموں کا ظہور ہوا ہے۔

شیخ ابوالعباس موصلی فرماتے ہیں کہ ہم بغداد میں غوث اعظم کے مدرسہ میں بیٹھے تھے۔خلیفۃ المظفر یوسف عباسی آپ کی خدمت اقدس میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔دیناروں کی بھری ہوئی دس تھیلیاں آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیں،عرض کی!یہ نذرانہ قبول فرمالیں۔آپ نے فرمایا مجھے تمہاری اس دولت کی ضرورت نہیں ہے۔لے جاؤ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا میرے پاس بہت کچھ ہے۔خلیفہ اصرار کرنے لگ گیا اور کہا کہ لے لیں۔جب خلیفہ بار بار اصرار کرتا رہا تو آپ جلال میں آگئے ایک تھیلی دائیں ہاتھ میں اور ایک تھیلی بائیں ہاتھ میں لے کر قوت

غوثیت کے ساتھ دبائی تو ان تھیلیوں میں سے خون بہنے لگ گیا۔آپ نے فرمایا مظفر تمہیں حیا نہیں آتی عوام کا خون اکٹھا کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔اللہ کی قسم! اگر مجھے تمہارے آل رسول ہونے کا احترام نہ ہوتا تو اس خون کو میں اتنا بہاتا کہ تمہارے محلات تک پہنچ جاتا اور ان کو بہا کر لے جاتا۔خلیفہ غش کھا کر زمین پر گر گیا۔

ابو العباس حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیکھا۔خلیفہ کہنے لگا! مجھے کوئی ایسی کرامت دکھائیں جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کیا چاہتے ہو۔خلیفہ نے کہا! مجھے اس وقت سیب چاہئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پھیلایا اور دو سیب پکڑ لئے۔ایک سیب خلیفہ کو دیا اور ایک سیب اپنے لئے رکھ لیا۔جب آپ نے سیب کھانے کیلئے کاٹا تو اس میں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی اور جب خلیفہ نے کھانے کیلئے سیب کاٹا تو اس میں سے کیڑے نکلے۔خلیفہ نے پوچھا! یہ معاملہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

## وصال مبارک:

اکیانوے سال کی عمر میں گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بروز دوشنبہ کو عشاء کے بعد آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار مبارک بغداد میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

# دوسرا خطبہ

## ختم نبوت اور ردّ قادیانیت

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

(رواہ الترمذی)(مشکوٰۃ باب مناقب عمر)

روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

یعنی اگر ہمارے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے کیونکہ ان کے دل میں رب کی طرف سے الہام اور القا بہت ہوتا ہے اور انہیں وحی سے بہت ہی مناسبت ہے اسی لئے قرآن کریم کی بہت کی آیات آپ کی رائے کے مطابق ہیں۔

جیسے پردہ، شراب کی حرمت، بدر کے قیدیوں کے بارے میں آیات۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد اگر نبی ہونا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی ہستی نبی نہیں ہوئی تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بننے کی گنجائش ہوتی تو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی بنتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی بنتے۔ جن کی تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کی ہے وہ بنتے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بنتا۔

# ﴿ختم نبوت اور رد قادیانیت﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○

(پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط...... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

"میرا محبوب تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اللہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔"

## اس آیت کا شان نزول یہ ہے:

حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو بچپن میں غلامانہ طریقے سے بکتے ہوئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے، بعد میں آپ کے عزیز و اقارب کو خبر ہوئی کہ ہمارا بیٹا حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا

باپ
چچا
ماموں

رشتے دار

حضور ﷺ کی بارگاہ میں آ گئے۔ عرض کی آقا! کسی نے ہمارا بچہ بیچ دیا ہے اور ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمارا بچہ بکتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آ گیا ہے۔ آپ ﷺ بڑے صادق و امین ہیں۔ اس بچے کی ماں بڑی بے چین ہے۔ آقا اسے ہمارے سپرد کر دیں۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آئے۔ چھوٹی عمر ہے، حضور ﷺ نے فرمایا یا زید! انہیں پہچانتے ہو کون ہیں؟ یہ سب تمہیں لینے آئیں ہیں، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ عرض کی آقا! یہ صحیح ہے......

یہ میرے والد ہیں

یہ میرے چچا ہیں

یہ میرے ماموں ہیں

لیکن میں ان سب کو چھوڑ سکتا ہوں۔ آقا! آپ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑ سکتا۔ نتیجہ کیا ہوا سب ایمان لے آئے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور ﷺ نے زید کو اپنا متبنیٰ بنا لیا۔ لے پالک بیٹا بنا لیا۔ حقیقی بیٹا ہو تو اسے ابن کہتے ہیں۔ اگر حقیقی بیٹا نہ ہو کسی سے لے کر پالا جائے اسے متبنیٰ کہتے ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ جب بالغ ہو گئے، جوان ہو گئے تو حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کی جو کہ حضور ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی ہیں، صحابیہ ہیں۔ شادی نبھ نہیں سکی اور نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد ہمارے آقا ﷺ نے حضرت

زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا۔ جب نکاح کیا تو یہودیوں نے مدینے میں شور مچانا شروع کردیا کہ حضور ﷺ نے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی ہے۔ یہودیوں نے بڑا شور مچایا۔ بجائے اس کے کہ جواب حضور ﷺ دیتے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

''میرا محبوب تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔''

حضور ﷺ کی عظمتوں کے قربان جائیں۔ اعتراض دشمن کرتے ہیں جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ متبنیٰ لے پالک بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہوتا۔ قیامت تک یہی اصول ہے۔ فرمایا میرا محبوب کسی رجل کا باپ نہیں ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ کا کوئی بیٹا بالغ نہیں ہوا۔ سارے بیٹے شیر خوارگی کے عالم میں فوت ہو گئے۔

آخر میں حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر فرمایا:

لَوْ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ حَيًّا لَكَانَ نَبِيًّا۔

''اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔''

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بیٹوں کے فوت ہونے میں راز ہی یہ تھا، اگر حضور ﷺ کے بیٹے زندہ رہتے اور بالغ ہو جاتے، لوگ کہتے نبیوں کے بیٹے نبی

ہوتے ہیں تو حضور ﷺ کے بیٹے بھی نبی ہونے چاہئیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بیٹوں کو وفات دے دی، تا کہ کسی کو شبہ ہی نہ رہے۔ حضور ﷺ کے چاروں صاحبزادے بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ لیکن میرا محبوب رسول ہے

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ باقی رسولوں میں خاتم النبیین نہیں۔

میرا محبوب رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔ حضور ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حضور ﷺ کے بعد اگر نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے۔ بالغ ہوتے، شادی شدہ ہوتے۔ چونکہ حضور ﷺ کے بعد نبوت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے بیٹوں کو محبوب کے منصب نبوت پر قربان کر دیا اور وفات دے دی۔

حدیث شریف میں موجود ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے دست نبوت کی پاکیزہ انگلیوں کو بلند کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا میرے غلامو!

اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ (صحیح مسلم)

''میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔''

جیسے میری ان دو انگلیوں کے درمیان تیسری چیز کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اب میرے بعد قیامت ہی آئے گی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اب حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ حتمی اور قطعی فیصلہ ہے۔ اس میں اگر کوئی ذرہ بھر شک کرے تو مرتد ہے۔ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ اب قیامت تک حضور ﷺ کا زمانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ (پ ا ع ۲ سورۃ البقرہ آیت ۴)

"وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر جو آپ پر اتارا اور اس پر جو آپ سے پہلے اتارا اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔"

اگر حضور ﷺ کے بعد نبی آنا ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا، پہلے انبیاء نے حضور ﷺ کا ذکر کیا ہے لیکن حضور ﷺ نے بعد میں آنے والے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ

(سورۃ الصف آیت ۶)

"اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔"

"میرے بعد نبی آئیں گے جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا۔"

لیکن حضور ﷺ نے بعد میں آنے والے کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا!

لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

"میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

## تیس کذاب ہوں گے:

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلٰثُوْنَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ. كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ۔ (مسلم شریف)

''میرے بعد عنقریب میری امت میں تیس بڑے بڑے جھوٹے بڑے بڑے فریبی مکار پیدا ہوں گے اور ان کی پہچان یہ ہوگی کہ ہر ایک گمان کرے گا وہ اللہ کا نبی ہے۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (سنن ابی داؤد)

قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو خبردار کیا۔ میں کہوں تو آواز یہاں تک گونجے گی۔ حضور ﷺ فرمائیں تو ساری کائنات میں گونجے گی۔

## عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

لَوْ کَانَ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ

''میرے بعد اگر نبی ہونا ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔''

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی ہستی نبی نہیں ہوئی تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔ اگر حضور ﷺ کے بعد نبی بننے کی گنجائش ہوتی تو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ...... نبی بنتے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ...... نبی بنتے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ...... نبی بنتے

جن کی تربیت حضور ﷺ نے خود کی ہے وہ بنتے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بنتا۔

حضور ﷺ تبوک، جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ بنا کر گئے۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ

علی میں اب وہ طاقت نہیں رہی

کمزور ہو گئے ہیں

بزدل ہو گئے ہیں

اگر طاقت ہوتی تو حضور ﷺ جنگ کے لئے تبوک ساتھ لے جاتے۔ جن کے دلوں میں نفاق تھا انہوں نے یہ بات کہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود تبوک پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! تمہیں مدینے چھوڑ کر آیا تھا تم یہاں آ گئے ہو۔ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرا تعلق تمہارے ساتھ وہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر گئے۔ میں تبوک کے لئے آیا تمہیں مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا، وہ مرتبہ جو ہارون کا تھا خلیفہ ہونے کا وہ مرتبہ تمہارا ہے۔

ایک وہم ہو سکتا تھا کہ ہارون نبی ہیں تو علی بھی نبی ہو جائے۔ وہم کی جڑ کاٹ دی فرمایا!

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔''

پھر مرزا نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد نبی آتے رہے لیکن میرے بعد خلیفے ہوں گے۔ تم ان کی تابعداری کرنا، کیسا حکم ہے۔ پس جس کی پہلے بیعت ہو جائے اس کی اطاعت کرنا۔ اس کے خلاف دوسرا کھڑا ہو جائے تو اس کے خلاف

جہاد کرنا۔ کس طرح وضاحت کردی، پہلے نبیوں کے بعد نبی آتے رہے میرے بعد خلیفے ہوں گے۔

کثرت سے آئیں گے

اچھے بھی ہوں گے

برے بھی ہوں گے

اطاعت کرنا

خلاف اٹھ کھڑے نہ ہونا اگر وہ زیادتی کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان سے پوچھ لے گا۔ اگر حضور ﷺ کے بعد نبی نے آنا ہوتا تو نبی کا ذکر کرتے خلفاء کا ذکر نہ کرتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات کے ورق لے آئے۔ حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ حضور ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تم دیکھتے نہیں حضور ﷺ ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ عرض کی تورات اس لئے نہیں پڑھ رہا کہ مجھے آپ کی نبوت میں شک ہے، بلکہ میں تو آپ ﷺ کی شان تلاش کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اگر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں تم ان کی اتباع کرو تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر آج زندہ ہو جائیں تو وہ میری اتباع کریں گے۔ ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر زندہ ہوتے میری غلامی کے سوا ان کو کوئی چارہ نہ ہوتا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ سب سے پہلے جو کام آپ کا ہوگا گرجوں پر جو صلیبوں کے نشان ہیں ان صلیبوں کو توڑ

کر سارے گرجوں کو مسجدیں بنائیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام عیسائیت کی تبلیغ نہیں کرینگے...... اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

اپنا کلمہ نہیں پڑھیں گے ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے

انجیل کا درس نہیں دیں گے ...... قرآن مجید کا درس دیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے امتی کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔ جس کے امتی کے پیچھے رسول نماز پڑھ رہا ہے۔ اس امتی کے رسول کا مقام کیا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے۔ جب نبی آئے تو وہ خلیفہ بن کر رہے۔ امتی پھر نبی کیسے بن سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا اُنْزِلَ عِيْسٰى اِبْنِ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

"اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے۔ اور امام تم میں سے ہوگا۔"

یعنی تمہارے دل کی کیا بہاریں ہوں گی کیا خوشیاں ہوں گی کہ عیسیٰ علیہ السلام تم میں تشریف لائیں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے۔ وصال کے بعد میرے روضے میں دفن کیے جائیں گے۔

## مرزائی کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں:

مرزائی سادہ لوح مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ

ہم مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں

مسلمانوں کی طرح قرآن پڑھتے ہیں

سلطان غیرت رسول میں پارے کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ سلطان نور الدین دھاڑیں مار مار کر روتا ہے۔ عرض کرتا ہے حضور ﷺ میرے زندہ ہوتے ہوئے آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ ایک لشکر لے کر گھوڑے کو بجلی کی طرح دوڑاتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔

سلطان مدینے پہنچ کر اعلان کرتا ہے کہ سب لوگ ہمیں ملنے آئیں ہم انہیں انعام دیں گے۔ سب آئے لیکن وہ ملعون دو مردود شیطان نہ آئے۔ سلطان نور الدین نے پوچھا کہ کوئی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ بتایا گیا کہ دو آدمی ہیں جو بڑے متقی اور پرہیز گار ہیں۔ ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں، وہ نہیں آئے باقی سب آگئے ہیں۔ کہا کہ انہیں بھی لایا جائے۔ جب وہ مردود آئے سلطان نور الدین فوراً پہچان گیا کہ یہی وہ دونوں ملعون مردود ہیں جو سرکار مدینہ ﷺ نے خواب میں مجھے دکھائے تھے۔

الختصر انہوں نے سلطان کے سامنے اقرار کیا کہ ہمیں یہود و نصاریٰ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم حضور ﷺ کا جسد اطہر نکال کر لے جائیں۔ سلطان نے انہیں قتل کر دیا۔ لاشوں کو آگ لگوا کر خاکستر کر دیا۔ سلطان پوری دنیا کو بتا دیتا ہے کہ اگر سرکار مدینہ ﷺ کا غلام زندہ ہو تو وہ دشمن رسول کو اس طرح کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔ پھر سلطان نے روضۂ رسول کے ارد گرد گہری خندق کھدوائی۔ اسے پتھروں اور سیسے سے بھر دیا، تاکہ قیامت تک آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کر سکے۔

(راحۃ القلوب)

یہ دونوں مردود اور ملعون مدینہ منورہ میں مسلمان بن کر داخل ہوئے۔ مسلمانوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے

مسلمانوں کی طرح قربانی کرتے ہیں

ہم اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں

ہم مسلمانوں کی طرح حج کرتے ہیں

زکوٰۃ دیتے ہیں

پھر ہم کافر کیسے ہوگئے؟ ہمارے سارے کام اور سارے عقائد تو مسلمانوں والے ہیں۔

## سلطان نور الدین زنگی:

آپ ذرا غور کریں کہ حضرت سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک ہولناک سازش کے تحت یہود و نصاریٰ نے اپنے دو جاسوس مدینہ منورہ بھیجے تاکہ وہ نعوذ باللہ روضۂ رسول کو سرنگ لگا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو نکال کر لے جائیں۔ اس ہولناک کام کے لئے وہ دونوں عیسائی مسلمانوں کا روپ دھار کر مدینہ منورہ پہنچے اور مسلمانوں سے گھل مل گئے۔ روضۂ رسول کے پاس ڈیرہ لگایا اور مختلف عبادات میں مشغول رہتے اور جونہی رات کی سیاہی ہر طرف پھیلتی ہے دونوں عیسائی جاسوس سیاہ باطن روضۂ رسول کو سرنگ لگاتے۔ جو مٹی نکلتی اسے جنت البقیع میں پھینک آتے۔ صبح ہونے پر سرنگ والی جگہ پر چٹائیاں بچھا کر سرنگ والے حصہ کو چھپا لیتے۔

سرنگ جب کافی گہری ہوگئی تو ایک رات رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں ملتے ہیں اور سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ دونوں مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ انہیں جلد گرفتار کرو۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دونوں مردودوں کی شکلیں بھی سلطان نور الدین کو دکھاتے ہیں۔

سلطان غیرت رسول میں پارے کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ سلطان نور الدین دھاڑیں مار مار کر روتا ہے۔ عرض کرتا ہے حضور ﷺ میرے زندہ ہوتے ہوئے آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ ایک لشکر لے کر گھوڑے کو بجلی کی طرح دوڑاتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔

سلطان مدینے پہنچ کر اعلان کرتا ہے کہ سب لوگ ہمیں ملنے آئیں ہم انہیں انعام دیں گے۔ سب آئے لیکن وہ ملعون دو مردود شیطان نہ آئے۔ سلطان نور الدین نے پوچھا کہ کوئی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ بتایا گیا کہ دو آدمی ہیں جو بڑے متقی اور پرہیز گار ہیں۔ ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں، وہ نہیں آئے باقی سب آ گئے ہیں۔ کہا کہ انہیں بھی لایا جائے۔ جب وہ مردود آئے سلطان نور الدین فوراً پہچان گیا کہ یہی وہ دونوں ملعون مردود ہیں جو سرکار مدینہ ﷺ نے خواب میں مجھے دکھائے تھے۔

الختصر انہوں نے سلطان کے سامنے اقرار کیا کہ ہمیں یہود و نصاریٰ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم حضور ﷺ کا جسد اطہر نکال کر لے جائیں۔ سلطان نے انہیں قتل کر دیا۔ لاشوں کو آگ لگوا کر خاکستر کر دیا۔ سلطان پوری دنیا کو بتا دیتا ہے کہ اگر سرکار مدینہ ﷺ کا غلام زندہ ہو تو وہ دشمن رسول کو اس طرح کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔ پھر سلطان نے روضۂ رسول کے ارد گرد گہری خندق کھدوائی۔ اسے پتھروں اور سیسے سے بھر دیا، تاکہ قیامت تک آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کر سکے۔

(راحۃ القلوب)

یہ دونوں مردود اور ملعون مدینہ منورہ میں مسلمان بن کر داخل ہوئے۔ مسلمانوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے

تھے۔ حضور ﷺ کی نبوت کا اعلان بھی کرتے تھے۔ مسلمانوں کے سامنے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے تھے۔ وہ ملعون نصرانی

نمازیں بھی پڑھتے تھے

نماز جمعہ بھی پڑھتے تھے

صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے

سر پر زلفیں بھی رکھتے تھے

ان مردودوں نے داڑھیاں بھی رکھی ہوئی تھیں

سروں پر عمامے اور پگڑیاں باندھتے تھے

میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا وہ مسلمان تھے؟ نہیں بلکہ پکے

کافر تھے

مردود تھے

ملعون تھے

منحوس تھے

بے ایمان تھے

بالکل اسی طرح قادیانی کافر مسلمانوں کا روپ دھار کر مسلمانوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی مانتے ہیں۔

یہ کافر ہیں

مرتد ہیں

واجب القتل ہیں

یہ مرزائی اسلام کے نام پر اپنی کفریہ تبلیغ کرتے ہیں۔ اسلام کے نام پر لوگوں کو مرتد بناتے ہیں۔ مسلمانوں میں رہ کر ان کے راز باہر منتقل کرتے ہیں۔ این

جی اوز کے ذریعے غریبوں کے سینوں سے ایمان نکال لیتے ہیں۔ اپنی تعلیمی پالیسی کے تحت سکول کھول کر مسلمانوں کی نسل کو مرتد بناتے ہیں۔

## مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی بڑی آسان دلیل یہ ہے کہ کسی نبی کے نام میں غلام کا لفظ نہیں آتا۔ جس کے نام میں غلام کا لفظ ہو وہ اور کچھ ہو سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا۔

نبی غلام نہیں ہوتا

نبی تو آقا ہوتا ہے

اور جو نبی کا نام ہوتا ہے۔ اس سے پہلے اور کسی کا نام نہیں ہوتا۔ نبی سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں ہوتا۔

| | | |
|---|---|---|
| حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے | ...... | کسی کا نام آدم نہیں تھا |
| حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے | ...... | کسی کا نام نوح نہیں تھا |
| حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے | ...... | کسی کا نام ابراہیم نہیں تھا |
| حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے | ...... | کسی کا نام موسیٰ نہیں تھا |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے | ...... | کسی کا نام عیسیٰ نہیں تھا |
| حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے | ...... | کسی کا نام محمد نہیں تھا |
| حضرت احمد سے پہلے | ...... | کسی کا نام احمد نہیں تھا |

یعنی نبی اپنے نام کا خود افتتاح کرتا ہے۔ جو نبی کا نام ہوتا ہے اس سے پہلے وہ کسی کا نام نہیں ہوتا۔ اور مرزا غلام احمد سے پہلے کتنے لوگوں کے نام غلام احمد گزرے ہیں۔ نبی اپنے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ نبی اپنے کام سے پہچانا جاتا ہے۔

نبی کے جسم میں کوئی عیب نہیں ہوتا کوئی نقص نہیں ہوتا۔ اگر جسم میں عیب ہو تو نبی نہیں ہوتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی میں ہزاروں عیب تھے۔

اس کو کئی بیماریاں لگی ہوئی تھیں

مرزا کو دماغی بیماری تھی

اس کی آنکھیں ٹیڑھی تھیں

سچے نبی کے تمام اعضا سالم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات گوارا نہیں کہ نبی میرا ہو اور کوئی اس میں عیب تلاش کرے۔

نبی لنگڑا نہیں ہوتا

نبی نابینا نہیں ہوتا

نبی معذور نہیں ہوتا

بلکہ نبی کی نگاہ معذور پر پڑ جائے تو وہ صحیح الاعضا بن جاتا ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام پیدائشی نابینا نہیں تھے۔ رو رو کر آنکھوں کی بصارت زائل ہوگئی۔ ہمیشہ نابینا نہیں رہے۔ وقتی طور پر نابینا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بصارت پھر واپس کر دی۔ نبی کی عظمت تو بڑی واضح ہے۔

نبی مجنوں نہیں ہوتا

نبی جادوگر نہیں ہوتا

نبی کو اباسی نہیں آتی

نبی کو انگڑائی نہیں آتی

خوابوں میں نبی ناپاک نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ کے سچے نبی کو احتلام نہیں ہوتا

جسے احتلام ہو وہ نبی نہیں ہوتا احتلام شیطانی اثر کا نتیجہ ہے۔ نبی شیطانی اثرات سے پاک ہوتا ہے۔ اُمتی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے نبی کا وصال ہو جائے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ یہ جھوٹے نبی کو ماننے والے مرزائی نبی کی عظمتوں سے ناواقف ہیں، نبی کے نام کے دو جز نہیں ہوتے۔ ایک جز ہوتا ہے۔ جیسے۔

آدم

شیث

نوح

زکریا

یحییٰ

ابراہیم

اسحٰق

یعقوب

موسیٰ

عیسیٰ

محمد

مرزے کے نام کے دو جز ہیں غلام احمد جو غلام ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل پرش پر ہے تیری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شئ نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

## مرزائی ہرگز مسلمان نہیں ہیں:

مسلمان سادگی کی بنا پر قادیانیوں کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں حالانکہ قادیانی ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا تو یہ مسلمان کہلائے گا۔ عیسائیوں کی جماعت سے نکل جائے گا۔ اسی طرح یہ بات سمجھ لیں کہ یہی شخص مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لے آیا اور قادیانی کو اپنا نبی مان لیا تو اب یہ مسلمان نہ رہا بلکہ مرزائی ہوگیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے والے نے محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار نہیں کیا، لیکن مرزے پر ایمان لانے کی وجہ سے

دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا

امت مسلمہ سے خارج ہوگیا

مرتد ہوگیا

واجب القتل ہوگیا

قادیانی ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہیں

سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر یمامہ کا ایک شخص ایمان لایا جس کا نام مسیلمہ تھا، بعد میں اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

قرآن کریم پر ایمان رکھتا تھا

احادیث کو مانتا تھا

تاریخ میں یہ بات موجود ہے کہ اذان یہی پڑھتا تھا جو ہم پڑھتے ہیں۔ اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه پڑھواتا تھا اور نبوت کا دعویدار بھی تھا۔ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اس کے ساتھ

جنگ کرنے کے لئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کردیا۔ جو اس کے ماننے والے تھے ان کو بھی قتل کردیا۔

نہ ان کی اذانوں کو دیکھا

نہ ان کی نمازوں کو دیکھا

نہ قرآن کی تلاوت کو دیکھا

بلکہ ان کو تہ تیغ کیا اور واصل جہنم کیا۔ غور کریں مرزائیوں کے دھوکے میں آنے کی وجہ دین سے دوری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو مٹایا۔ مرزائی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دشمنوں کا صفحۂ ہستی سے خاتمہ کردیا۔ مرزائیوں کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب سجایا مگر اس کے کناروں میں سے ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ بس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میں نے اس خالی جگہ کو پُر کردیا اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر لحاظ سے سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔ چودہ سو سال کی تاریخ اس پر گواہ ہے جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا جمہور علماء کرام رحمہم اللہ نے اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی لحاظ سے بھی کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا جو بھی نبوت

کا دعویٰ کرے گا وہ

جھوٹا ہے

کذاب ہے

دجّال ہے

امت مسلمہ پر اس کا انکار لازم ہے

اور امت مسلمہ کو اس کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے

## مرزائیوں کا بائیکاٹ جائز ہے:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ ۱۱ ع ۳ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۸)

"اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔" (ترجمہ کنز الایمان)

جب غزوۂ تبوک میں جانے سے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ

یہ سوچ کر پیچھے رہ گئے ابھی یہ کام کر لیں، ہمارے پاس تیز رفتار سواری ہے پہنچ جائیں گے، لیکن سستی ہو گئی جا نہ سکے، جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس مدینے تشریف لے آئے تو یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم سے سستی ہو گئی ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ بدر میں بھی شریک ہو چکے تھے۔ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ فرمایا! تمہارا معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں لیکن آج کے بعد تم تینوں کا بائیکاٹ ہوگا۔ آج سے تمہارے ساتھ

سلام بند

کلام بند

اٹھنا بند

بیٹھنا بند

تمام مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیں

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر تمام مسلمانوں نے تینوں سے بائیکاٹ کر دیا۔

کھانا پینا

ملنا جلنا

بالکل بند کر دیا

یہ بائیکاٹ چالیس دن تک رہا۔ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا آج سے تمہاری بیویاں بھی تم سے بائیکاٹ کریں گی۔ بیویوں نے اس فیصلے پر لبیک کہا۔

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہماری طرف سے بھی بائیکاٹ رہے گا۔ پچاس دن گزر گئے تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ اَبْشِرُ، بشارت ہو۔ آج سے تمہارا بائیکاٹ ختم کیا جاتا ہے۔ یہ بائیکاٹ اتنا سخت تھا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن اپنے چچا زاد بھائی ابو قتادہ کے باغ میں گیا اور کہا السلام علیکم! تو انہوں نے منہ پھیر لیا۔

اور سلام کا جواب نہ دیا، نہ میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے کہا کیا میں مسلمان نہیں ہوں تو انہوں نے جواب دیا!

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔

''اللہ جانے یا اس کا رسول جانے۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جواب سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

یہ بائیکاٹ صرف اس لئے ہوا کہ جہاد میں شریک ہونے میں سستی ہوگئی تھی۔ مرزائیوں کا کیوں بائیکاٹ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو بنیادی طور پر جہاد سے انکار کرتے ہیں۔ ان کا بائیکاٹ تو بدرجہ اولیٰ ہونا چاہئے۔ مرزائی تو ختم نبوت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے!

جو مجھے نبی نہ مانے ...... وہ کنجریوں کی اولاد ہے

جو مسلمان عورتیں مجھے نہ مانیں ...... وہ کتیوں کی اولاد ہیں

جو مرد مجھے نبی نہیں مانتے ...... وہ جنگلوں کے سور ہیں۔

(ثبوت حاضر ہیں ص ۳۹۲ بحوالہ روحانی خزائن)

دیکھو یہ مسلمانوں کو کیا کہتا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کسی مسلمان کی غیرت

گوارا کرسکتی ہے کہ وہ ان سے لین دین کرے تو پھر کرتا رہے لیکن اسلام مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کا بائیکاٹ کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیٹے عبدالرحمٰن نے کہا بدر کے میدان میں آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے لیکن میں نے اپنی تلوار کا رخ موڑ لیا اور واپس ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔ اس لئے کہ جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ میرا نہیں ہے۔

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے والد ابوسفیان آئے ملنے کی لئے اور اس بستر پر بیٹھنے لگے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر جلدی سے لپیٹ دیا۔

فرمایا آپ اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے حبیب بیٹھتے ہیں یہ غیرت حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ہے لیکن مسلمانوں کی یہ غیرت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ غیرت عطا کرے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

## مرزائیوں کے مشہور اعتراضات اور اس کے جوابات:

مرزائیوں کا اعتراض یہ ہے کہ خاتم کا معنی آخر نہیں، بلکہ خاتم کا معنی مُہر ہے اور مُہر نبوت کا معنی ہے جس پر آپ کی مُہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے۔ سو غلام احمد قادیانی پر بھی مُہر لگ گئی اور وہ نبی بن گئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے۔ اگر خاتم کا معنی

مہر ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تو اس میں اور کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی، سو نبوت کو بند کر کے اس پر آپ کی مہر لگا دی گئی اب نبوت میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہو سکتی۔

مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق بہ فرض محال ختم نبوت کا معنی مُہرِ تصدیق ہو اور اس کا معنی یہ ہو کہ جس پر حضور ﷺ مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے۔ تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ مہر لگتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی بنتے نہ کہ مرزا بنتا۔ نبی بنانا اور رسول بھیجنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ حضور ﷺ کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ اپنی مہر لگا کر کسی کو نبی بنا کر بھیج دیں۔

## دوسرا اعتراض:

لَا نَبِیَّ بَعْدِی میں نفی کمال کی ہے۔

اس کا جواب اس طرح کوئی کہہ سکتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں لَا نفی کمال کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کامل خدا کوئی نہیں ناقص خدا موجود ہیں۔

اس کا حل یہ ہے لَا کا نفی جنس کے لئے ہونا حقیقی معنی ہے۔ جب تک حقیقت محال نہ ہو۔ مجاز پر محمول نہیں کیا جا سکتا...... لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ...... حقیقت مُتَعَذّر نہیں ہے...... اس لئے اس کا معنی ہے...... میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

## مرزائیوں کا اعتراض:

حدیث شریف میں ہے کہ

جب کسریٰ مرجائے گا ...... تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

جب قیصر مرجائے گا ...... اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

(مسلم ج۲ ص۳۹۶)

کسریٰ ایران کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور ان کے بعد بھی ایران اور روم کے بادشاہ ہوتے رہے۔

## جواب:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس طرح حضور ﷺ کے زمانے میں کسریٰ ایران کا بادشاہ تھا اور قیصر روم کا بادشاہ تھا۔ اس طرح وہ بعد میں بادشاہ نہیں ہوں گے اور اسی طرح ہوا کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور قیصر شکست کھا کر شام سے بھاگ گیا اور مسلمانوں نے ان دونوں ملکوں کو فتح کر لیا۔ خلاصہ یہ ہے بعد میں اس نام کے بادشاہ نہیں گزرے۔ (تبیان القرآن ج ۹)

## مرزے کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں:

مرزا کہتا ہے "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۵۸۴ بحوالہ ثبوت حاضر ہیں ص ۳۹۰)

مرزا کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرا۔ اور لاش ریل گاڑی پر قادیان بھجوائی گئی۔

قادیانی کہتے ہیں اس سے مراد مکی یا مدنی فتح ہے۔

یہ دجل ہے

یہ جھوٹ ہے

دنیا کی کسی لغت میں موت کا معنی فتح نہیں ہے۔ اگر موت کا معنی فتح ہے تو سب مرزائی زہر کھا کر مر جائیں تا کہ سب کی فتح ہو جائے۔ مرزا قادیانی نے کہا محمدی بیگم سے میری شادی ہوگی۔

ہر ممکن کوشش کی

ترغیب دی

لالچ دیا

ڈرانے اور دھمکانے کا ہر حربہ استعمال کیا

مگر ناکام رہا وہ ایمان کی پکی تھی۔ اس نے کہا اس نکھٹو بے ایمان کے ساتھ میں نکاح نہیں کروں گی۔

آخر محمدی بیگم کی شادی اس کے رشتہ دار سلطان احمد کے ساتھ ہو گئی۔ مرزا قادیانی کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۲۰۷ بحوالہ ثبوت حاضر ہیں ص ۴۴۶)

## سرکار مدینہ ﷺ کی سچی پیش گوئی:

حضور ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینے تشریف لے جا رہے تھے۔ ابوجہل نے اعلان کیا جو محمد ﷺ کو تلاش کر کے لائے گا میں اس کو انعام دوں گا۔ سراقہ گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے گیا، تاکہ انعام حاصل کرے۔ سراقہ اسی راستے پر پہنچ گیا جس پر حضور ﷺ جا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا عرض کی آقا سراقہ آ گیا۔ فرمایا خوف مت کرو۔ اگر اس کے پاس تلوار ہے تو رب ہمارے ساتھ ہے۔ سراقہ قریب پہنچ گیا۔

اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے حضور ﷺ سے معافی مانگی۔ فرمایا! جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

گالیاں دیتا ہے کوئی تو بھی دعا دیتے ہیں

گھوڑا باہر آ گیا۔ سراقہ نے کہا یہ بائی چانس ہو گیا ہے۔ پھر پیچھے آیا۔ گھوڑا پھر زمین میں دھنس گیا۔ پھر معافی مانگی، حضور ﷺ نے پھر معاف کر دیا۔

شیطان نے وسوسہ ڈالا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ سراقہ پھر آیا تو سراقہ کا گھوڑا پھر زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ کو یقین ہو گیا کہ میں غالب نہیں آ سکتا۔ میرا گھوڑا حضور ﷺ کی وجہ سے زمین میں دھنستا ہے۔ سراقہ نے پھر معافی مانگی عرض کی اب پیچھے نہیں آؤں گا واپس جا کر کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ سراقہ جب واپس جانے لگا سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سراقہ! میں تیرے ہاتھوں میں شہنشاہ ایران کے کنگن دیکھ رہا ہوں، پیش گوئی فرمائی۔

وقت گزرتا گیا سراقہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا۔ سراقہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیمار ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیمارداری کے لئے گئے، سراقہ نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میرا ایمان ہے مجھے اس وقت تک موت نہیں آ سکتی جب تک میرے آقا ﷺ کی حدیث پوری نہیں ہوتی۔

ایران فتح ہوا مال غنیمت آیا، اس میں شہنشاہ ایران کے کنگن بھی آئے جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر کنگنوں پر پڑی فوراً کہا!

اَینَ سُرَاقَہ سراقہ کہاں ہے؟

جاؤ بلا کر لاؤ۔ ایک صحابی بلانے گئے۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرمائیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اپنے ہاتھوں کو پھیلاؤ، سراقہ نے ہاتھوں کو پھیلایا، آپ نے خود کنگن پہنائے،

زمانہ بڑا پاک تھا

لوگ بڑے نیک تھے

## مجمع سے ایک آواز آئی

امیر المومنین مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے۔ آپ خود پہنا رہے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے قیامت تک تمام مسلمانوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے لیکن سراقہ کے لئے حلال ہے۔ ہم اگر پہنیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ سراقہ اگر نہ پہنے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (مسلم شریف کتاب الفتن)

حضور ﷺ نے جو فرمایا وہ ہو کر رہا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق اتنے عظیم اور بلند ہوتے ہیں کہ اپنے بدترین مخالفین کے خلاف بھی کبھی بدزبانی نہیں کرتے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے جو اپنے مخالفین کے خلاف زبان استعمال کی وہ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا مقام انسانیت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

ملاحظہ کریں! مسلمانوں کے خلاف ہرزا سرائی، ولدالحرام، اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔ اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار اسلام ص ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳۱ مرزا قادیانی بحوالہ ثبوت حاضر ہیں ص ۳۹۱)

عیسائی، یہودی، مشرک جو میرے مخالف ہیں، ان کا نام عیسائی اور یہودی، اور مشرک رکھا گیا ہے۔ (نزول المسیح (حاشیہ) ص ۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸)

مرد...... خنزیر

عورتیں...... کتیاں

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۵۳ از قادیانی)

’’جہنمی‘‘ اور مجھے بشارت دی گئی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور مخالفت کی وہ جہنمی ہے۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ قادیانی بحوالہ ثبوت حاضر ہیں ص ۳۹۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں قادیانیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

# تیسرا خطبہ

## کافروں سے تعلقات

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ کَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

(ترمذی ج اول باب افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جابر)

روایت ہے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا جہاد کلمۂ عدل کہنا ہے سلطان ظالم کے سامنے۔

یعنی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا بہت بڑی بہادری اور جرأت ہے۔ اس میں جان کا اور مال کا بھی خطرہ ہے۔ اس لئے افضل جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

# ﴿کافروں سے تعلقات﴾

## قرآن مجید کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (پ ۲۸ سورۃ الممتحنۃ)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشّٰكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓـئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

تمام حضرات ذوق اور شوق کے ساتھ محبت وعقیدت کے ساتھ ادب و احترام کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! سورۃ الممتحنہ کی چند آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ ان کا ترجمہ اور تفسیر بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اپنے جگری دوست۔ تم اظہار محبت کرتے ہو ان سے، حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں۔ اس دین حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے۔ انہوں نے نکالا ہے رسول مکرم کو اور تمہیں بھی مکہ سے محض اس لئے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لئے تو انہیں دوست مت بناؤ۔ تم بڑی راز داری سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور جو تم نے ظاہر کیا ہے اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے

دشمن ہوں گے اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ان کی طرح کافر بن جاؤ۔ نہ نفع پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد، روز قیامت اللہ جدائی ڈال دے گا۔ تمہارے درمیان اور اللہ جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔'' (ضیاء القرآن ج ۵ ص ۱۹۱)

حضرات ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ بنی ہاشم کے خاندان کی ایک لونڈی جس کا نام سارہ تھا یہ مکہ مکرمہ سے سفر کر کے مدینہ طیبہ میں سرکار مدینہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ کو فتح کرنے کے لئے جہاد کا سامان فرما رہے تھے۔

سارہ لونڈی سے دریافت فرمایا کیا تو مسلمان ہوگئی ہے، تو نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ لونڈی نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تیرا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ لونڈی سارہ نے جواب دیا، میں اپنی تنگدستی اور محتاجی سے پریشان ہو کر یہاں آگئی ہوں۔

لونڈی کا حال سن کر خاندان بنی ہاشم کے دردمندوں کو رحم آیا اور دل کھول کر

اس کی مدد

اس کی اعانت کی

کپڑے دیئے

سامان دیا

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ صحابی نے دس دینار دیئے اور ایک چادر دی اور ایک خط دیا اور کہا کہ یہ خط مکہ کے سرداروں کو دے دینا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا:

''حضور ﷺ مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کی تیاری فرمارہے ہیں۔ تم اپنے بچاؤ کی لو جو تدبیر کر سکتے ہو کرلو۔''

لونڈی نے خط کو بالوں کے جوڑے میں چھپالیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو وحی کے ذریعے اس خط کے مضمون کی خبر دے دی۔ حضور ﷺ نے اپنے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس لونڈی کو گرفتاری کے لئے روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا تم تیز رفتاری کے ساتھ ''روضہ خاخ'' کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ وہاں پر ایک مسافر عورت ملے گی۔ اس کے پاس حاطب ابن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے۔ وہ خط اس سے لے لو اور اسے چھوڑ دو۔ اگر انکار کرے تو اسے قتل کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روانہ ہو گئے اور عورت سے خط مانگا۔ وہ انکار کرنے لگی اور قسم کھا گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واپسی کا ارادہ کیا، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے آقا ﷺ کا فرمان کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتا تو خط دے دے، ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔

جب عورت، کو یقین ہو گیا کہ میرا کوئی حیلہ کامیاب نہیں ہو سکتا تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کہتا نہ تھا تو جو کہتی ہے، وہ غلط ہے، میرے آقا ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خط پیش کیا۔ حضور ﷺ نے حاطب ابن ابی بلتعہ کو بلا کر ارشاد فرمایا یہ خط تمہارا ہے۔ اسے مکہ بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا

جب سے میں ایمان لایا ہوں ...... کبھی کفر نہیں کیا
جب سے حضور ﷺ کی نیاز مندی میسر آئی ہے ...... کبھی خیانت نہیں کی
جب سے اہل مکہ کو چھوڑا ہے ...... کبھی انکی محبت دل میں نہیں آئی

لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا لیکن ان کی قوم میں سے نہ تھا۔ قبیلہ قریش میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں۔ جو اُن کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں۔ مجھے اپنے گھر والوں کی فکر تھی۔ اس لئے میں نے چاہا اہل مکہ پر کچھ احسان کردوں، تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اسی خیال سے میں نے خط مکہ والوں کی طرف لکھ دیا ہے۔

میں یقین سے جانتا ہوں کہ اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرمانے والا ہے۔ میرا یہ خط انہیں بچا نہ سکے گا۔

حضور ﷺ تو رحمت عالم ہیں۔ آپ کا دل اپنے جانثاروں کی محبت سے لبریز تھا۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا یہ عذر سن کر آپ نے انہیں معاف کر دیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے عمر! تمہیں کیا خبر یہ حاطب ان مجاہدین میں سے ہے جو جنگ بدر میں اپنی سرفروشی کے جوہر دکھا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجاہدین بدر کی یہ قدر و منزلت ہے کہ اس رب کریم نے مجاہدین بدر سے فرمایا!

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔

"یعنی تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔"

یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔ اس وقت سورۃ الممتحنہ

کی یہ آیات نازل ہوئیں:

''اصحاب بدر کی عزت فرمائی۔ اگر ان سے پھر گناہ ہو گیا اللہ تعالیٰ پھر بخش دے گا۔ اصحاب بدر اپنی وفات تک اہل جنت کے اعمال پر قائم رہے اگر کوئی گناہ ہو گیا تو بہ کر لی۔''

(تفسیر ضیاء القرآن)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کافر کو اپنا جگری دوست بنائے یا اس پر مسلمانوں کے راز افشا کرے، کیونکہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ صحابی تھے لیکن جس وقت انہوں نے اپنے قومی راز کافروں پر ظاہر کئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید آ گئی اور عتاب خداوندی آ گیا۔

دور شو از اختلاط یار بد

یار بد بد تر بود از مار بد

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۝

(پ ۴ ع ۳ آل عمران آیت ۱۱۸)

''یعنی اے ایمان والو! غیروں کو یعنی کفار و مشرکین اور منافقین وغیرہ کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے کہ تمہیں ایذاء پہنچے یہی ان کے دلوں کی آرزو ہے بلاشبہ ان کے منہ سے نکلی باتوں سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور وہ جس کو

یہ لوگ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بہت
بڑی دشمنی ہے۔''

سورۃ آل عمران کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے!

کافروں

مشرکوں

ہندوؤں

عیسائیوں

یہودیوں

مرزائیوں

کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ یہ تمہارے دشمن ہیں۔ دشمنی باتوں سے جو ظاہر ہوتی ہے اس سے بڑھ کر ان کے سینوں میں دشمنی ہے۔ یہ ملتِ اسلامیہ کے دشمن ہیں۔

بچھو کا کام ہے ڈنگ مارنا، یہ اس کی طبیعت میں ہے۔ اسی طرح کافر کی فطرت ہے مسلمان کو ڈنگ مارنا۔ کافر کو جب موقع ملے گا وہ ڈنگ مارے گا۔

اس لئے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے کہ

وہ کافروں کو راز دار نہ بنائیں

کافروں پر اعتماد نہ کریں

قومی راز کافروں پر ظاہر نہ کریں

## معاملات:

مسلمان کافروں کیساتھ معاملات کر سکتے لیکن محبت، دوستی نہیں کر سکتے۔

تجارت کر سکتے ہیں

لین دین کر سکتے ہیں

اٹھ سکتے ہیں بیٹھ سکتے ہیں

لیکن دینی اور قومی مسائل میں اعتماد نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ دین اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہئے۔

## لیٹرین:

قضائے حاجت کے لئے لیٹرین میں جانا پڑتا ہے۔ یہ مجبوری ہے فارغ ہو کر انسان فوراً واپس آ جائے، لیکن اگر لیٹرین میں چارپائی بچھا کر وہاں پر لیٹ جائے یہ بے وقوفی ہے۔ اسی طرح ضرورت کے لئے کفار سے میل جول رکھو لیکن محبت اور دوستی نہ کرو۔ اگر دوستی کرو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کفر کے گڑھے میں گر جاؤ۔ اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

دور شو از اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد

برے دوست سے دور ہو جا کیونکہ سانپ اگر ڈنگ مارے گا تو جان جائے گی۔ برے دوست کی دوستی کی وجہ سے جان بھی جائے گی اور ایمان بھی جائے گا۔

قرآن کریم میں کئی جگہ کافروں سے اللہ تعالیٰ نے دوستی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

(پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۲۸)

"مومنین مومنین کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَ النَّصٰرٰی اَوْلِیَاءَ۔

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ ایت ۵۱)

''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَرْکَنُوْآ اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ۔

(پ ۱۲ سورۃ الھود آیت ۱۱۳)

''اور ظالموں سے میل جول نہ رکھو ورنہ تمہیں بھی دوزخ کی آگ جلائے گی۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کفار سے دوستی رکھنا گمراہی ہے۔ کفار کو جب بھی موقع ملے گا وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ یہود سے دوستی رکھنے کی بھی ممانعت کردی گئی ہے، کیونکہ وہ بھی مشرکین کے مشابہ ہیں۔

## آج کل کا مسلمان:

آج کل کے مسلمان کو پتہ نہیں ہے کہ کافروں کے ساتھ کیسے میل جول رکھنا ہے۔ میں ایک سکول میں پڑھاتا ہوں۔ سکول کے کسی ٹیچر کا اگر کوئی رشتہ دار فوت ہوجاتا تو مجھے ہیڈ ماسٹر صاحب کہتے کہ صمدانی صاحب آپ ان کے رشتہ دار کیلئے دعائے مغفرت کریں۔ میں دعاء کرتا۔ ہمارے ساتھ ایک عیسائی ٹیچر بھی پڑھاتا تھا اس کی ماں مرگئی۔ حسب معمول مجھے ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا عیسائی کی ماں کیلئے دعائے مغفرت کریں۔ میں نے مسئلہ بتایا کہ کافر کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں ہے۔ بعض نے کہا ٹھیک ہے، اگر یہ مسئلہ ہے تو ہم مجبور نہیں کرتے ہمیں

مسلئے کا علم نہیں تھا، لیکن بعض ٹیچرز مسلمان جہالت کی وجہ سے میرے گلے پڑ گئے اور عیسائی کے حمایتی بن گئے، لیکن میں نے کہا مسئلہ یہی ہے تم جو چاہو کرو۔ یہ اسلام سے دوری تھی، انہیں اتنا بھی پتہ نہیں تھا کہ کافر کیلئے دعائے مغفرت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ارشاد فرمایا:

مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ
كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

”نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں بعد اس کے کہ ان پر واضح ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں۔“ (پ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۳)

دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

”ان کی قبر پر آپ کھڑے نہ ہوں۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔“ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۸۴)

جب میں کہتا ہوں کہ یااللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ پہلے نامۂ اعمال دیکھ

حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جب روس کے سرکاری دورے پر گئے تو حکومت کی طرف سے پروگرام میں یہ بات داخل تھی کہ آپ نے لینن کی قبر پر جانا ہے اور پھول چڑھانے ہیں، آپ نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا میں دورہ ختم کر سکتا ہوں، لیکن لینن کی قبر پر نہیں جا سکتا، کیونکہ وہ کافر ہے اور کافر کی قبر پر جانا منع ہے، کافر کیلئے دعائے مغفرت منع ہے، دعائے مغفرت مسلمان کیلئے ہے۔

مسلمان کے اندر استقامت ہونی چاہئے۔ مسلمان کو چاہئے کہ

اپنی تعلیم سے...... تبلیغ سے...... اپنے کردار سے...... اپنے اخلاق سے

کافروں کو مسلمان بنائے۔ نہ کہ خود کافر سے متاثر ہو کر کافر بن جائے۔

## مسلمان شاہ نجاشی کے دربار میں:

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

قریش مکہ نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا حَبَشَہ کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ مسلمان حبشہ جا کر آرام سے رہنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت آرام سے کرنے لگے۔ کفار مکہ کو جب پتہ چلا تو آپس میں مشورہ کیا کہ ان کو واپس لاؤ۔

کفار مکہ نے عمرو ابن عاص اور عمارہ بن ولید کو سفیر بنا کر شاہ نجاشی کے پاس بھیجا۔ دونوں سفیر سیاسی امور کے ماہر تھے۔ بادشاہ کے لئے قیمتی تحائف بھی انہیں دیئے۔ بادشاہ کے لئے دیگر تحائف کے علاوہ ایک قیمتی عربی گھوڑا اور قیمتی ریشمی جبہ بھی بھیجا۔ شاہی دربار کے جتنے مذہبی پیشوا تھے۔ ہر ایک کے لئے مکہ کے مشہور چمڑے کی مصنوعات تحفہ کے طور پر بھیجیں۔ تاکید کی کہ شاہ نجاشی کو کہیں کہ مسلمانوں کو واپس بھیجیں۔ یہ سفیر شاہ نجاشی کے دربار میں پہنچے اور مسلمانوں کی شکایت کی اور کہا کہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیں۔

شاہ نجاشی نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا پہلے ان کو بلا کر میں ان سے پوچھوں گا پھر کوئی فیصلہ کروں گا۔ شاہ نجاشی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ جب مسلمان شاہ نجاشی کے دربار میں پہنچے، اپنی ترجمانی کے لئے حضرت جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں منتخب کیا۔ فرمایا اے بادشاہ!

ہم جاہل قوم تھے

مردار کھایا کرتے تھے

بدکاریاں کیا کرتے تھے

بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے

رشتہ داروں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کیا کرتے تھے

اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف عظیم الشان رسول بھیجا، اس نے اللہ تعالیٰ پر ہمیں ایمان لانے کی دعوت دی کہ اس کو وحدہ لاشریک مانیں اور اسی کی عبادت کریں، برے کاموں سے اور خونریزیوں سے باز رہیں۔ انہوں نے ہمیں

فسق و فجور

جھوٹ بولنے

یتیموں کا مال کھانے

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا

اور ہمیں حکم دیا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ نجاشی نے کہا جو کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے نبی پر نازل ہوئی ہے، کیا اس کا کچھ حصہ تمہیں یاد ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! مجھے یاد ہے، نجاشی نے کہا! مجھے پڑھ کر سناؤ۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی تلاوت فرمائی تو دربار کا نقشہ بدل گیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ۔ (پ ۷ ع ۱)

”تلاوت کا اثر ہوا۔ بادشاہ پر حق واضح ہو گیا۔ آنکھوں سے

آنسو جاری ہو گئے۔ بھرے دربار میں کہا میں گواہی دیتا ہوں
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، مسلمان
ہو گیا۔“

نجاشی نے کہا بخدا یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے یہ ایک ہی شمع کی شعاعیں ہیں اور ایک ہی چشمہ کی موجیں ہیں۔ نجاشی نے قریش مکہ کے سفیروں کو مخاطب کر کے کہا تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ میں مسلمانوں کو کبھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ عمرا بن عاص نے دوسرے دن دربار میں آ کر نجاشی کو کہا مسلمان حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں نازیبا باتیں کرتے ہیں، آپ انہیں بلا کر پوچھیں۔

مسلمان دوبارہ آئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی نے ان کے بارے میں بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی روح ہیں اور اس کا کلمہ ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم کے اندر ڈالا ہے۔ یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور وہاں سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ بخدا جو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے، وہ اس تنکا کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہے۔

نجاشی نے کہا میں تمہیں مسلمانو! خوش آمدید کہتا ہوں، جس ہستی کے پاس سے تم آئے ہو اسے بھی مرحبا کہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

یہ وہی رسول ہیں ...... جن کا ذکر ہم انجیل میں پڑھتے ہیں
یہ وہی رسول ہیں ...... جن کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی

تھی

مسلمانو! میرے ملک میں جہاں چاہو قیام کرو۔ خدا کی قسم! اگر مجھے حکومت کی مجبوریاں نہ ہوتیں تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور حضور ﷺ کا کفش بردار بنتا اور وضو کرانے کی سعادت حاصل کرتا۔ نجاشی نے مسلمانوں کو کہا جاؤ میرے ملک میں آرام سے رہو۔ جس نے تمہارے ساتھ بدکلامی کی میں اس پر تاوان لگاؤں گا۔ یہ جملہ اس نے تین بار دہرایا۔ پھر کہا میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں تم میں سے کسی ایک کو ان کے حوالے کروں اور وہ مجھے اس کے بدلے میں سونے کا ایک پہاڑ دے دیں۔ نجاشی نے درباری کو کہا مکہ والوں کے تحائف واپس کر دو۔ اس طرح یہ مکہ کے نمائندے ناکام اپنے وطن واپس لوٹے۔

جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نجاشی کے دربار میں پہنچے تو نجاشی کو سجدہ نہیں کیا، بلکہ سنت کے مطابق السلام علیکم کہا۔ بادشاہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم نے شاہی آداب کے مطابق مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کسی کو سجدہ نہیں کیا کرتے اور ہمارے رسول نے ہمیں بتایا ہے کہ اہل جنت جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ اسی طرح ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ ہم بھی آپس میں ایک دوسرے کو انہی الفاظ سے سلام کہتے ہیں۔ (ضیاء النبی ج دوم)

مسلمان کا کام ہے کہ وہ کافر کو مسلمان بنائے نہ کہ

خود اس کے رنگ میں رنگا جائے

کفر کا حمائتی بن جائے

کفر کو پسند کرنے لگ جائے

اس طرح مسلمان گمراہی کے گڑھے میں جا گرے گا۔ مسلمان کو چاہئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کافروں کو مسلمان بنائیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی ایک یہودی تھا۔ وہ کہیں سفر پر چلا گیا۔ گھر میں غربت تھی۔ رات کو چراغ نہیں جلا سکتے تھے۔ گھر میں اندھیرا رہتا تھا۔ اندھیرے کی وجہ سے ایک چھوٹا بچہ تھا جو ساری رات روتا رہتا تھا اور سوتا نہیں تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑوسیوں سے پوچھا کہ رات کو بچہ کیوں روتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ چراغ میں تیل نہیں ہوتا، ہم چراغ جلا نہیں سکتے۔ اندھیرے کی وجہ سے ہمارا بچہ روتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنا چراغ اٹھا کر پڑوسی کے گھر رکھ آتے، ان کا گھر روشن ہو جاتا، بچہ آرام سے رات کو سوتا۔ گھر والے سارے سکون سے سوتے۔ آرام سے سوتے۔ ایک ماہ تک یہ عمل جاری رہا۔ جب یہودی واپس گھر آیا بیوی نے بتایا کہ ہمارا پڑوسی مسلمان بہت اچھا ہے۔ ہمارے ساتھ اس نے بہت اچھا سلوک کیا ہے۔ ایک ماہ تک اس نے ہمارے گھر کو روشن رکھا ہے۔ یہودی نے کہا کیوں نہ ہم اس کے دین کو اپنا لیں۔ شوہر اپنے ساتھ اپنی بیوی کو لے کر گیا اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ ہم دونوں کو کلمہ پڑھائیں۔ آپ نے کلمہ پڑھایا یہ دونوں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

صحبت عالم ترا عالم کند
صحبت ظالم ترا ظالم کند

## حضرت موسیٰ پاک آہنگر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار لاہور میکلوڈ روڈ پر ہے۔ آپ لوہار کا

کام کرتے تھے۔ دو عورتیں آگئیں۔ ہندو عورت اور ایک اس کی بیٹی دونوں ماں بیٹی حسین وجمیل ہیں۔ نوجوان ہیں۔ دونوں حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آگئیں۔ کہنے لگیں بابا جی چرخے کا تکلہ سیدھا کر دو۔ حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ان ماں بیٹی کے چہرے پر پڑی تو آپ دیکھتے ہی رہے۔ آپ کافی دیر دیکھتے رہے۔ ماں بیٹی نے مجبور ہو کر کہا بابا جی! ہم تکلہ سیدھا کرانے آئی ہیں۔ آپ ہمیں دیکھے جا رہے ہیں۔ آپ عجیب بابا جی ہیں؟ حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹی! اگر میں نے تمہیں ناپاک نگاہوں سے دیکھا ہے تو میری نگاہیں باقی نہیں رہنی چاہئیں۔ تکلہ آگ کی بھٹی میں تھا، تپ رہا تھا۔ سرخ انگاروں کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے تکلے کو آگ کی بھٹی سے نکالا اور سرمہ لگانے کی طرح آنکھوں میں پھیرا فرمایا! اگر میری آنکھیں ناپاک ہیں تو یہ آنکھیں نہیں رہنی چاہئیں۔ جب آپ نے تکلہ آنکھوں میں پھیرا تو آنکھیں اسی طرح محفوظ رہیں۔ آپ نے ان عورتوں سے کہا بیٹا! میں تو تمہاری صورت دیکھ کر اپنے دل ہی دل میں کہہ رہا تھا، ایسا حسن وجمال اور دوزخ میں چلا جائے۔ اندازہ کریں یہ ہیں اللہ والوں کی نگاہوں کے فیصلے۔

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ حق نے دل کو کیا ہے نگاہ کا پیرو

حضرت موسیٰ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی نظر ان عورتوں پر پڑی دونوں نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ کافر کو مسلمان بنائے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنائے۔ خود بھی سچا پکا مسلمان بن کر رہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

نعت کے چند اشعار پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری
جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیری عادت تیری
دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کر صورت تیری
اور مجمع حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری
ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے ان کا تو حسن تیری ہے جنت تیری

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# چوتھا خطبہ

## فکر آخرت

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَضَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ

(رواہ ابوداؤد والنسائی)

روایت ہے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سعد وفات پا گئیں تو اب کون سا صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی۔ لہذا سعد نے کنواں کھدوا دیا اور فرمایا یہ کنواں ام سعد کا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ، کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بعد وفات میت کو مالی صدقہ کا بخشنا سنت ہے۔ قرآن پاک میں جو کہا گیا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یا فرمایا گیا لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى جن سے معلوم ہوا کہ انسان کو صرف اپنی کی ہوئی نیکیاں فائدہ مند ہیں وہاں بدنی فرائض مراد ہیں۔ یعنی کوئی کسی کی طرف سے فرض نمازیں ادا نہیں کرسکتا، ثواب ہر عمل کا بخش سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کیلئے پانی خیرات کرو۔ جب تک لوگ پانی پیتے رہیں گے تمہاری ماں کو ثواب ملتا رہے گا۔ عام مسلمان ختم شریف میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث شریف۔

# فکرِ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ط ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ○ (پ۲۱ ع۲ سورۃ العنکبوت آیت ۵۷)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ط ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ○

''ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

حدیث شریف میں آتا ہے قبر میں میت ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جس وقت اسے عزیز و اقارب کی دعا پہنچتی ہے۔ اس کے لئے وہ دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اسی لئے ہم آج یہاں پر جمع ہوئے ہیں کہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کریں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک کافر تھا اس کے دو بیٹے تھے ایک مسلمان اور ایک کافر تھا۔ اس کافر نے مرتے وقت اپنے دونوں بیٹوں کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد سو غلام آزاد کر دینا جو بیٹا کافر تھا اس نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کر دیئے جو مسلمان تھا حضور ﷺ کا صحابی تھا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک غلام آزاد نہیں کروں گا جب تک اپنے آقا سے پوچھ نہیں لوں گا۔ یہ صحابی سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ مسئلہ پوچھا حضور ﷺ نے فرمایا تیرا باپ اگر مسلمان ہوتا تو اسے ضرور فائدہ پہنچتا۔ چونکہ اس کی موت کفر پر واقع ہوئی ہے۔ اس لئے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ (مشکوٰۃ)

سعد کی والدہ:

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت سعد بن عبادہ سب کھو رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی حضور ﷺ! میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے۔ اگر اچانک انتقال نہ ہوتا تو اپنے لئے صدقہ وخیرات کر کے جاتی۔ اگر میں صدقہ وخیرات کروں

کیا میری والدہ کو فائدہ پہنچے گا فرمایا ہاں! تم اپنی ماں کے لئے پانی کا کنواں کھدوا دو۔ جب تک لوگ پانی پیتے رہیں گے، تمہاری والدہ کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

## جب انسان مرجاتا ہے تو عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے:

حدیث شریف میں آتا ہے جب انسان مرجاتا ہے تو عمل منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزیں ایسی ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ مثلاً

مسجد کسی نے بنوادی یا مدرسہ بنوادیا یا کوئی اور چیز ایسی ہی بنوادی۔

دوسری چیز علم دین ہے کہ کسی کو علم دین پڑھایا اس نے دوسرے کو پڑھایا۔

تیسری چیز نیک اولاد ہے۔ اگر میت نے اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی میت کو اس کا بھی فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (مسلم شریف باب ذکر دعا)

ہمیں دنیا میں ایسے کام کرنے چاہئیں جن کا قبر میں بھی فائدہ ہو۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جیوندے کی جانن سار مویاندی
سو جانے جو مردا ہو
قبراں دے وچ ان نہ پانی
اوتھے خرچ لوڑیندا گھر دا ہو
اک وچھوڑا ماں پیو بھائیاں
دو جا عذاب قبر دا ہو
واہ نصیب انہاندا باہو
جہڑا وچ حیاتی مردا ہو

## نیک اولاد کا فائدہ:

حدیث شریف میں ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک شخص کا درجہ بلند کرے گا قبر میں (قبر کی جنت میں) وہ بندہ عرض کرے گا کہ میرا درجہ کس وجہ سے بلند ہوا یعنی عمل کا سلسلہ تو بند ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیری نیک اولاد کی وجہ سے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر کے قریب سے گزر ہوا۔ دیکھا کہ میت کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ جب واپس آئے دیکھا کہ قبر جنت کا باغ بنی ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اس کی کیا وجہ ہے پہلے قبر جہنم کا گڑھا بنی ہوئی تھی، اب جنت کا باغ بنی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام! جس وقت یہ شخص مرنے لگا اس نے اپنی بیوی کی گود میں ایک چھوٹا بچہ چھوڑا۔ آج وہ بچہ بڑا ہو گیا۔ بچے کی والدہ اسے مولوی صاحب کے پاس لے گئی اور کہا اسے اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا

بیٹے پڑھو ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بچے نے ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی

مولوی صاحب نے کہا یہاں پر بیٹھ کر اسے بار بار پڑھو تا کہ تمہاری زبان پر چڑھ جائے اور تمہیں یاد ہو جائے۔ وہ بچہ بار بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ رہا تھا۔ مجھے رحمٰن اور رحیم کہہ رہا تھا۔ میری رحمت جوش میں آئی اس کا بیٹا زمین کے اوپر مجھے رحمان اور رحیم کہے، میں زمین کے نیچے اس کے باپ کو عذاب دوں۔ بچے کے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے کی وجہ سے میں نے اس کے باپ کو بخش دیا

ہے۔(روح البیان)

## سکراتِ موت برحق ہے:

یہ موت کی تلخی ہے

موت کی سختی ہے

حضور ﷺ کے صحابی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم ہے۔ آخری وقت ہے۔ گھر والوں نے کلمے کی تلقین کی (یعنی قریب بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھا) لیکن حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا۔ زبان بند ہوگئی۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے سرکار مدینہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ انہوں نے آ کر کلمہ شریف کی تلقین کی، لیکن حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان سیدھی نہ ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ عرض کی گئی والدہ زندہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ پھر حضور ﷺ خود ہی اس کے بڑھاپے کا خیال فرماتے ہوئے، اس کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا حضور ﷺ آپ نے تکلیف فرمائی آپ ارشاد فرماتے میں خود ہی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتی۔

حضور ﷺ نے فرمایا! تم یہ بتاؤ علقمہ رضی اللہ عنہ کیسا آدمی تھا؟ والدہ نے کہا!۔

بہت اچھا تھا

نماز پڑھتا تھا

روزہ رکھتا تھا

حضور ﷺ نے فرمایا! تم یہ بتاؤ تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتا تھا؟ تم اس بیٹے راضی ہو کہ ناراض ہو؟ والدہ نے کہا میں ناراض ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ والدہ نے کہا!

وہ مجھ پر اپنی بیوی کو ترجیح دیتا تھا

اس کی بات مانتا تھا

میری بات نہیں مانتا تھا

حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا جنگل سے لکڑیاں لاؤ۔ علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے پوچھا آپ لکڑیاں کیا کریں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا علقمہ رضی اللہ عنہ کو جلاؤں گا۔ والدہ نے کہا میں یہ تو نہیں دیکھ سکتی، حضور ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے بہت سخت ہے۔

تیری ناراضگی کی وجہ سے اس کی زبان بند ہے۔ جب تک تو راضی نہیں ہو گی، اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوگا۔ والدہ نے عرض کی حضور ﷺ! اب میں نے اسے معاف کر دیا۔ میں علقمہ سے راضی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا اب جا کر کلمے کی تلقین کرو۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دروازے پر پہنچے تو زبان سیدھی ہو چکی تھی، اندر سے علقمہ رضی اللہ عنہ کے کلمہ پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے مہاجرین و انصار کے گروہ! جو شخص اپنی ماں پر اپنی عورت کو فضیلت دے گا اس پر اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (زواجر ص ۵۸)

ایتھے کسی نئیں سدا بیٹھ رہنا آخر اس جہان تو جاونا ایں

اوتھے کسی جنہ چھڈنی ذات تیری اوتھے کم اعمال نے آونا ایں

## مردہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آ گیا:

انجیل میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے قریب سے گزرے۔ اس قبر والے کو کہا۔ قبر میں لیٹنے والے......

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ ..... اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔

مردہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آ گیا لیکن اس پر کپکپی طاری تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا!

یہ کپکپی

یہ وحشت

یہ دہشت کیسی ہے؟

یہ خوف یہ ڈر کیسا ہے؟

مردے تو اس طرح نہیں کرتے۔ اس نے کہا آپ مجھے یہ بتائیں دوبارہ مجھے موت تو نہیں آئے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ بات تُو کیوں پوچھتا ہے۔ اس نے کہا سینکڑوں سال گزر گئے ہیں، میری موت کو لیکن موت کی تلخی آج تک میری گردن سے نہیں نکلی۔ سکرات کی سختی نہیں نکلی۔ موت کی تلخی سے موت کی سختی سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راحت عطا فرمائے۔

دلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
اک دن ہو گا مردار کرموں نے کھانا ہے

## دو قبروں والوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا:

عذاب قبر برحق ہے۔ حضور ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ سرکا مدینہ ﷺ نے وجہ بھی بتائی۔ فرمایا ایک کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اور دوسرے کو غیبت کرنے کی وجہ سے۔ حضور ﷺ نے کھجور کی ایک ٹہنی منگوائی۔ اس کے دو ٹکڑے کئے دونوں قبروں پر رکھ دیئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اب ان کے عذاب میں تخفیف ہوگئی ہے۔

غور کریں! عذاب قبر کے دو یہ بھی سبب ہیں، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور غیبت کرنا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان دونوں چیزوں سے پرہیز کریں، تا کہ ہم عذاب قبر سے محفوظ رہیں۔

موت کسی دا نہیں لحاظ کر دی جدوں اپنی آئی تے آجاندی
سنگھ توڑ کے گوڑیاں بجاندے سینے چھیک جدائی دے پا جاندی
لٹ لیندی سہاگ سہاگنا دے کئی بچے یتیم بنا جاندی
لک توڑ کے بڈھیاں ماپیاں دے کر بھیناں توں ویر جدا جاندی

کوئی گل باقی رہے گا ناں چمن رہ جائے گا
ہم سفیرو باغ میں ہیں کوئی دن کے چہچہے
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا

اسی طرح حضرت علی بھی موت کے بارے میں فرماتے ہیں:

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے

مت تو بن انجان آخر موت ہے

مرتے جاتے ہیں ہزاروں آدمی

عاقل و ناداں آخر موت ہے

گر سلیماں زمانہ بھی ہوا

پھر بھی اے سلطان آخر موت ہے

بارہا علمی تجھے سمجھا چکا

مان یا مت مان آخر موت ہے

ہر انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو وہ مانتا ہے کہ موت برحق ہے۔

آج تک موت کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

لَنَا مَلِكٌ يُنَادِي كُلَّ يَوْمٍ

لِدُوا لِلْمَوْتِ وَابْنُوا لِلْخَرَابِ

یعنی ہر روز ایک فرشتہ پکار پکار کر یہ اعلان کرتا ہے کہ دنیا والو! سن لو! اس دنیا میں ہر بچہ اسی لئے پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور اس دنیا میں ہر مکان اسی لئے بنتا ہے کہ اس کو ایک نہ ایک دن گرنا ہے یعنی ہر بچہ مرنے کے لئے پیدا ہوا ہے اور ہر مکان گرنے کے لئے بنا ہے۔

غور کریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

(پ۸ ع۱۱ سورۃ الاعراف آیت ۳۴)

"پھر جب ان کا مقرر وقت آ جاتا ہے تو وہ ایک گھڑی بھی پیچھے
نہیں ہٹ سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔"

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ
مُّشَیَّدَةٍ ۝ (پ۵ ع۸ سورۃ النساء آیت ۷۸)

"تم جہاں کہیں بھی ہو گے۔ موت تمہیں وہیں آ پکڑے گی خواہ
مضبوط قلعوں میں ہی ہو۔"

## ملک الموت جان لینے کس صورت میں آتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! مجھے اجازت دے کہ میں جا کر تیرے پیارے خلیل کو یہ خوشخبری سناؤں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست اپنا خلیل بنایا ہے۔ اس درخواست پر حضرت ملک الموت کو اجازت مل گئی۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حاضر ہو کر خوشخبری سنائی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت! تو مجھے دکھا کہ تو کافروں کی کس صورت میں جان قبض کرتا ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ وہ میری صورت آپ دیکھ نہیں سکیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تو مجھے وہ صورت ضرور دکھا۔ ملک الموت نے عرض کی آپ اپنا چہرہ مبارک اس طرف پھیر

لیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ حضرت ملک الموت نے عرض کی اب آپ میری طرف دیکھیں۔ جب دیکھا تو

ایک ڈراؤنی شکل ہے

رنگ سیاہ ہے

قد آسمان تک ہے

اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں

بلکہ ہر بال سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں

یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بے ہوش ہو کر زمین پر آ گئے۔ جب افاقہ ہوا تو اتنے میں ملک الموت اپنی پہلی صورت میں آ چکے تھے۔ فرمایا اے ملک الموت! اگر کافر کو اور کوئی بھی عذاب نہ ہو تو اسے تیری صورت دیکھ لینا ہی عذاب کے لئے کافی ہے۔ پھر فرمایا اے ملک الموت! اب تو مجھے وہ صورت دکھا جس صورت میں تو ایمان والوں اور نیکوں کی جان قبض کرتا ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا آپ چہرۂ انور اس طرف کریں۔ آپ نے چہرہ مبارک پھیرا۔ پھر ملک الموت نے عرض کیا، اب آپ میری طرف دیکھیں۔ جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دیکھا تو

ایک نہایت خوبصورت نوجوان ہے

نہایت پاکیزہ لباس زیب تن ہے

اس کے جسم سے خوشبو کی لپٹیں نکل رہی ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت! مومن کا جانکنی کے وقت تجھے دیکھ لینا ہی

بہت بڑا انعام ہے

بہت بڑا اکرام ہے

## منکر نکیر قبر میں آتے ہیں:

غور کریں! جب مومن کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے وارث واپس ہو جاتے ہیں تو قبر کے اندر سے ہی دو فرشتے آ جاتے ہیں۔

نہایت ہیبت ناک

ڈراؤنی صورت

سیاہ رنگ

نیلی آنکھیں

جن کا نام منکر نکیر ہے۔ آ کر مومن کو اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے تین سوال کرتے ہیں۔

پہلا سوال...... مَنْ رَبُّكَ ...... تیرا رب کون ہے؟

وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جواب دیتا ہے۔

...... رَبِّيَ اللّٰهُ ...... میرا رب اللہ ہے۔

دوسرا سوال...... مَادِيْنُكَ ...... تیرا دین کیا ہے؟

مومن جواب میں کہتا ہے!

...... دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ ...... میرا دین اسلام ہے۔

پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ "یہ جو سامنے بزرگ ہیں ان کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا؟" ...... وہ دیکھ کر فوراً پہچان لیتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ہمارے پاس عظیم الشان روشن دلیلیں لے کر آئے تھے۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ تجھے کیسے پتہ چلا؟ تو بندۂ مومن کہتا ہے! میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب

پڑھی تھی۔

میں ان پر ایمان لایا تھا اور ان کی تصدیق کی تھی اور جب وہ تینوں سوالوں کے صحیح جواب دیتا ہے تو منکر نکیر اسے کہتے ہیں ہم پہلے سے ہی جانتے تھے کہ تو یہ جواب دے گا پھر آسمانوں پر ندا دی جاتی ہے اس میرے بندے نے سچ کہا ہے۔

فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ۔

''اے فرشتو! تم اس کی قبر میں اس کے لئے جنتی بستر بچھا دو اور اس کو جنتی لباس پہنا دو اور اس کی قبر میں جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔''

قبر میں جنت کی ہوا اور جنت کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ قبر اتنی لمبی چوڑی اور کھلی وسیع کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے، فرشتے مومن کو کہتے ہیں:

نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ۔

''تو اس طرح سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے۔ دلہن کو وہی جگا سکتا ہے جو اس کے گھر والوں میں سب سے زیادہ اس کو محبوب ہو۔ یعنی اس کا شوہر۔''

(مشکوٰۃ باب مایقال عند من حضرہ الموت)

جب قبر میں بدکردار کافر اور منافق کو شرابی اور زانی کو دفن کر کے وارث واپس ہوتے ہیں تو قبر کے اندر سے دو فرشتے دراز قد اور ہیبت ناک صورت، سیاہ رنگ، نیلی آنکھوں والے آجاتے ہیں۔ جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی

اور ان کی آواز بادل کی گرج کی طرح ہوگی۔ ان کے سانس سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ ان کا نام منکر نکیر ہے۔ وہ اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ وہ گھبرایا ہوا اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ صحیح جواب نہیں دے سکے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہیں ہوگی اور وہ کہے گا...... هَاهَا لَا اَدْرِیْ...... ہائے مجھے کچھ پتہ نہیں۔

پھر دوسرا سوال کرتے ہیں...... مَادِیْنُکَ...... تیرا دین کیا ہے؟

وہ کہتا ہے...... هَاهَا لَا اَدْرِیْ...... ہائے میں نہیں جانتا۔

پھر منکر نکیر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ وہ کہتا ہے...... هَا هَا لَا اَدْرِیْ...... ہائے میں نہیں جانتا۔

دنیا میں لوگ جو کہا کرتے تھے میں بھی وہی کہا کرتا تھا۔ اب نہیں جانتا یہ جواب سن کر منکر نکیر اسے کہتے ہیں ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔

پھر آسمان سے منادی ندا کرتا ہے یہ بندہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھا دو اور اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ فرشتے اس کے لئے پہلے جنت کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں وہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اسے فرشتے کہتے ہیں اے بد بخت! اگر تو بھی مومن ہوتا نیکوکار ہوتا تو تیرا ٹھکانہ یہ ہوتا پھر اس دروازے کو بند کر کے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جس سے اس کو گرمی اور بدبو آتی ہے اور قیامت تک آتی رہے گی۔

پھر قبر مخاطب ہوتی ہے اور اسے کہتی ہے۔ اے بد بخت! تو میرے اوپر چلتا تھا تو مجھے بڑا ہی برا لگتا تھا۔ اب تو میرے اندر آ گیا ہے اور میں تجھ پر مسلط کر دی گئی ہوں۔ اب تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں۔ تجھے معلوم ہے کہ میرے اندر سانپ اور بچھو ہیں۔ یہ کہہ کر قبر اسے دبانا شروع کر دیتی ہے۔ اتنا

دباتی ہے کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ پھر اس پر عذاب والا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے..... اَعْمٰی وَاَصَمْ ..... یعنی اندھا اور بڑا بہرا اس لئے کہ نہ اس کی حالت کو دیکھے نہ اسے رحم آئے۔ بہرا اس لئے نہ اس کی چیخ و پکار کو سنے نہ اسے رحم آئے۔ وہ فرشتہ اس کو لوہے کے گرز سے مارتا ہے اور قیامت تک اسے مارتا ہی رہے گا۔ (مابعد الموت)

حدیث شریف میں آتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں!

اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔

"یعنی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔"

مومن نیکوکار کی قبر جنت کا باغ ہے اور کافر منافق بدکار سود خور کی قبر جہنم کا گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے قبر کی تکلیف سے اور ہمیں قبر میں راحت نصیب فرمائے۔ اپنے حبیب کے صدقے ہماری قبر کو جنت کا باغ بنائے۔

## مومن کی وفات کا حسین منظر:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○ (پ۲۴ حم السجدہ آیت ۳۰ تا ۳۲)

''یعنی جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اسی عقیدے پر مرتے دم تک قائم رہے تو ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں اور یہ (کہتے ہیں) تم نہ ڈرو نہ غم کرو اور اس جنت پر خوشی مناؤ جن کا تم سے وعدہ دیا جاتا ہے۔ ہم تمہارے دوست ہیں۔ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس جنت میں ہر وہ شے ہے جس کو تم مانگو کیونکہ ہر جنتی غفور رحیم کا مہمان ہوگا۔''

یہ نیکوکار مومن کی وفات کا حسین وجمیل منظر ہے جبکہ

فاسق

منافق

سیاہ کار

کی موت کا ہولناک منظر دوسرے مقام پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

## کافر کی موت کا ہولناک منظر:

وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝ (پ ۷، ع ۱۷، سورۃ الانعام آیت ۹۳)

''اے محبوب آپ وہ منظر دیکھتے جس وقت ظالم لوگ موت کی

سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ تمہارے ان جرموں کا بدلہ ہوگا کہ تم لوگ اللہ پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔"

ان ہولناک مناظر سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب قبر سے محفوظ فرمائیں اور قیامت کے ہولناک منظر سے محفوظ فرمائے حدیث شریف سنیں۔

## مفلس کون ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ

بتاؤ مفلس کسے کہتے ہیں؟

مفلس کے کیا معنی ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مفلس تو اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں یعنی جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔ دولت نہ ہو وہ مفلس ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا! وہ حقیقی مفلس نہیں ہے۔ حقیقی مفلس کون ہے؟ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے پیارے صحابیو! حقیقی مفلس وہ ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نیکیوں سے اس کا میزان عمل کا پلہ بھرا ہوا تھا۔ بہت سی نیکیاں لے کر آیا تھا۔

نمازیں پڑھی تھیں

روزے رکھے تھے

زکوۃ دی تھی

خیرات کی تھی

تبلیغ کی تھی

بہت ساری نیکیاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے کر آیا تھا، لیکن جب نیکیاں پیش ہوئیں تو معلوم ہوا کہ

نیکیاں تو بہت کی تھیں

نمازیں بھی پڑھی

روزہ بھی رکھا

زکوۃ بھی دی

حج بھی کیا

صدقہ بھی کیا

خیرات بھی دی

سب کچھ کیا، لیکن بندوں کے حقوق ادا نہ کئے۔ بلکہ بندوں کے حقوق مارے تھے۔

کسی کو مارا

کسی کو برا بھلا کہا

کسی کا دل دکھایا

کسی کو تکلیف پہنچائی

کسی کی غیبت کی

کسی کو قتل کیا

کسی کا مال کھایا

کسی کی عزت لوٹی

اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ضائع کئے۔ جب ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوا۔

وہاں تو عدل ہے

انصاف ہے

اس لئے جن کے حقوق مارے تھے ان سے کہا جائے گا تم اس سے اپنا حق وصول کرو۔ قیامت کے دن پیسہ تو ہوگا نہیں وہ حق داروں کے حق کیسے ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جن کے پیسے کھائے ہیں وہ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں سے لے لے۔ اس نے بہت سی نمازیں پڑھی تھیں وہ سب ایک حق دار کو مل جائیں گی۔ دوسرے حق دار کو حج تیسرے حق دار کو دوسرے نیک اعمال مل جائیں گے۔ ایک ایک کرکے لوگ آئیں گے نیک عمل لے جائیں گے یہاں تک کہ ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔

اب اس کے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ کچھ لوگ پھر بھی کھڑے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے ہمارا حق بھی رہتا ہے۔ ہمارے بھی پیسے اس نے کھائے ہیں۔ ہماری بھی غیبت کی تھی۔ اس سے ہمارا بھی حق دلوایا جائے۔ لیکن اس کے پاس تو نیکیوں کا ذخیرہ نیکیوں کا ڈھیر ختم ہو گیا۔ حق کیسے دلوایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب طریقہ یہ ہے کہ تمہارے گناہ تمہارے نامہ اعمال سے مٹا کر اس

کے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے جائیں تم نے ۔

غیبت کی

جھوٹ بولا

یا کوئی اور گناہ کیا

وہ تمہارے نامۂ اعمال سے مٹا کر اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے غلامو! وہ نیکیوں کا ذخیرہ لے کر آیا تھا، لیکن لوگوں کے گناہ اس کی گردن میں ڈال دیئے گئے۔ حقیقت میں مفلس وہ ہے جو نیکیاں لے کر آیا تھا اور گناہوں کا بوجھ لے کر جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ہم پر کرم فرمائے۔ حقوق العباد پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۵)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملک الموت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت ملک الموت روح قبض کرنے کیلئے آئے تو آپ نے غصے میں تھپڑ مارا تو آنکھ ملک الموت کی باہر نکل آئی۔ مسلم شریف میں پورا واقعہ بیان ہوا ہے۔ حضرت ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر کیا ہوا۔ آنکھ کو درست کر دیا گیا۔

پیغمبروں کی اللہ تعالیٰ ناز برداری فرماتا ہے۔ ان کا ایک مقام ہوتا ہے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا (پ ۲۲ ع ۶ سورۃ الاحزاب آیت ۶۹)

''حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے ہیں اور

وجاہت والے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر بے عزت نہیں ہوتا۔ عزت والا ہوتا ہے اور جو خود بے عزت ہوتا ہے وہ نبی کو بے عزت سمجھتا ہے اور نبی کی عزت نہیں کرتا۔

وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (پ۳ ع۱۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۵)

"دنیا میں بھی نبی عزت والا آخرت میں بھی نبی عزت والا ہوگا۔"

بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کو پتہ نہیں مرنے کے بعد کیا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کیا ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کیا ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بنے گا

معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ تو ضمانت دے رہا ہے۔ علی الاعلان فرما رہا ہے:

وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

"دنیا میں بھی ان کی عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہے۔"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت ہے آخرت میں، غور کرو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے جو سردار ہیں کل قیامت کے دن ان کی کتنی عزت ہوگی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں دولہا ہوں گے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام باراتی ہوں گے۔ ان کی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو ارشاد فرمایا! ایک بیل لے جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور کہو کہ اس پر ہاتھ رکھ دو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر

بال کے عوض ایک سال عمر بڑھ جائے گی۔ ملک الموت نے آ کر بتایا۔ عرض کی بیل کی پشت پر ہاتھ رکھیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھ جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر موت ہے، پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے چاہے تو عمر میں اضافہ کروا لے۔ ہاتھ کے نیچے تو بے حساب بال آ جاتے ہیں۔

جناب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے فرمایا!

اِنِّیْ اُحِبُّ لِقَاءَ اللّٰہِ۔

''میں تو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔''

پھر اب ہی موت آ جائے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ۔

''جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

اُحِبُّ لِقَاءَ اللّٰہِ۔

''میں اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔''

ہاں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں یہاں پر اکیلا مرنا نہیں چاہتا۔ بیت المقدس کے اطراف میں لے چلو۔ وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔

وقت آ گیا ہے میں حاضر ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔ جناب موسیٰ کلیم اللہ کی روح قبض ہوگئی۔ (مسلم شریف فضائل موسیٰ علیہ السلام)

شان یہ ہے اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں معراج پر گیا!

رَاَیْتُ مُوْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّی فِی قَبْرِہٖ۔

"موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں بیت المقدس پہنچا حضرت موسیٰ علیہ السلام استقبال کے لئے موجود ہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا یہ عالم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا عالم کیا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔

"موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔"

## موت کیلئے دعا کرنا جائز نہیں ہے:

دنیا کے حالات سے تنگ آ کر دعا کرنا کہ یا اللہ! مجھے موت دے دے یہ جائز نہیں ہے۔ کوئی تکلیف آئی یا کوئی پریشانی آئی تنگ آ کر دعا کی یا اللہ! مجھے موت دے دے، یہ جائز نہیں ہے۔ البتہ اس طرح کہنا جائز ہے۔

اللّٰھم احینی ان کانت الحیات خَیرًا لِی تَوَفَّنِیْ اِنْ کَانَتْ الْوَفَاتُ خَیْرًا لی۔

"اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ اگر میری زندگی میں خیر ہے۔ اے اللہ! تو

مجھے موت دے دے اگر میری موت میں کوئی بہتری ہے۔"

تنگ آ کر یہ دعا نہیں کرنی چاہیے کہ یا اللہ! مجھے موت دے دے اس سے منع کیا گیا ہے۔

## شہادت کی دعا جائز ہے:

سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفی ﷺ شہادت کی تمنا کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ۔

"مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میری یہ تمنا ہے میں خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (مشکوۃ کتاب الجہاد)

اسی طرح امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔ (بخاری ج ۳ ص ۲۵)

"اے اللہ! تو مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ مسجد نبوی میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ابولولو فیروز مجوسی نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

## حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ:

نشان مرد مومن باتو گویم

چو مرگ آید تبسم برلب اوست

مرد مومن کی نشانی ہے کہ جب اسے موت آتی ہے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آ گیا تو بالکل کمزور ہوگئے۔ چہرے پر موت کے آثار نمودار ہوگئے۔ عزیز واقارب غمگین ہو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بیوی سب سے زیادہ غمگین تھی۔ بے اختیار ان کے منہ سے نکلا!

وَاحَرَبَاہُ ...... ہائے میری مصیبت۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا میری بیوی تم یوں کہو!

وَاطَرَبَاہُ ...... واہ میری شادمانی۔

اس سے بڑھ کر میرے لئے خوشی کا مقام اور کیا ہوگا کہ وفات کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقبول بندے موت سے ڈرتے نہیں بلکہ موت کو دیکھ کر مسکراتے ہیں اور استقبال کرتے ہیں۔

ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ! مجھے قبر والوں کے حالات دکھادے تو ایک رات میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور قبریں کھل چکی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ کچھ قبروں والے سندس پر سوئے ہوئے ہیں اور کچھ ریشم اور دیباج پر کچھ تختوں پر ہیں اور کچھ ریحان پر کئی ان میں ہنس رہے ہیں تو کئی رو رہے ہیں۔ میں نے یہ منظر دیکھ کر دربار الٰہی میں دعا کی یا اللہ! تو نے سب کو برابر کیوں نہ

رکھا۔ اس پر قبر والوں میں سے کسی نے ندا دی اے بندے! یہ فرق عملوں کی وجہ سے ہے

جولوگ سندس پر سوئے ہوئے ہیں ...... یہ وہ ہیں جن کا خُلق اچھا تھا

جو ریشم اور دیباج پر ہیں ...... یہ شہید لوگ ہیں

جو ریحان پر ہیں ...... یہ روزہ دار ہیں

جو ہنس رہے ہیں ...... یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچی توبہ کر لی تھی

جو رو رہے ہیں ...... یہ گنہگار لوگ ہیں

جو اونچے مراتب والے ہیں ...... یہ لوگ ہیں جو آپس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دوستی کرتے تھے۔

ایک عورت شب بیدار تھی جس کا نام راہبہ تھا۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور دعا کی اے وہ ذات! جس پر میرا زندگی اور موت کے وقت بھروسہ ہے اور اعتماد ہے تو مجھے موت کے وقت رسوا نہ کر اور مجھے قبر میں وحشت سے بچا۔ وہ جب فوت ہوگئی تو اس کا لڑکا ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اس کی قبر پر آیا کرتا اور وہاں کچھ قرآن پاک پڑھ کر ماں کے لئے اور قبرستان والوں کے لئے دعا کیا کرتا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا میں نے اس کو سلام کیا اور پوچھا امی جی! کیا حال ہے؟ تو ماں نے کہا بیٹا! موت کی شدت تو ہے لیکن میری قبر میں الحمدللہ!

ریحان

سندس

بچھا دیا گیا ہے جو کہ قیامت کے دن تک بچھا رہے گا۔ پھر میں نے عرض کیا امی جی! میرے لئے کوئی فرمان ہو تو فرمائیں یہ سن کر میری والدہ نے فرمایا ہاں بیٹا جو تو ہر جمعہ میری زیارت کو آتا ہے اور ہمارے لئے قرآن کی تلاوت کرتا ہے پھر ہم قبرستان والوں کے لئے دعا کرتا ہے۔ اس کو نہ چھوڑنا، کیونکہ بیٹا جب تو زیارت کے لئے آتا ہے تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے، جب تو قبرستان کے قریب آتا ہے تو قبرستان والے مجھ سے کہتے ہیں اے بابیہ! تیرا بیٹا آرہا ہے۔ اس پر میں بھی خوش ہوتی ہوں اور میرے ہمسائے باقی قبرستان والے بھی خوش ہوتے ہیں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن قبرستان جایا کرتا اور وہاں یہ دعا کرتا، اے قبرستان والو! اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت دور کرے۔

ایک رات میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سارے لوگ جمع ہو کر میرے ہاں آئے۔ میں نے دیکھ کر پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا ہم قبرستان والے ہیں۔ ہم تیرا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ ہر جمعہ کو جو آپ آتے ہیں اور دعا کرتے ہیں یہ نہ چھوڑیں۔ (ما بعد الموت)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# پانچواں خطبہ

## آداب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَىْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَّاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِىْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ (بخاری کتاب الشروط ج ا ص ۳۷۸)

عروہ بن مسعود حدیبیہ کے مقام آیا۔ اس نے سب کچھ بنظر غائر مشاہدہ کیا پھر اپنے اصحاب قریش مکہ کے پاس واپس آیا اور بیان کیا۔ اللہ کی قسم میں نے بہت سے بادشاہوں سے ملاقات کی ہے۔ میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی سے ملا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی حضرت محمد ﷺ کے ساتھی حضرت محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ جب تھوکتے ہیں تو کوئی ایک فرد ہتھیلی آگے کرتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ جب کوئی حکم دیتے تھے تو وہ لوگ اس حکم کی پیروی کے لئے تیزی سے لپکتے تھے اور نبی

اکرم ﷺ جب وضو کرتے تھے تو آپ ﷺ کے وضو سے گرنے والے پانی پر لوگوں کے درمیان لڑائی ہو جاتی تھی جب آپ ﷺ گفتگو کرتے تھے تو لوگوں کی آواز آپ ﷺ کے سامنے پست ہو جاتی تھی اور لوگ آپ ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔

یعنی صحابہ کرام حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والی اور آپ ﷺ کے جسد اقدس سے مس ہونے والی ہر چیز کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور احترام کرتے تھے۔

# آدابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (پ ٢٦ سورۃ الحجرات آیت ٢)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیتِ مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

”اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو۔ کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔“

قرآن کریم کی اس آیت میں حضور ﷺ کی بارگاہ کے آداب بتائے گئے ہیں۔

میرے حبیب کی بارگاہ میں آؤ تو ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھو اگر تمہاری آواز بلند ہو گئی میرے حبیب کی آواز پر تو تمہاری ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ نمازیں روزے، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونا کہ تم نمازی ہو غازی ہو، صائم الدھر ہو، قائم الیل ہو مفسر ہو، محدث ہو، واعظ ہو، جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ اگر سرکار مدینہ کی گستاخی کی تو نیکیوں کا باغ اجڑ جائے گا اور جہنمی بن جاؤ گے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آسمان کے نیچے ایک ایسی بارگاہ ہے جو عرش معلیٰ سے زیادہ نازک ہے۔ جنید اور بایزید جیسے بزرگ جس وقت مدینے کی فضاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو اپنی سانس کو روک لیتے ہیں کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔

یہ ادب اب بھی لازم ہے۔ جس طرح آپ کی زندگی میں لازم تھا۔ جب

روضہ مقدسہ پر حاضری کی سعادت نصیب ہو تو وہاں آواز اونچی نہ کرو۔ جہاں حدیث شریف کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند نہ کرو۔ عُلَمَائے رَبَّانِیِّیْن کی خدمت میں حاضر ہو تو چلا چلا کر گفتگو نہ کرو۔ اور اپنے پیر و مرشد سے ملاقات کے وقت احترام کا خیال رکھو لیکن ضرورت کے وقت بلند آواز سے بولنا منع نہیں ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بلند آواز سے اذان دیتے تھے جنگ میں بلند آواز سے نعرے لگائے جاتے تھے۔

سورۃ الحجرات کی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آہستہ آہستہ بات کرنے کو اپنا معمول بنالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل کیا میں آخری وقت تک آپ سے آہستہ آہستہ بات کروں گا۔

جب کوئی وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب سکھاتا اور احترام کی تاکید کرتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو پہلے ہی احترام کرتے تھے اس آیت کے نزول کے بعد زیادہ محتاط ہو گئے۔

حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے اس آیت کے نزول کے بعد گھر میں بیٹھ رہے اور دروازے کو تالا لگالیا۔ اور دن رات زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک دن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے بارے میں پوچھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض کیا کہ انہوں نے دروازہ بند کر رکھا ہے اور دن رات روتے رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی ثابت رضی اللہ عنہ

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ میری تو عمر بھر کی کمائی ضائع ہوگئی۔

حضور ﷺ نے تسلی دی اور بشارت سنائی۔

اما ترضیٰ ان تعیش حمیداً تقتل شهیدا و تدخل الجنة

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابل تعریف زندگی گزارو اور شہید قتل کئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

عرض کیا: رَضِیْتُ ''میں اپنے رب کی اس نوازش پر راضی ہوں''۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور آیا مسیلمہ کے خلاف یمامہ کے مقام پر جنگ ہوئی تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے آپس میں کہا عہد رسالت میں تو ہم کفار سے اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے دونوں نے اپنے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اس میں جم کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی یہاں تک کہ دونوں ہی شہید ہو گئے۔

اس دن حضرت ثابت ابن قیس نے ایک زرہ پہن رکھی تھی ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔ اسی رات حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے۔ اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ سنو میں جب کل قتل کیا گیا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی۔ اس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارے پر ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے۔ جس کے پاؤں میں لمبی رسی بندھی ہے۔ اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا رکھ دیا ہے۔ اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے۔ تم صبح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے جب تم مدینہ پہنچو تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔

جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔

(ضیاء القرآن ج ۴)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کا ادب ہوتا ہے ان کی رفعت شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ

نماز اس طرح پڑھو

قیام اس طرح کرو

رکوع اس طرح کرو

سجدہ اس طرح کرو

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں۔

## حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث مبارکہ کا ادب:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف میں رہتے تھے اور مدینہ سے باہر نہیں جاتے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مدینے سے باہر جاؤں مجھے وہیں موت

آ جائے اور مدینہ مجھ سے چھوٹ جائے۔

آپ کا یہ عشق رنگ لایا مدینے میں ہی وصال ہوا اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جس وقت مدینہ کی گلیوں میں چلتے تھے ایک طرف ہو کر چلتے تھے درمیان میں نہیں چلتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ گلی کے درمیان میں کیوں نہیں چلتے آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہو کہیں ایسا نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر میرا قدم آ جائے۔ آپ جب مدینہ کی گلیوں میں سے گزرتے تھے۔ تو دیواروں کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومتے ہوئے جاتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس لئے ایسا کرتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کبھی اس دیوار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا ہو گا۔

ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں رونق افروز ہیں کسی نے آ کر دروازے پر دستک دی۔ آپ نے دروازہ کھولا۔ دیکھا تو ایک آدمی کھڑا ہے۔ پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں ایک حدیث شریف سمجھنے آیا ہوں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے خوشبو لگائی۔ درود شریف پڑھتے ہوئے آئے۔ آپ نے اس آدمی کو فرمایا اب میرے آقا کی حدیث بیان کرو اور جو سمجھنا چاہتے ہو سمجھو۔

اندازہ کریں جو حدیث شریف کا اتنا ادب کرتا ہے وہ حدیث والے کا کتنا ادب کرتا ہو گا۔

بے ادب محروم ماند از فضل رب

جو بے ادب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم رہتا ہے جو با ادب ہوتا ہے۔ وہ سب کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

ایک دیوانہ مستانہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر رہا تھا، یا اللہ! اگر تو میرے پاس آئے تو میں تیرے بالوں میں تیل لگاؤں۔ تیرے سر کی مالش کروں۔ تیری خدمت کروں۔ میں تجھے روٹی کھلاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریب سے گزر ہوا فرمایا یہ تو کسے کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام جلال والے پیغمبر تھے۔ فرمایا بے وقوف اللہ تعالیٰ تو ان چیزوں سے پاک ہے منزہ ہے۔ بے نیاز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کر رہا ہے۔ وہ دیوانہ ڈر کر بھاگا۔

پیچھے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی۔ فرمایا موسیٰ یہ کیا کر رہے ہیں۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

فرمایا موسیٰ تو میرے ساتھ تعلق جوڑنے آیا ہے نہ کہ توڑنے آیا ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! یہ تیری بارگاہ میں بے ادبی کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے گفتگو کر رہا تھا۔ مجھے اس کی یہ گفتگو پسند ہے اس سے معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجذوبانہ لفظ بھی برداشت ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں!

باخدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دیوانگی سے بھی کام چل سکتا ہے لیکن جب حضور ﷺ کی بارگاہ آجائے، باخبر اور ہوشیار ہو جاؤ۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں اگر کسی نے حضور ﷺ کی جوتی کو جوتڑی کہہ دیا حضور ﷺ کی جوتی تنی بھی بے ادبی ہوگئی۔ بے ایمان ہو جائے گا۔ دائرہ ایمان سے خارج ہو جائے گا۔

علماء کرام فرماتے ہیں حضور ﷺ کے سر مبارک کے بال کی کسی جگہ زیارت

ہو رہی ہو تو کوئی سننے والا کہے کہ بال دیکھنے سے کیا ہوگا بال ہی تو ہے حضور ﷺ کے بال کی ذرہ سی بے ادبی ہوگئی۔ بے دین ہو جائے گا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی ذرا سی بے ادبی برداشت نہیں۔

## حضور ﷺ کے نام کا ادب کیا۔ بخشا گیا:

ایک یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتی بڑا فاسق و فاجر تھا۔ بڑا گنہگار سیار کار جب وہ فوت ہوا تو قوم اسے بغیر کفن دفن کے باہر گندی جگہ پر پھینک آئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی۔ فرمایا موسیٰ میرے ایک دوست کا انتقال ہوگیا ہے قوم اسے گندی جگہ پھینک آئی ہے۔ تم اسے غسل دلواؤ اور کفن دفن کا اہتمام کراؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ اور اعلان کرا دو جو بھی اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوگا اسے بخش دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سارے انتظام کرائے نماز جنازہ پڑھائی دفن کیا۔

قوم نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام! یہ تو بڑا پاپی تھا۔ گنہگار تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا، یا اللہ! قوم ایسا کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! قوم ٹھیک کہتی ہے۔ قوم نے اس کے پاپ دیکھے ہیں لیکن مجھے اس کی ایک ادا پسند آگئی ہے ایک دن اس شخص نے تورات کھولی جہاں میرے محبوب کا نام لکھا ہوا تھا۔ نام کو دیکھتے ہی چوم لیا اور میرے محبوب پر درود پاک پڑھا تو میری رحمت جوش میں آگئی اس نے میرے محبوب کے نام کی تعظیم کی ادب کیا میں نے سارے گناہ اس کے معاف کر دیے۔ حضور ﷺ کے نام کے ادب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھل گئے بلکہ بخشش کے دروازے کھل گئے اور جنتوں

کے دروازے کھل گئے۔

روح میں تازگی نہیں قلب میں روشنی نہیں
عشق نبی گر نہ ہو آدمی آدمی نہیں

## اسلام دشمنوں کا نمائندہ مدینہ آیا:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اسلام دشمنوں نے اپنا ایک نمائندہ مدینہ شریف بھیجا کہ جاؤ مسلمانوں کی فتح کا راز تلاش کرو۔ان کے پاس کون سی طاقت ہے کون سی قوت ہے وہ جدھر جاتے ہیں فتح ونصرت ان کے قدم چومتی ہے۔اسلام دشمنوں کا نمائندہ مسلمانوں کی فتح کا راز تلاش کرنے کیلئے جب مدینہ آیا تو اس نے آتے ہی پہلا منظر دیکھا کہ ایک جگہ بھیڑ لگی ہوئی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے ہیں۔اس آدمی نے پوچھا یہاں کیا ہو رہا ہے۔کسی نے کہا تجھے پتہ نہیں اللہ کا حبیب وضو کر رہا ہے۔اس نے آگے بڑھ کر منظر دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلی کرتے ہیں
ناک میں پانی ڈالتے ہیں
چہرہ مبارک دھوتے ہیں
پاؤں مبارک دھوتے ہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم..........

اپنے ہاتھوں پر پانی لے لیتے ہیں
کوئی اپنے چہرے پر مل لیتا ہے

## کوئی سینے پر مل لیتا ہے
## کوئی اپنے جسم پر مل لیتا ہے

جب سرکارمدینہ ﷺ وضو فرما کر اٹھے زمین خشک تھی۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیا۔ وہ آدمی یہ منظر دیکھ کر واپس چلا گیا۔ جب واپس گیا، تو انہوں نے کہا تو بڑی جلدی واپس آ گیا ہے۔ اس نے کہا میں وہاں پہنچتے ہی مسلمانوں کی فتح کا راز معلوم کر کے واپس آ گیا ہوں۔ پوچھا مسلمانوں کی فتح کا راز کیا ہے۔ اس نے کہا میں نے مسلمانوں کے نبی کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ وضو فرما رہے تھے تو ان کے غلاموں نے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیا۔

جس کے غلام اپنے آقا کے جسم کے ساتھ لگے ہوئے پانی کا ایک قطرہ زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ اس کے جسم کے خون کا قطرہ کیسے گرنے دیں گے۔ معلوم ہوا حضور ﷺ کے ادب اور احترام میں فتح ہی فتح ہے اور آپ ﷺ کی بے ادبی میں شکست ہے، ذلت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت کا نام۔ ادب کا نام ایمان ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

### آداب مصطفیٰ ﷺ:

مسلمان ہے ہی وہ جس کے دل میں حضور ﷺ کا عشق ہو، محبت ہو، مقام مصطفیٰ ہو۔ ہماری عزت و آبرو ہی حضور ﷺ کے نام کے صدقے ہے۔ آج مسلمان دنیا میں ذلیل کیوں ہو رہے ہیں اس لئے کہ کچھ لوگ ایسے

پیدا ہو گئے ہیں جو حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں کہتے ہیں حضور ﷺ کو کوئی علم نہیں ہے۔ حضور ﷺ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ حضور ﷺ بڑے بھائی کی طرح ہیں۔

جب دلوں میں کدورت اور بے ادبی ہو فتح کیسے نصیب ہو۔ عزت کیسے نصیب ہو۔ حضور ﷺ کا ادب فتح و کامیابی کی کنجی ہے۔ ابو جہل حضور ﷺ کا دشمن تھا، عربی زبان اس کی مادری زبان تھی۔ اسے پتہ تھا محمد ﷺ کا معنی کیا ہے۔ ایک دن اس نے سوچا محمد ﷺ کا معنی ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے۔ میں تو ان میں عیب نکالتا ہوں اور ان کو محمد بھی کہتا ہوں مجھ سے زیادہ بے وقوف کون ہو سکتا ہے۔ ابو جہل بڑا پریشان تھا کہ محمد کہنے سے تو حضور ﷺ کی شان سمجھ میں آتی ہے۔ سوچ سوچ کر اس نے کہا کہ حضور ﷺ کو محمد نہیں کہنا چاہیے۔ حضور کو مُذمّم کہنا چاہیے۔ معاذ اللہ۔ مذمم کا معنی ہے۔ جس کی برائی کی گئی ہو۔ ابو جہل نے مکہ میں مشہور کر دیا حضور ﷺ محمد نہیں حضور ﷺ مذمم ہیں۔ حضور ﷺ کو کسی نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ ابو جہل اور اس کی پارٹی آپ کو مذمم کہتی ہے۔ آپ نے فرمایا بنانے والے نے مجھے محمد بنایا ہے۔ میں مذمم ہو ہی نہیں سکتا میں تو محمد ہوں۔ محمد ہی رہوں گا۔ سرکار مدینہ ﷺ کا نام ہی ایسا ہے دشمن کو بھی تعریف کرنی پڑتی ہے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بن کر مکہ گئے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بن کر مکہ گئے۔ مکہ کے سرداروں کو کہا میرے آقا بیت اللہ شریف کا طواف کرنا چاہتے ہیں۔ مشرکین مکہ نے کہا اس مرتبہ ہم حضور ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت نہیں دیں گے آئندہ سال کر لیں لیکن عثمان رضی اللہ عنہ تمہیں بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہے۔ بیت اللہ تمہارے سامنے

ہے۔تم بیت اللہ کا طواف کر سکتے ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے بیت اللہ کا طواف عبادت ہے لیکن میں اس عبادت کو کیا کروں جس میں میرا آقا نہ ہو...... میں بیت اللہ کا طواف اس وقت کروں گا جب آگے آگے آقا اور پیچھے پیچھے غلام ہو۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جذبہ ایمان تھا۔علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

## حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پر نماز قربان کی:

غزوہ خیبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مقام صہبا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سمیت نماز ادا کر لی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پچھلے مجاہدوں کے ساتھ ہیں۔ان کی نماز عصر باقی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ میں نے آرام کرنا ہے۔ اندازہ کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کتنا بڑا امتحان ہے۔ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام ہے۔ ایک طرف عصر کی نماز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا جلدی سے نماز پڑھ لوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پتہ ہے کہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ ادب مصطفیٰ کیا ہے۔ آپ فوراً مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور آرام فرمانے لگے۔ سورج غروب ہو رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

نماز قضا ہو رہی ہے
غمگین ہو رہے ہیں

پریشان ہو رہے ہیں

چہرہ زرد ہو رہا ہے

زندگی میں پہلی مرتبہ نماز قضا ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

مولا علی نے واری تیری نیند پہ نماز

امتحان مکمل ہو گیا۔ تو حضور اکرم ﷺ بیدار ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ زرد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا علی کیا بات ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی نماز قضا ہو گئی ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے سورج کو اشارہ کیا سورج واپس لوٹ آیا۔ بے ادب کہتے ہیں حضور ﷺ ہماری طرح ہیں۔ تیرا کہنا تو بیوی نہیں مانتی مقابلہ اس ہستی سے کرتا ہے جس کا کہنا سورج بھی مانتا ہے۔

جس کا کہنا پہاڑ مانتا ہے

جس کا کہنا چاند مانتا ہے

جس کا کہنا درخت مانتے ہیں

جس کا کہنا جانور مانتے ہیں

جس کا کہنا کائنات مانتی ہے

ایک اعرابی حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا جی چاہتا ہے آپ پر ایمان لے آؤں لیکن ایک شرط ہے۔ فرمایا کیا شرط ہے۔ اعرابی نے عرض کی حضور ﷺ وہ جو سامنے درخت کھڑا ہے اگر وہ آ کر کہہ دے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جا اس درخت کو میرا پیغام دے اللہ تعالیٰ کا رسول تجھے بلا رہا ہے۔ وہ اعرابی حیران ہو گیا کیا وہ درخت آ جائے گا۔ فرمایا جا پیغام دے کر تو دیکھ۔ اس اعرابی نے جا کر

درخت کو کہا اللہ تعالیٰ کا رسول تجھے بلاتا ہے۔ درخت نے اپنی جڑیں زمین سے کھینچیں۔ جڑوں کو گھسیٹتا ہوا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ اور درخت کے ہر پتے سے آواز آ رہی تھی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

## اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی بے ادبی پسند نہیں:

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی بے ادبی پسند نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے ایک عیسائی حضور ﷺ کا دشمن تھا وہ جب حضور ﷺ کا نام لیتا تھا تو منہ ٹیڑھا کر لیتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا منہ ہی ٹیڑھا کر دیا۔ بے ادبی کی سزا مل گئی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دن ابو جہل غصے میں آیا اور آتے ہی بے ادبی کرنے لگا فرماتے ہیں۔

دید احمد را بوجہل و بگفت
زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت

ابو جہل نے حضور ﷺ کے جمال کو دیکھ کر کہا آپ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ بدصورت ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو ٹھیک کہتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ ابو جہل نے حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کی ہے تو آپ

دوڑتے ہوئے آئے

جھومتے ہوئے آئے

قدم قدم پر خطبے پڑھتے ہوئے آئے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا آپ تو حسن و جمال کے آفتاب و مہتاب ہیں۔ ایسا سورج نہ مشرق میں دیکھا ہے نہ مغرب میں دیکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تو بھی ٹھیک کہتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی دونوں ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ بات سمجھ نہیں آئی سمجھا دیں۔ فرمایا میرے غلامو! میری مثال تو ایک آئینے کی ہے جس میں چہرہ دیکھا جاتا ہے۔ میں وہ آئینہ ہوں جسے دست قدرت نے خود صاف کیا ہے جو بھی آ کر دیکھتا ہے۔ وہ مجھے نہیں دیکھتا اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ ابو جہل نے آ کر دیکھا تو اس نے اپنے آپ کو دیکھا اور اپنے عقیدے کی بدصورتی کو دیکھا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے حُسنِ ایمان کو دیکھا ہے۔ اگر بے ادبی میں ابو جہل کی مثال نہیں ملتی تو

ادب میں

محبت میں

احترام میں

پیروی میں

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال نہیں ملتی۔ محبتِ مصطفیٰ کا نام ہی ایمان ہے۔ جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب آپ خطبہ دینے کے لئے منبر پر تشریف لائے تو اوپر والی سیڑھی پر نہیں بیٹھے بلکہ آپ منبر کی دوسری سیڑھی پر بیٹھے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا خطبہ ختم ہونے کے بعد کہ آپ اوپر والی سیڑھی پر کیوں نہیں بیٹھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! اُس سیڑھی پر کیسے بیٹھ سکتے ہیں جس پر آقا بیٹھے تھے۔ غلام وہاں بیٹھے گا جہاں آقا کے قدم لگے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے لیے مُصَلّٰی پر تشریف لائے تو آپ وہاں کھڑے نہیں ہوئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سجدے میں وہاں سر آتا تھا۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگتے تھے،

کتنا ادب ہے

کتنا احترام ہے

کتنی محبت ہے

کتنی برکت ہے

جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگتے تھے وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیشانی لگتی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے تو آپ پہلی سیڑھی پر ہی بیٹھ گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہیں۔ خطبے کے بعد جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابری نہیں کر سکتا۔ میں تو وہاں بیٹھوں گا جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قدم لگے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کامیابی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب میں ہے۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوۃ اچھی

میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کا دل و جان سے ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# خطبات صمدانی

جلد دوم

## خطبات ماہ جمادی الاول


پہلا خطبہ　　توحید باری تعالیٰ

دوسرا خطبہ　　فضائل درود شریف

تیسرا خطبہ　　حسد

چوتھا خطبہ　　کرامات اولیاء

پانچواں خطبہ　　فضیلت نماز

# پہلا خطبہ

## توحید باری تعالیٰ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَقْبَلْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلاً یَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ قُلْتُ مَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّةُ ۔

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کہ پڑھتا تھا وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ہوگئی پس پوچھا میں نے کہ کیا واجب ہوگئی فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت۔ (ترمذی)

یعنی جو شخص سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے خلوص کے ساتھ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سورۃ اخلاص کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

# توحید باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○ (پ۳۰ سورۃ الاخلاص)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں آپ کے سامنے توحید کا بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو سورۃ الاخلاص آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

”اے حبیب فرما دیجئے وہ اللہ ایک ہے، یکتا ہے، اللہ صمد ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔“

## شانِ نزول:

مشرکین مکہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پوچھا اے محمد ﷺ! جس رب پر ایمان لانے کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں، اس کا نسب نامہ تو ہمیں بتائیں تاکہ ہمیں اس کی پہچان ہو جائے۔ اس وقت رب تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ سورۃ نازل فرمائی۔ (ترمذی)

## فضائل:

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کیا تم ہر رات میں ایک تہائی قرآن مجید پڑھنے سے عاجز ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ہر رات ایک تہائی قرآن مجید کیسے پڑھا جا سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا...... قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ...... ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس سورۃ ...... قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَــدَ ...... سے محبت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ پڑھتے ہوئے سنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! واجب ہوگئی، عرض کیا گیا کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا! جنت واجب ہوگئی۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ...... قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ ...... پڑھتا ہے۔ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میرے بندے! اپنے دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔ (ترمذی)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر روز سو بار...... قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ ...... پڑھتا ہے، پچاس سال کے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، ہاں! اگر اس پر کسی کا قرض ہو تو وہ معاف نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ...... قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ ...... گیارہ بار پڑھی اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے اور جس نے بیس بار پڑھی اس کے لئے جنت میں دو محل بنا دیئے جاتے ہیں اور جس نے تیس بار پڑھی اس کے لئے جنت میں تین محل تیار کر دیئے جاتے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! پھر تو ہمارے بہت محل ہوں گے۔ فرمایا! اللہ تعالیٰ کا عطیہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ (تفسیر مظہری)

میرے حبیب کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، یکتا ہے، وہ صمد ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ بیٹا، وہ باپ ہونے سے پاک ہے، وہ بیٹا ہونے سے پاک ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

قدرت میں علم میں دوسری صفات میں اس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے اور ہم پایہ نہیں ہے۔

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ تمام انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش توحید کا سبق لوگوں کو ذہن نشین کراتے رہے۔ سرکار مدینہ ﷺ بھی

توحید کا درس دیتے رہے

توحید کا ڈنکا بجاتے رہے

توحید کا پرچار کرتے رہے

توحید کا اعلان کرتے رہے

مکہ کے لوگوں نے جب یہ سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ وہ پریشان ہو گئے کیونکہ مکہ کے مشرک کئی خداؤں کو پوجتے تھے۔

سونے، تانبے، فولاد، پتھر، لکڑی بے شمار خداؤں کو پوجتے تھے۔ جب سرکار مدینہ ﷺ نے صفا پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہو کر قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نعرہ بلند کیا تو مشرکین مکہ کے ذہنوں میں کھلبلی مچ گئی۔

وہ کہنے لگے آپ اپنے رب کا نسب نامہ بیان کریں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر یہ سورۃ نازل فرمائی اور تمام گمراہیوں کا قلع قمع کر دیا اور ارشاد فرمایا اے میرے حبیب ﷺ! سب سے بڑی سچائی اور صداقت کا اعلان قُل کہہ کر اپنی زبان سے کر، تاکہ کسی کو انکار کی ہمت نہ رہے۔ اس مقام پر اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے!

قُلْ کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیری سنی
اللہ کو ہے اتنی تیری گفتگو پسند

اللہ تعالیٰ واحد ہے، ایک ہے تو مجوسیوں کا یہ عقیدہ رکھنا باطل ہے کہ خدا دو ہیں۔

ایک خیر کا خالق ہے ...... وہ یزداں ہے

ایک شر کا خالق ہے ...... وہ اہرمن ہے

اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ رکھنا باطل ہے کہ خدا تین ہیں۔

اللہ تعالیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور حضرت مریم علیہا السلام

اور مشرکین مکہ کا بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ماننا اور مستحق عبادت ماننا بھی باطل ہے۔ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے ہیں، یہ باطل ہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں، یہ باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

(پ۲ ع۳ سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۳)

''تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان ہے۔'' (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ (پ۲۸ ع۶ سورۃ الحشر آیت ۲۲)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جاننے والا پوشیدہ

اور ظاہر کا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔" (کنزالایمان)

## اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے:

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ۔ (پ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۱)

"اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے"

## اللہ تعالیٰ کو اونگھ اور نیند نہیں آتی:

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ (پ ۳ ع ۲)

"نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔"

## اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ○ (پ ۴ ع ۱)

"بیشک اللہ تعالیٰ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔"

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط (پ ۳ ع ۱)

"جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب اسی کا ہے۔"

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ○ (پ ۲۹ ع ۱)

"بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

یہ چند حقیقی اوصاف اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیان کئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ۔

''اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں۔'' (کنزالایمان)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○

(پ۳ ع۱۱ سورۃ آل عمران آیت ۲۶)

''یوں عرض کر اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔'' (کنزل ایمان)

اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے جسے چاہے عطا کر دے۔ نمرود کو روئے زمین کی حکومت عطا کی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ؕ

(پ۳ ع۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۸)

''اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی۔'' (کنزالایمان)

حقیقی طور پر اللہ مالک ہے آگے اپنی مرضی سے جسے چاہے عطا کر دے۔

## ایک مائی صاحبہ کا ایمان افروز جواب:

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں بعض دو دو تین تین خدا مانتے

ہیں۔ان کی عقل اور سمجھ تو ایک بوڑھی مائی کی عقل سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔مائی صاحبہ کا ایمان افروز جواب سن کر ایمان تازہ کریں۔ایک مائی چرخہ کات رہی تھی۔کسی فلسفی نے اس سے پوچھا کیا خدا موجود ہے۔اس نے جواب دیا ہاں موجود ہے۔فلسفی نے کہا کوئی دلیل، کہا یہ چرخہ دلیل ہے۔کہا وہ کیسے؟ مائی صاحبہ نے کہا جب تک میرے اس چرخے کو کوئی چلانے والا نہ ہو یہ نہیں چلتا۔میں نے اس سے سمجھ لیا کہ جب میرے اس چرخے کو چلانے والے کی ضرورت ہے اور یہ چرخہ بغیر چلانے والے کے چل نہیں سکتا تو زمین و آسمان کا اتنا بڑا عظیم چرخہ بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے۔ہرگز نہیں چل سکتا۔اس کا چلانے والا بھی موجود ہے۔

عالم کا نظام بغیر کسی چلانے والے کے کس طرح چل سکتا ہے پھر فلسفی نے پوچھا، یہ بتاؤ اللہ تعالیٰ ایک ہے یا دو؟ مائی صاحبہ نے جواب دیا ایک ہے۔کوئی دلیل ہے یہی میرا چرخہ دلیل ہے۔چرخہ چلانے کے لئے اگر دو عورتیں ہوں تو وہ دونوں ایک ہی طرف کو چرخہ چلائیں گی تو چرخہ معمول سے زیادہ تیز چلے گا یا ایک عورت ایک طرف، دوسری دوسری طرف چلائے گی اس صورت میں ٹوٹ جائے گا یا رک جائے گا۔اگر اس کو چلانے والی ایک ہی ہو گی تو اپنی مرضی سے معمول کے مطابق ایک ہی طرف چلائے گی تو اس سے میں نے سمجھ لیا اگر زمین و آسمان کے نظام کو چلانے والے دو خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔تمام کائنات تباہ و برباد ہو جاتی۔

کیسا ایمان افروز جواب ہے۔وجود باری تعالیٰ پر دلائل دے کر سمجھایا اور توحید کا مسئلہ حل کر دیا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ؕ

(پ ۱۷ ع ۲ سورۃ الانبیاء آیت ۲۲)

''یعنی اگر زمین و آسمان میں چند خدا ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہو جاتے۔''

اس آیت میں اسی مضمون کو واضح کیا گیا ہے۔

## ایک اعرابی کی حکایت:

ایک اعرابی عرب کے صحرا میں اونٹ پر سوار ہو کر سینکڑوں میل سفر کرتا ہوا دور نکل گیا۔ ایک جگہ آرام کرنے کے لئے اونٹ سے اترا اور سوچا کہ میں صحرائے عرب میں ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ آج تک دنیا کا کوئی انسان اس لق و دق سنسان جنگل میں نہیں پہنچا ہوگا۔ اس اعرابی کی نظر چند مینگنیوں پر پڑی۔ دیکھا انسان کے ریت پر ساتھ ہی قدم لگے ہوئے ہیں۔ دیکھ کر چونکا اور بول اٹھا میرا خیال غلط ہے۔ اس صحرا میں تو مجھ سے پہلے بھی کوئی اونٹ سوار آ چکا ہے۔ وہ اعرابی کہنے لگا گو میں نے یہاں آنے والے اونٹ اور انسان کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، لیکن یہ اونٹ کی مینگنیاں بتا رہی ہیں اور انسان کے قدموں کے نشان اعلان کر رہے ہیں کہ اس مقام پر مجھ سے پہلے کوئی اونٹ اور کوئی انسان ضرور آ چکا ہے۔ پھر اس مسافر اعرابی کے دل میں اچانک اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نور چمک اٹھا اور یہ اعلان کرنے لگا۔

جب اونٹ کی مینگنیاں اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ اس راستے سے اونٹ گزرا ہے اور قدم کا نشان پتہ دیتا ہے کہ کوئی انسان یہاں سے گزرا ہے تو پھر

برجوں والا آسمان

راستوں والی زمین

یہ موجیں مارنے والے سمندر

ایک خدا کے وجود پر دلالت نہ کریں گے۔ آسمان، زمین اور سمندر کو دیکھ کر یقیناً ہم جان سکتے ہیں ضرور ان مخلوقات کا کوئی خالق اور مالک ہے اور وہی ''اللہ'' ہے۔

## حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دہریئے:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند دہریئے خدا تعالیٰ کے منکر آئے اور کہنے لگے! آپ ہمارے سامنے عقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کریں، ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا پہلے تم میری بات سنو۔

اس وقت میں کسی اور ہی سوچ میں ہوں۔ ایک بہت بڑی کشتی ہے۔ جس میں اعلیٰ قسم کا تجارتی سامان ہے، مگر اس کشتی کا کوئی ملاح نہیں ہے اور کوئی نگہبان چلانے والا نہیں ہے، مگر اس کے باوجود

وہ کشتی برابر آ جا رہی ہے، سمندر کی بڑی بڑی موجوں کو خود بخود چیرتی جاتی، ٹھہرنے کی جگہ خود بخود ٹھہر جاتی ہے، چلنے کی جگہ پر چلنے لگتی ہے، نہ کوئی ملاح ہے نہ منتظم۔

دہریوں نے کہا آپ کس سوچ میں پڑ گئے ہیں۔ کوئی عقلمند انسان ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی سمندر میں آئے جائے اور کوئی اس کا چلانے والا نہ ہو۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا افسوس! تمہاری عقلوں پر کہ ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے، لیکن یہ ساری دنیا آسمان و زمین کی تمام چیزیں اپنے اپنے کام پر لگی ہوئی ہیں،

ان کا خالق کوئی نہ ہو

ان کا مالک کوئی نہ ہو

ان کا چلانے والا نگہبان اور محافظ کوئی نہ ہو

امام صاحب کا یہ ایمان افروز جواب سن کر وہ لاجواب ہو گئے اور کلمہ پڑھ کر سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت امام مالک ﷫ سے خلیفہ ہارون رشید نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا زبانوں کا مختلف ہونا، آوازوں کا مختلف ہونا، لب ولہجہ کا مختلف ہونا یہ ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی طرح ایک موقع پر حضرت امام شافعی ﷫ سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کوئی دلیل دو۔ آپ نے جواب دیا! شہتوت درخت کے پتے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک ہی ذائقہ ہوتا ہے، لیکن جب

ان پتوں کو ریشم کا کیڑا کھاتا ہے ...... تو اس کے پیٹ سے ریشم نکلتا ہے

ان پتوں کو جب گائے کھاتی ہے ...... تو گوبر دیتی ہے

ان پتوں کو بکری کھاتی ہے ...... تو مینگنی دیتی ہے

ان پتوں کو ہرن کھاتا ہے ...... تو مشک پیدا ہوتا ہے

کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ایک ہی پتے میں مختلف خواص پیدا کرنے والا کوئی ہے، وہی ''اللہ'' ہے۔

حضرت امام احمد حنبل ﷫ کی بارگاہ میں چند لوگ آئے اور عرض کی وجود باری تعالیٰ پر دلیل دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا غور سے سنو! یہاں ایک نہایت مضبوط قلعہ ہے جس میں

کوئی دروازہ نہیں

نہ کوئی راستہ ہے

بلکہ سوراخ تک نہیں

باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے سونے کی طرح دمک رہا ہے اور اوپر نیچے دائیں بائیں ہر طرف سے بالکل بند ہے، ہوا تک اس میں نہیں جا سکتی۔ اچانک اس کی ایک دیوار گرتی ہے اور ایک جاندار آنکھوں کانوں والا خوبصورت شکل وصورت والا چلتا پھرتا نکل آتا ہے۔ بتاؤ اس بند مکان میں اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بتانا یہ چاہتے تھے کہ مرغی کے انڈے کو دیکھو جو ہر طرف سے بالکل بند ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ جاندار بچہ پیدا کر دیتا ہے یہ بہت بڑی اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لاشریک ہونے پر دلیل ہے۔ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود کی گواہی دے رہی ہے۔

## منکرِ خدا کا انجام:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ ایک مغرور متکبر منکرِ خدا تھا، کہیں سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک قاری صاحب نے سورۃ الملک کی آیت تلاوت کی......

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝ (پ ۲۹ سورۃ ملک)

”تم فرما دو بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لا دے نگاہ کے سامنے بہتا۔“

یہ آیت سن کر اللہ تعالیٰ کا منکر بولا یعنی اس پانی کو ہم اپنے تیز دھار آلات سے اوپر لائیں گے یہ کون سی مشکل بات ہے؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ

فلسفی مغرور متکبر انسان جب رات کو سویا......

شب بخفت و دید آں یک شیر مرد
زد طمانچہ ہر دو چشمش کور کرد

تو خواب میں ایک طاقتور شخص کو دیکھا۔ اس نے ایک زوردار تھپڑ مارا تو جو آنکھوں میں نور تھا وہ بہہ گیا۔ اندھا ہو گیا بینائی ختم ہو گئی۔ طاقتور شخص اللہ تعالیٰ کے منکر کو خواب میں ہی کہنے لگا! اگر واقعی تو سچا ہے تو پہلے اپنی آنکھوں کے پانی کو واپس لا کر دکھا۔ اللہ تعالیٰ کا منکر جب صبح کو اٹھا بالکل اندھا تھا اور تباہ و برباد ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

# دوسرا خطبہ

## فضائل درود شریف

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِيْ السَّلَامَ

(رواہ النسائی والدارمی)(مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی وفضلہا)

روایت ہے انہی سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر وسیاحت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

یعنی بعض فرشتوں کی یہی ڈیوٹی ہے کہ وہ گنبد خضریٰ پر امت کا سلام پہنچایا کریں۔ نزدیک سے درود پڑھنے والے کا درود حضور ﷺ خود سنتے بھی ہیں اور فرشتے بھی پڑھنے والے کی عزت افزائی کیلئے پہنچاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ایک مجلس میں ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو یہ فرشتہ اس پڑھنے والے اور گنبد خضریٰ کے درمیان ہزاروں چکر لگائے گا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرے گا۔

# فضائل درود شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

تمام حضرات محبت، ذوق، اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں آپ کے سامنے درود شریف کی فضیلت بیان کروں گا، دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سورۃ الاحزاب کی جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ

ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو۔"

درود کی جب نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کی تعریف و ثنا کرتا ہے۔ درود کی نسبت جب فرشتوں کی طرف ہو تو معنی دعا ہے...... فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کی بلندیٔ درجات کی دعا کرتے ہیں۔ درود کی نسبت جب اہل ایمان کی طرف ہو تو معنی یہ ہے کہ اہل ایمان حضور ﷺ کی رفعت شان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(ضیاء القرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ملتا ہے جس میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر جگہ ہر مقام پر میرے نزدیک وہ ہوگا جس نے تم میں سے دنیا میں مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا ہوگا۔ (سعادۃ الدارین)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔

(ترمذی شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دن دربار نبوت میں حاضر ہوا میں نے اپنے آقا ﷺ کو اتنا خوش اور ہشاش بشاش دیکھا کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس سے جبرائیل امین علیہ السلام پیغام دے کر گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ ﷺ پر ایک بار درود شریف پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ مٹا دوں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دوں اور جو ایک مرتبہ سلام پڑھے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجوں۔ لہٰذا آپ ﷺ اپنی امت کو اس بات کی خوشخبری سنا دیجئے اور ساتھ یہ بھی فرما دیجئے کہ اے امت! اب تمہاری مرضی تم درود پاک کم پڑھو یا زیادہ۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی، میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں یا کثرت سے پڑھنا چاہتا ہوں تو کتنا پڑھوں؟ فرمایا تو جتنا چاہے پڑھ میں نے عرض کی باقی وظائف میں سے چوتھا حصہ درود شریف پڑھا لیا کروں۔ تو فرمایا جتنا چاہے پڑھ اور اگر اس سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ! اگر زیادہ کرنے میں بہتری ہے تو میں نصف حصہ درود شریف پڑھ لوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! تیری مرضی اور اگر اس سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کی حضور ﷺ! دو تہائی درود شریف پڑھا کروں۔ فرمایا! تیری مرضی ہے اور اگر اس

سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ عرض کی حضور ﷺ! تو میں سارا ہی وقت درود شریف نہ پڑھ لیا کروں۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا! اگر تو ایسا کرے تو تیرے سارے کام سنور جائیں گے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ان احادیث سے آپ اندازہ لگائیں کہ درود شریف پڑھنے کی کتنی فضیلت ہے اور کتنی اہمیت ہے۔

## دعا مانگتے وقت بھی ہمیں درود شریف پڑھنے کا حکم ہے:

حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضور ﷺ جلوہ افروز تھے ایک نمازی آیا اس نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنا شروع کر دی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے نمازی تو نے جلد بازی کی ہے۔ جب تو نماز پڑھا کرے تو بیٹھ کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر جو اس کی شان کے لائق ہے اور مجھ پر درود پاک پڑھ پھر دعا مانگ۔ پھر ایک اور نمازی آیا اور اس نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور درود شریف پڑھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے نمازی! تو دعا کر تیری دعا قبول ہو گی۔ (مشکوۃ شریف)

ان احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا نماز کے بعد درود شریف پڑھنا اور ذکر کرنا سنت ہے قبولیت دعا کا باعث ہے۔

## ہر محفل میں درود شریف پڑھنے کا ہمیں حکم ہے:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، نہ اس کے نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس ان کیلئے وبال ہوگی، چاہے تو ان کو عذاب دے چاہے ان کو بخش دے۔

حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سن کر ایک دفعہ درود شریف پڑھنا واجب

ہے اور پھر بار بار نام مبارک سننے پر درود پاک پڑھنا مستحب ہے۔ بعض کے نزدیک ہر بار پڑھنا واجب ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! میرے حوضِ کوثر پر کچھ گروہ وارد ہوں گے جن کو میں انہیں درود شریف کی کثرت کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا۔

کل میدان محشر میں یہ منظر ہوگا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

میدانِ محشر میں حضور ﷺ کثرت سے درود پڑھنے والوں پر خصوصی شفقت فرمائیں گے۔ کوثر کے جام پلائیں گے۔ آبِ کوثر جس نے ایک گھونٹ بھی پی لیا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ قیامت کی گرمی اس پر کچھ اثر نہ کرے گی۔ اس لئے سرکار مدینہ ﷺ پر چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے محبت کے ساتھ درود پاک پڑھتے رہا کرو۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آج رات میں نے ایک عجیب وغریب منظر دیکھا۔ میرا ایک امتی پل صراط سے گزرنے لگا

کبھی وہ چلتا ہے

کبھی وہ گرتا ہے

کبھی لٹک جاتا ہے

تو اس نے مجھ پر جو درود شریف پڑھا تھا وہ آیا اور امتی کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا اور پار کر دیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا فقر و فاقہ اور تنگی معاش کی شکایت کی تو اس کو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو السلام علیکم کہو، چاہے کوئی گھر میں ہو نہ ہو، پھر مجھ پر سلام عرض کر ......اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ......اور ایک مرتبہ ......قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ...... پڑھ۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کے دروازے کھول دیئے اور وہ مالا مال ہو گیا۔

## درود شریف نہ پڑھنے والا بخیل ہے اور بد بخت ہے:

سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کا ناک غبار آلود ہو کہ اس کے پاس میرا نام ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (مشکوۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا نام ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

میرے دوستو! ایک بخیل وہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ نہ کرے مگر سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو حضور ﷺ کا نام سن کر آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے۔

## جنت کی راہ بھول جائے گا:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس کے پاس میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔

## درود نہ پڑھنے والا برباد ہو گیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ...... فرمایا آمین

دوسری سیڑھی پر قدم رکھا ...... فرمایا آمین

تیسری سیڑھی پر قدم رکھا ...... فرمایا آمین

بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے خلاف معمول منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے آمین فرمایا ہے۔

دعا کرنے والا تو کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا "برباد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنی زندگی میں رمضان المبارک پایا اور وہ بخشا نہ گیا" میں نے کہا آمین۔

جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا "برباد ہو گیا وہ شخص جس نے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو پایا (لیکن خدمت کر کے) جنت میں نہ پہنچا۔" میں نے کہا آمین

تیسری سیڑھی پر قدم رکھا جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا "برباد ہو گیا وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔" میں نے کہا آمین۔ (بخاری)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

## حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب کا جواب:

حضرت قبلہ شیخ الحدیث سے کسی نے کہا کہ صرف درود ابراہیمی پڑھنا

چاہئے اور کوئی درود نہیں پڑھنا چاہئے۔ اصل درود تو درود ابراہیمی ہے۔ باقی سب ولایتی درود ہیں۔ آپ نے اسے فرمایا دلیل پیش کرو، اس نے حدیث پڑھنی شروع کی اور پڑھا:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

آپ نے فرمایا پھر پڑھو اس نے یہی الفاظ پھر پڑھے۔ آپ نے فرمایا پھر پڑھو اس نے یہی الفاظ پھر پڑھے۔

آپ نے فرمایا یہ جو تم پڑھ رہے ہو یہ کونسا درود ہے۔ خاموش ہو گیا۔ کہا یہ ولایتی ہے کہ اصلی ہے۔ اس نے توبہ کی کہ آئندہ اعتراض نہیں کروں گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں اذان سے پہلے درود شریف مت پڑھو۔ کہیں اذان کا جز نہ بن جائے۔ قاری قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں آخر میں پڑھتے ہیں ......صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ...... کیا یہ قرآن مجید کا جز بنا ہے۔ آج یہ پڑھتے ہوئے صدیاں گزر گئیں ہیں۔ اگر صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ہزاروں مرتبہ پڑھنے کے باوجود جز نہیں بنا تو درود پاک اذان کا جز کس طرح بن سکتا ہے۔

## درود شریف کی برکت سے پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں:

ایک شخص نے کسی سے تین ہزار دینار قرض لیا اور واپسی کی تاریخ طے ہو گئی۔ قرض خواہ نے تاریخ مقررہ پر قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مقروض نے کہا میں مجبور ہوں میرے پاس کوئی چیز دینے کے لئے نہیں ہے۔ کاروبار ختم ہو گیا ہے، میں نادار اور مفلس ہو گیا ہوں۔ قرض خواہ نے قاضی کے ہاں دعویٰ دائر کر دیا۔ قاضی نے مقروض کو طلب کیا اور مقروض کو ایک ماہ کی مہلت دی اور کہا قرض کی واپسی کا انتظام کرو۔

مقروض عدالت سے باہر آیا اور سوچنے لگا کہ کیا کروں مقروض مسجد میں آ کر بیٹھ گیا اور کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ستائیس ۲۷ دن گزر گئے تو رات کو خواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تو علی بن عیسیٰ وزیر سلطنت کے پاس جا اسے کہو کہ قرض ادا کرنے کے لئے مجھے تین ہزار دینار دو۔ جب بیدار ہوا تو بڑا خوش تھا پریشانی ختم ہو چکی تھی۔

لیکن خیال آیا اگر وزیر نے کوئی نشانی مانگی تو کیا کروں گا۔ دوسری رات جب نیند آئی تو قسمت جاگ اٹھی اور حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ حضور ﷺ نے وزیر کے پاس جانے کا ارشاد فرمایا۔ تیسری رات پھر آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اس کو میرا فرمان سناؤ۔ عرض کی حضور ﷺ میں کوئی نشانی چاہتا ہوں۔ فرمایا وزیر اگر کوئی علامت یا نشانی طلب کرے تو اسے کہنا تو فجر کی نماز کے بعد ہر روز پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ میں بیدار ہوا مسجد سے باہر نکلا آج پورا ایک ماہ گزر چکا تھا۔

وزیر کے گھر پہنچا اور وزیر کو سارا قصہ سنایا۔ جب وزیر نے نشانی مانگی تو میں نے حضور ﷺ کا فرمان مبارک سنا دیا۔ وزیر بہت خوش ہوا اور کہا حضور ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر وزیر اندر گیا اور نو ہزار دینار لے کر آیا۔ تین ہزار دیئے اور کہا اس سے قرض ادا کرو پھر تین ہزار دیئے کہا کہ اس سے بچوں کا خرچ چلاؤ پھر تین ہزار دیئے کہ اس سے کاروبار کرو۔ اور قسم دے کر کہا اے بھائی! جب کوئی کام کوئی حاجت ہو تو بلا روک ٹوک آ جانا، میں آپ کا کام دل و جان سے کر دیا کروں گا۔ مقروض رقم لے کر سیدھا قاضی کے پاس پہنچا اور تین ہزار دینا پیش کر دیئے۔

قاضی نے کہا تو اتنی رقم کہاں سے لے کر آیا ہے تو تو مفلس اور نادار تھا۔ میں نے قاضی کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ قاضی صاحب سن کر گھر گئے اور تین ہزار دینار لے کر آ گئے۔ قاضی صاحب نے کہا یہ سعادت میں بھی حاصل کروں گا۔ سارا ثواب وزیر ہی کیوں لے جائے۔ تیرا قرض میں ادا کرتا ہوں۔ جب قرض خواہ نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا میں اللہ تعالیٰ کے لئے قرض معاف کرتا ہوں، تا کہ مجھے بھی نیکی کی سعادت حاصل ہو جائے تو میں بارہ ہزار دینار لے کر گھر آ گیا اور قرضہ بھی معاف ہو گیا۔ یہ برکت ساری کی ساری درود شریف پڑھنے کی ہے۔

(جذب القلوب)

**بیمار بادشاہ تندرست ہو گیا:**

ایک بادشاہ بیمار ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں چھ ماہ گزر گئے کہیں سے آرام نہ ملا۔ بادشاہ کو پتہ چلا کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے بلوایا کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں۔ جب آپ تشریف لائے دیکھ کر فرمایا فکر مت کرو ان شاء اللہ آرام آ جائے گا۔ آپ نے درود شریف پڑھ کر دم کیا وہ تندرست ہو گیا۔ درود شریف کی یہ برکتیں ہیں۔

کافر کعبے کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ایک سائل آیا اور کچھ مانگا انہوں نے بطور مذاق کہا!

وہ علی ہیں

ان کے پاس جاؤ

ان سے مانگو

سائل جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا تو حضرت

سمجھ گئے کہ کافروں نے اسے بھیجا ہے۔ آپ نے دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر فقیر کی ہتھیلی پر پھونک مار کر فرمایا! اسے بند کرلو اور کافروں کے سامنے جا کر کھولنا۔ جب فقیر کافروں کے سامنے آیا اور مٹھی کو کھولا تو سونے کے دینار نکلے۔ یہ دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ درود شریف کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ پانچ درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا بابا جی! ہم مسافر ہیں۔ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں، لیکن خرچ ہمارے پاس نہیں، سفر طویل ہے، مہربانی کر کے کچھ ہمیں عطا فرمائیں۔ بابا جی! مراقبے میں چلے گئے، جب مراقبے سے سر اٹھایا کھجور کی چند گٹھلیوں پر درود شریف پڑھ کر دم کیا اور درویشوں کو دے دیں۔ انہوں نے کہا ان کو ہم کیا کریں؟ بابا جی نے کہا ذرا غور سے تو دیکھو۔ جب غور سے دیکھا تو وہ سونے کے دینار تھے۔ (راحۃ القلوب)

## چہرہ بدل گیا:

ایک بزرگ نے حج کرتے وقت ایک نوجوان کو دیکھا جو ہر جگہ اور ہر مقام پر درود شریف بڑی محبت کے ساتھ پڑھتا ہے۔

حرم شریف میں دیکھا

طواف کرتے دیکھا

منیٰ میں دیکھا

عرفات میں دیکھا

مزدلفہ میں دیکھا

کہ وہ ہر قدم پر درود شریف پڑھ رہا ہے

قاضی نے کہا تو اتنی رقم کہاں سے لے کر آیا ہے تو تو مفلس اور نادار تھا۔ میں نے قاضی کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ قاضی صاحب سن کر گھر گئے اور تین ہزار دینار لے کر آ گئے۔ قاضی صاحب نے کہا یہ سعادت میں بھی حاصل کروں گا۔ سارا ثواب وزیر ہی کیوں لے جائے۔ تیرا قرض میں ادا کرتا ہوں۔ جب قرض خواہ نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا میں اللہ تعالیٰ کے لئے قرض معاف کرتا ہوں، تا کہ مجھے بھی نیکی کی سعادت حاصل ہو جائے تو میں بارہ ہزار دینار لے کر گھر آ گیا اور قرضہ بھی معاف ہو گیا۔ یہ برکت ساری کی ساری درود شریف پڑھنے کی ہے۔ (جذب القلوب)

**بیمار بادشاہ تندرست ہو گیا:**

ایک بادشاہ بیمار ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں چھ ماہ گزر گئے کہیں سے آرام نہ ملا۔ بادشاہ کو پتہ چلا کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے بلوایا کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں۔ جب آپ تشریف لائے دیکھ کر فرمایا فکر مت کرو ان شاء اللہ آرام آ جائے گا۔ آپ نے درود شریف پڑھ کر دم کیا وہ تندرست ہو گیا۔ درود شریف کی یہ برکتیں ہیں۔

کافر کعبے کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ایک سائل آیا اور کچھ مانگا انہوں نے بطور مذاق کہا!

وہ علی ہیں

ان کے پاس جاؤ

ان سے مانگو

سائل جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا تو حضرت

سمجھ گئے کہ کافروں نے اسے بھیجا ہے۔ آپ نے دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر فقیر کی ہتھیلی پر پھونک مار کر فرمایا! اسے بند کرلو اور کافروں کے سامنے جا کر کھولنا۔ جب فقیر کافروں کے سامنے آیا اور مٹھی کو کھولا تو سونے کے دینار نکلے۔ یہ دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ درود شریف کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ پانچ درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا بابا جی! ہم مسافر ہیں۔ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں، لیکن خرچ ہمارے پاس نہیں، سفر طویل ہے، مہربانی کر کے کچھ ہمیں عطا فرمائیں۔ بابا جی! مراقبے میں چلے گئے، جب مراقبے سے سر اٹھایا کھجور کی چند گٹھلیوں پر درود شریف پڑھ کر دم کیا اور درویشوں کو دے دیں۔ انہوں نے کہا ان کو ہم کیا کریں؟ بابا جی نے کہا ذرا غور سے تو دیکھو۔ جب غور سے دیکھا تو وہ سونے کے دینار تھے۔ (راحت القلوب)

## چہرہ بدل گیا:

ایک بزرگ نے حج کرتے وقت ایک نوجوان کو دیکھا جو ہر جگہ اور ہر مقام پر درود شریف بڑی محبت کے ساتھ پڑھتا ہے۔

حرم شریف میں دیکھا

طواف کرتے دیکھا

منیٰ میں دیکھا

عرفات میں دیکھا

مزدلفہ میں دیکھا

کہ وہ ہر قدم پر درود شریف پڑھ رہا ہے

نوجوان سے میں نے سوال کیا کہ یہاں ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں مگر تو ہر مقام پر درود شریف پڑھتا ہے۔

یہ سن کر اس نوجوان نے بتایا۔ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کے ارادے سے خراسان سے چلا جب ہم کوفے پہنچے تو میرا باپ بیمار ہو گیا تو میں نے اس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا میرے باپ کا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا ہے۔ میں بہت گھبرایا اور پریشان ہو گیا اور اپنے باپ کی میت کے پاس مغموم اور پریشان ہو کر بیٹھ گیا۔ مجھے اونگھ آ گئی۔ دیکھا ایک بزرگ نہایت حسین وجمیل صورت والے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے میرے والد کے چہرے سے چادر ہٹائی، ایک نظر دیکھا پھر ڈھانپ دیا۔ پھر مجھے ارشاد فرمایا تو پریشان کیوں ہے؟ میں نے عرض میں پریشان اس لئے ہوں کہ میرے والد کے چہرے کی حالت بدل گئی۔

فرمایا پریشان مت ہو اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے تیرے والد کی حالت ٹھیک ہو گئی ہے۔ میں نے دیکھا تو میرے والد کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ جب وہ بزرگ جانے لگے میں نے ان کی خدمت اقدس میں عرض کیا آپ کون ہیں؟ آپ نے میری بےکسی میں یہاں پر امداد فرمائی۔

یہ سن کر ارشاد فرمایا میں تمہارا نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں۔ یہ سنتے ہی میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مرا دل باغ باغ ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے حبیب! یہ بتایئے میرے باپ کا چہرہ کیوں تبدیل ہو گیا تھا؟

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تیرا باپ سود خور تھا، سود خور کا چہرہ دنیا میں تبدیل ہو یا آخرت میں۔ تیرے باپ کا چہرہ دنیا میں ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ تیرا

باپ سونے سے پہلے ۱۰۰ بار مجھ پر درود پاک پڑھتا تھا۔ مصیبت کے وقت اس نے مجھ سے فریاد کی۔ میں ہر اس شخص کا فریادرس ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھے۔ (جذب القلوب)

## حضور ﷺ نے عیادت فرمائی:

انفاس العارفین میں ہے کہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ بیماری شدت اختیار کر گئی۔ یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گئے۔ خواب میں شیخ عبدالعزیز تشریف لائے اور فرمایا بیٹا! امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ تیری عیادت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تمہاری پائتی ہے۔ لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیر لو۔ حاضرین کو میں نے اشارے سے کہا کہ میری چارپائی کو پھیر دو۔ انہوں نے چارپائی کو پھیر دیا۔

سرکار مدینہ ﷺ تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا:

کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ

"اے میرے بیٹے تیرا کیا حال ہے۔"

یہ سنتے ہی وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ طبیعت بے قرار ہو گئی۔ مجھے اس طرح گود میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ رُکنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا کرتہ مبارک تر ہو گیا۔ جب میری حالت کچھ ٹھیک ہوئی تو دل میں خیال آیا کہ اگر حضور ﷺ کرم فرمائیں اپنے بال مبارک عنایت فرمائیں، میری لئے کتنی بڑی سعادت ہو گی۔

حضور ﷺ نور نبوت سے میرے دل کے خیال کو جان گئے۔ ریش مبارک کے دو بال عنایت فرمائے پھر خیال آیا کہ پتہ نہیں یہ بال میرے پاس رہیں گے یا

نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹا! یہ تمہارے پاس رہیں گے۔ اس کے بعد سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تمہیں صحت عطا فرمائے گا۔ اور تمہاری عمر بھی لمبی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آرام عطا کر دیا۔ حضور ﷺ کے صدقے، میں نے چراغ جلایا اور دیکھا تو وہ بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے۔ میں پھر سرکار مدینہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا وہ دو بال تمہارے سرہانے کے نیچے میں نے رکھ دیئے ہیں۔ میں نے بیدار ہوتے ہی سرہانے کے نیچے سے لے لئے اور محفوظ کر لئے۔

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بالوں کا خاصہ کہ آپس میں لپٹے رہتے تھے، لیکن جب درود شریف پڑھا جاتا علیحدہ علیحدہ ہو جاتے تھے تین آدمی جو اس معجزے کے منکر تھے آئے اور آزمائش چاہی۔ میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ تھا، لیکن مناظرہ شروع ہو گیا اور طول پکڑ گیا۔ بال مبارک دھوپ میں بھیج دیئے۔ اسی وقت بادل آ گیا اور سایہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر ایک نے توبہ کر لی۔ جبکہ دوسرے دونوں منکروں نے کہا یہ اتفاقاً ہوا ہے۔

دوسری بار پھر بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو بادل نے پھر سایہ کر دیا۔ دوسرا منکر بھی تائب ہو گیا، تیسرے نے کہا یہ اتفاقاً ایسا ہوا ہے۔

تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے تو بادل نے سایہ کر دیا۔ تیسرا بھی تائب ہو کر مان گیا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ بالوں کی زیارت کے لئے آئے میں صندوق باہر لایا۔ تالا کھولا لیکن نہ کھلا۔ دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا ایک شخص حاضرین میں جُنُبِیْ ہے۔ میں نے سب کو کہا دوبارہ طہارت کر کے آؤ۔

جب جُنُبِی مجمع سے باہر ہوا تو تالا کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد نے تبرکات تقسیم فرمائے، ایک بال مبارک مجھے عنایت ہوا۔ (انفاس العارفین)

## حضور ﷺ درود خود سنتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور میری بارگاہ میں میرے امتی کا سلام پہنچاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے گا اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

فرشتوں کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود پہنچانا اس سے حضور ﷺ کی شان کی بلندی اور رفعت معلوم ہوتی، یہ رفعت شان کی بہت بڑی دلیل ہے۔ نہ کہ عدم علم کی۔ یہ بات امور انتظام وحکمت پر مبنی ہے۔ فرشتے ہی حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود پہنچائیں۔ جو لوگ اس سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو علم نہیں ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھو بیشک وہ مشہود ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص بھی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔ اس کا درود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ انتقال کے بعد بھی فرمایا بیشک! اللہ تعالیٰ نے زمیں پر انبیا کرام علیہم السلام کے اجسام کھانے حرام کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے

اسے رزق دیا جاتا ہے۔(مشکوٰۃ)

## شہد کی مکھی:

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے جسم شریف پر گندی مکھی نہیں بیٹھتی تھی مگر شہد کی مکھی کبھی کبھی آپ کے لباس پر تصدق ہوتی تھی اور قربان ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے مکھی! تو یہ بتا شہد کس طرح بناتی ہے۔مکھی نے عرض کیا! پھولوں کا رس چوستی ہوں اور اسے آکر چھتے میں اگل دیتی ہوں وہ شہد بن جاتا ہے۔اس میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ جب باغ سے رس چوس کر واپس اپنے گھر آتی ہیں تو آپ ﷺ پر درود پڑھتے ہوئے آتی ہیں۔رس کو چھتے میں اگل دیتی ہیں تو درود شریف کی برکت سے شہد میٹھا ہو جاتا ہے۔اے اللہ! ہمارے پھیکے اعمال کو درود کی برکت سے میٹھے بنا دے۔

## نیکیوں کے پلڑے میں سفید کاغذ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سبز جوڑا پہنے ہوئے عرش کے نیچے تشریف فرما ہوں گے اور اپنی اولاد کو ملاحظہ فرما رہے ہوں گے۔جنت میں کون جاتا ہے اور دوزخ میں کون اتنے میں حضرت آدم علیہ السلام کی نگاہ حضور ﷺ کے ایک امتی پر پڑ جائے گی، جسے فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔یہ دیکھتے ہی

حضرت آدم علیہ السلام پکار اٹھیں گے ...... یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ

آپ ﷺ جواب دیں گے ...... لَبَّیْکَ یَا اَبَا الْبَشَرْ

حضرت آدم علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے۔ تمہارے ایک امتی کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ فرشتوں کو ارشاد فرمائیں گے۔ اے فرشتو ٹھہرو! فرشتے عرض کریں گے ہم سخت فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اس کی اطاعت کریں گے۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ یا اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے تیری امت کے بارے میں شرمندہ نہیں کروں گا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔

اَطِیْعُوْا مُحَمَّدًا

"میرے حبیب کی اطاعت کرو۔"

اس بندے کو واپس میزان عدل پر لے جاؤ۔ اسے واپس لے جایا جائے گا۔ حضور ﷺ اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ایک سفید کاغذ ڈال دیں گے۔ تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب آ جائیں گی۔ ایک ندا آئے گی یہ بندہ نیک بخت بن گیا ہے۔ اسے جنت میں لے جاؤ۔ جب فرشتے جنت میں لے جانے لگیں گے۔ وہ کہے گا ذرا ٹھہرو فرشتو! وہ بندہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ یہ بتائیں آپ ہیں کون؟ آپ ﷺ ارشاد فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ یہ سفید کاغذ وہ درود پاک ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے اس کو محفوظ رکھ لیا تھا۔ (جواہر البحار)

درود شریف کی برکت سے کل قیامت کے دن گناہ گاروں کی عید ہو جائے گی۔

ہر جرم پہ کرم ہر خطا پہ عطا
رحمتِ مصطفےٰ اور کیا چاہیے

## مکان خوشبو دار:

حضرت محمد ابن سعد بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے ایک مقررہ تعداد میں حضور ﷺ پر درود پڑھتے تھے۔ ایک رات حسبِ معمول درود سے فارغ ہو کر سو گئے۔ خواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت ہو گئی۔ حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا اے محمد بن سعد! اپنا وہ منہ میرے سامنے کر جس سے تو درود پاک پڑھتا ہے، تاکہ میں اسے بوسہ دوں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں مجھے شرم آ گئی۔ کہ میں اپنا منہ حضور ﷺ کے منہ کے سامنے کروں۔ اس لئے میں نے اپنا رخسار آپ کی طرف پھیر دیا۔ آپ ﷺ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ جب بیدار ہوا تو اپنے مکان کو مشک اور کستوری کی خوشبو سے بھرا ہوا پایا اور پورے آٹھ دن میرے رخسار سے خوشبو آتی رہی۔ (جذب القلوب)

ایک بزرگ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب تشہد میں بیٹھے تو درود شریف پڑھنا بھول گئے۔ رات کو جب آنکھ لگی تو خواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے امتی! تو نے مجھ پر درود شریف کیوں نہیں پڑھا۔ عرض کیا! اے اللہ کے حبیب! میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں ایسا محو ہوا کہ درود شریف پڑھنا یاد نہ رہا۔

یہ سن کر سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے میری یہ حدیث شریف نہیں سنی ساری نیکیاں ساری عبادتیں اور دعائیں روک دی جاتی ہیں جب تک مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر کوئی بندہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سارے جہان والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان نیکیوں میں مجھ پر درود شریف نہ ہو تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے منہ پر مار

دی جائیں گی اور ایک بھی قبول نہ ہوگی۔ (دُرّۃُ النّاصحین)

## گنبد خضریٰ پر فرشتوں کی حاضری:

حضور ﷺ کا اتنا مرتبہ اور مقام ہے کہ گنبد خضریٰ پر چوبیس گھنٹے عرشیوں کا ہجوم رہتا ہے۔ صبح کے وقت ۷۰ ہزار فرشتے گنبد خضریٰ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور سارا دن شاہ کون ومکان پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور شام کے وقت یہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور ۷۰ ہزار فرشتے شام کو آجاتے ہیں۔ یہ ساری رات حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے ہیں جب صبح طلوع ہوتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں اور نئے ۷۰ ہزار فرشتے آجاتے ہیں یعنی فرشتوں کی لائن لگی رہتی ہے پھر جو فرشتہ ایک مرتبہ حاضری دے گیا۔ دوبارہ حاضری کا موقع نہیں ملے گا۔ (جذب القلوب)

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
خدا نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

## حضور ﷺ کا نام لکھتے وقت درود شریف:

لکھتے وقت حضور ﷺ کے نام کے ساتھ درود پاک لکھنا چاہئے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھے گا۔ جب تک میرا نام کتاب میں رہے گا، اس کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا مانگتے رہیں گے۔

(جذب القلوب)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ تھا جو کاتب تھا۔ فوت ہوگیا ایک مرتبہ خواب میں ملا میں نے پوچھا تیرے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ تو

اس نے کہا میں جس وقت سرکار مدینہ ﷺ کا نام کسی کتاب میں لکھتا تھا تو ساتھ درود شریف بھی لکھتا تھا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نعمتیں عطاء کیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنی۔ نہ کسی دل پر ان کا گذر ہوا۔ (دلائل الخیرات)

ایک کاتب تھا جو کوئی کتاب لکھتا تھا۔ اس میں حضور ﷺ کا نام آتا تو بخل کی وجہ سے کہ کاغذ زیادہ لگے گا۔ درود شریف نہ لکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں میں مرض آکلہ پیدا کر دی جس سے اس کے ہاتھ خود بخود ختم ہو گئے۔ اس لئے بخل نہیں کرنا چاہئے۔ محبت کے ساتھ ہر وقت آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے رہنا چاہئے۔

بعض کاتب حضور ﷺ کے نام کے ساتھ (ص) لکھتے ہیں یا صلعم لکھتے ہیں، یہ غلط ہے پورا درود شریف یعنی "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" لکھنا چاہئے۔

## مشکل آسان ہوگئی:

مشکل جو سر پہ آ پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پر درود و سلام

ایک شخص کے ذمہ پانچ صد درہم قرضہ تھا مگر گھریلو حالات ایسے تھے وہ قرض ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کو خواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اس نے اپنی پریشانی کی شکایت کی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا تم ابوالحسن کیسائی کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اسے کہو کہ وہ تمہیں پانچ سو درہم دے وہ نیشاپور میں سخی انسان ہے۔ ہر سال دس ہزار غریبوں کو کپڑے دیتا ہے اگر وہ کوئی نشانی طلب کرے تو کہہ دینا کہ تم ہر روز ۱۰۰ امرتبہ درود شریف پڑھتے ہو۔ مگر کل تم نے درود

شریف نہیں پڑھا۔

وہ شخص بیدار ہوا اور ابوالحسن کیسائی کے پاس پہنچ گیا اور اپنا حال زار بیان کیا مگر اس نے کچھ توجہ نہ دی۔ پھر حضور ﷺ کا پیغام دیا تو اس نے نشانی طلب کی اور جب نشانی بیان کی تو ابوالحسن خوش ہو گیا۔ تخت سے نیچے آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور پھر کہا یہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز تھا۔ کوئی دوسرا اس راز سے واقف نہ تھا۔ کل واقعی درود پاک نہیں پڑھ سکا اور ناغہ ہو گیا تھا۔

پھر ابوالحسن کیسائی نے اپنے نوکروں کو حکم دیا اس کو دو ہزار پانچ سو درہم دے دو اور ابوالحسن کیسائی نے یہ ہزار در[illegible] حضور ﷺ کی طرف سے پیغام لانے کا شکرانہ ہے اور یہ ہزار درہم آپ کے [illegible] آنے کا شکرانہ ہے اور پانچ سو درہم حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل ہے۔ آپ کو [illegible] کوئی کام ہو میرے پاس ضرور تشریف لائیں۔ (معارج النبوۃ)

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّةً فَتَحَ اللّٰهُ بَابًا مِنَ الْعَافِيَةِ۔

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر عافیت کا دروازہ کھول دے گا۔

اٹھتے

بیٹھتے

چلتے

پھرتے

سوتے

جاگتے

اپنے پیارے آقا ﷺ پر درود پڑھتے رہو۔

اَمن نصیب ہوگا

عافیت ملے گی

## زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ:

جس غلام مصطفیٰ کو سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کا شوق ہو۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ وہ یہ درود شریف پڑھے کثرت کے ساتھ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# تیسرا خطبہ

## حسد

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ (ابن ماجہ دوم حدیث ۶۱۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے، صدقہ خطاؤں کو ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، نماز مومن کا نور ہے اور روزے آگ سے ڈھال ہیں۔

یعنی حسد کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی کی برائی چاہنا۔

اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کو نعمت عطا کی ہے۔ اس کے متعلق یہ چاہنا کہ وہ نعمت اس کے پاس سے جاتی رہے اور ختم ہو جائے یہ حسد ہے۔ اس حسد سے بچنا ہمارے لئے لازم ہے۔

# ﴿حسد﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ......

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۝ (پ۳۰ سورۃ الفلق)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْن وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط...... يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! سورۃ الفلق کی ایک آیت جو آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

"اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے (پناہ مانگتا ہوں)"

قرآن حکیم کی اس آیت میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ حسد کا معنی یہ ہے کسی مسلمان بھائی کی برائی چاہنا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کو نعمت عطا کی ہے۔ اس کے متعلق یہ چاہنا کہ وہ نعمت اس کے پاس سے جاتی رہے اور ختم ہو جائے، یہ حسد ہے۔ کسی مسلمان کے پاس

نعمت ہے

دولت ہے

کوٹھی ہے،

کار ہے

یہ چاہنا کہ

ایسی نعمت مجھے بھی مل جائے

کوٹھی اور کار مجھے بھی مل جائے

ویسی ہی نعمت میرے پاس بھی ہو

یہ رشک ہے

غبطہ ہے

یہ جائز ہے

یہ خواہش بری نہیں ہے

اگر کوئی یہ چاہے کہ جو مال دوسرے کے پاس ہے وہ نہ رہے، ختم ہو جائے اور مجھے مل جائے، یہ حسد ہے۔ اس حسد سے بچنا ہمارے لئے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے میں پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

## حسد بری چیز ہے:

حسد کی وجہ سے شیطان مردود اور ملعون ہوا

حسد کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا

اسی حسد نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا کرایا

حسد کی وجہ سے یہودی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔ ایمان جیسی دولت سے محروم رہے۔ قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب ہے اس پر ایمان نہ لائے اور مخالفت کرتے رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوئے۔

یہودیوں کی یہ خواہش تھی کہ آخری نبی بنی اسرائیل سے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ منصب بنی اسماعیل کو عطا کیا۔ ان کے اندر حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۵۴)

”یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔“

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْحَقُّ

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۰۹ ع ۱۳)

''بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف
پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر
خوب ظاہر ہو چکا ہے۔''

قرآن کریم کی ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حسد ایک ایسی
بیماری ہے جس سے حسد کرنے والا

نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے
گمراہی میں پھنس جاتا ہے
اپنی آخرت خراب کر لیتا ہے

سرکار مدینہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (مشکوٰۃ)

''اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیوں کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ھِیَ الْحَالِقَۃُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔ (ترمذی)

''تمہاری طرف سابقہ امتوں کی بیماری حسد اور بغض رینگ کر آئی ہے۔ وہ حسد اور بغض مونڈ دیتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈ دیتا ہے بلکہ وہ تو دین کو مونڈ دیتا ہے۔''

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا
وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَ تَبَاغَضُوا وَ لَا
تَدَابَرُوا وَ كُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔ (مسلم شریف)

"کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم اسے مت ٹٹولو اور مت جاسوسی کرو اور مت چھان بین کرو اور مت ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ کرو اور ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرو تم اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بن جاؤ جو آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔"

ان احادیث میں سرکار مدینہ ﷺ نے حسد سے بچنے کی ہمیں تلقین کی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نعمت عطا کرتا ہے اس کے حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی حکم دیا گیا ہے کہ حاسدین کے شر سے میری پناہ لے لو۔ حاسدوں کے شر سے وہی بچ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسد کرنے والوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

## چھ قسم کے لوگ بغیر حساب کے دوزخ میں جائیں گے:

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا چھ قسم کے لوگ بغیر حساب و کتاب کے دوزخ میں جائیں گے۔

امیر اپنے ظلم کی وجہ سے

عرب تعصب کی وجہ سے

مالدار تکبر کرنے کی وجہ سے

سوداگر خیانت کرنے کی وجہ سے

اور دیہاتی اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے

اور علماء حسد کرنے کی وجہ سے

(کیمیائے سعادت ص۴۹۴)

## قابیل نے ہابیل کو قتل کیا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (پ۶ ع۹ آیت ۲۷)

"اور آپ پڑھ سنائیے انہیں خبر دو فرزندان آدم کی ٹھیک ٹھیک جب دونوں نے قربانی دی تو قبول کی گئی، ایک سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا (پہلے نے) کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا ہے) قبول فرماتا ہے۔ اللہ صرف پرہیز گاروں سے۔"

قرآن حکیم کی اس آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ قابیل جو اپنے بھائی ہابیل سے حسد کرتا تھا، یہودی صرف حسد کی وجہ سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا! ان یہودیوں کو جو حسد کی آگ میں جل رہے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی سچی خبر سنائیں، جس سے حسد کرنے والوں کا انجام واضح ہو جائے۔ ہوسکتا ہے کہ حاسد اس سے عبرت حاصل کریں۔

قابیل اور ہابیل دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت علیہ السلام کے

ہاں جڑواں بچے پیدا ہوتے تھے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی، پہلے جولڑکا پیدا ہوتا بعد میں پیدا ہونے والی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا جاتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں یہ جائز تھا، قابیل کے ساتھ اقلیما پیدا ہوئی تھی۔ ہابیل کے ساتھ لیوذا پیدا ہوئی تھی۔ دستور کے مطابق اقلیما جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی، اس کا نکاح ہابیل کے ساتھ ہونا تھا اور لیوذا جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی، اس کا نکاح قابیل کے ساتھ ہونا تھا۔ اقلیما خوبصورت تھی، حسین وجمیل تھی، جبکہ لیوذا خوبصورت نہ تھی۔ اس کی شکل وصورت پسندیدہ نہ تھی۔ جب نکاح کے قابل ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حکم بھیجا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کے ہمزاد لڑکی سے نکاح کر دیں، ہابیل تو اس حکم پر رضامند ہو گیا، مگر قابیل ناخوش ہو گیا، کیونکہ اقلیما زیادہ حسین تھی، کہنے لگا میں اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اقلیما تجھ پر حرام ہے، کیونکہ وہ تیری سگی بہن ہے۔ تیرے لئے حلال نہیں ہے، قابیل نے اپنے والد کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔

قابیل نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں، بلکہ آپ کی اپنی رائے ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانی دو جس کی قربانی کو آسمانی آگ جلا دے گی، اس کی قربانی قبول ہوگی۔ اقلیما کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ دونوں قربانی پیش کرنے کے لئے نکلے، قابیل کاشتکار تھا اس نے ردی غلے کا ڈھیر پیش کیا اور دل میں یہ خیال چھپائے رکھا، میری قربانی قبول ہو یا نہ ہو مجھے پرواہ نہیں، ہابیل میری بہن کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔

ہابیل بکریوں والا تھا، اس نے عمدہ موٹا تازہ مینڈھا قربانی میں پیش کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی نیت رکھی۔ دونوں نے اپنی قربانی پہاڑ پر رکھدی پھر

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور آسمان سے ایک آگ آئی، اس آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی ویسے ہی پڑی رہی اور قبول نہ ہوئی۔ قابیل کو اس پر بڑا غصہ آیا۔ قابیل کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی، اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور بھائی کو دھمکی دی کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا، کیونکہ تیری قربانی قبول ہوگئی ہے اور میری قبول نہیں ہوئی تو ہابیل نے جواب دیا اے میرے بھائی! یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ جس کی چاہے قربانی قبول کرے اور جس کی چاہے قبول نہ کرے، مردود کردے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے وہ تو صرف پرہیز گاروں سے ہی قربانیاں قبول کرتا ہے تو مجھے کس گناہ کی سزا دینا چاہتا ہے اور قتل کرنا چاہتا ہے۔ قابیل پر بھائی کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے پختہ ارادہ کرلیا کہ وہ ہابیل کو قتل کردے گا، لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ ہابیل کو کس طرح قتل کرے۔ شیطان اس موقع کی تاڑ میں تھا، فوراً انسانی شکل میں سامنے آیا اور اس نے ایک پرندے کو پکڑ کر اس کا سر ایک پتھر پر رکھا دوسرے پتھر سے اس کا سر کچل دیا، جس سے وہ پرندہ مر گیا، قابیل یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا بھائی سویا ہوا ہے تو اس نے ایک پتھر لیا ہابیل کے سر پہ دے مارا اور ہابیل کو قتل کردیا۔ قابیل اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد بہت شرمندہ ہوا۔ بھائی کی نعش کو ٹھکانے لگانے کی کوئی تدبیر سمجھ نہ آئی۔

تقریباً ایک سال اس کی نعش اپنی گردن پر اٹھا کر پھرتا رہا۔ ایک کوّے نے اسے زمین میں دفن کرنے کا عملی نمونہ دکھایا تو اس نے ہابیل کو زمین میں دفن کردیا۔ قابیل کی رنگت سیاہ ہوگئی اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دونوں ناراض ہوگئے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا بھائی کہاں ہے؟ گستاخانہ انداز میں جواب دیا کہ کیا میں اس کا نگران ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس نے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ایک سو سال تک بیٹے کے غم کی وجہ سے ہنسے نہ مسکرائے۔ قابیل نے جس مقصد کے لئے یہ کام کیا تھا اس میں وہ ناکام رہا اور قیامت تک ظلم سے قتل ہونے والوں کا سارا گناہ اپنے ذمہ لے لیا۔ قابیل حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ رہا، گناہوں میں اور غلط کاموں میں دن رات مصروف رہا۔ اپنی آخرت کو برباد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب طوفان نوح آیا تو غرق ہو گیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس شخص کو ظلماً قتل کیا جائے گا اس کے قتل کا گناہ قابیل کے ذمہ پر ہوگا۔ آسمانوں میں سب سے پہلے ابلیس نے حسد کیا تھا اس لئے مردود ہو گیا اور زمین پر سب سے پہلے قابیل نے حسد کیا اور خائب و خاسر ہوا، ذلیل و رسوا ہوا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حسد سے ہمیں محفوظ رکھے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## نیک کے ساتھ نیکی کرو برے کیلئے اس کی برائی ہی کافی ہے:

حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نیک آدمی تھا جو ہر روز بادشاہ کے دربار میں کھڑے ہو کر کہتا تھا کہ نیک کے ساتھ نیکی کرو بدعمل کے لئے تو بدعملی ہی کافی ہے۔ اسے اس کے کردار پر ہی چھوڑ دو، چنانچہ اسی وجہ سے بادشاہ اس شخص کو پسند کرتا تھا۔ اس کی تعریف کرتا تھا۔ ایک شخص اس نیک آدمی سے حسد کرنے لگا۔ بادشاہ سے کہا وہ شخص کہتا ہے بادشاہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے حسد کرنے والے سے پوچھا تیرے پاس دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا جب تو اسے

اپنے پاس بلائے گا تو دیکھے گا کہ اس نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھا ہو گا تا کہ بدبو سے محفوظ رہے۔ پھر وہ حاسد اس نیک آدمی کے پاس گیا، اس کو ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن تھا پھر جب بادشاہ نے اس نیک آدمی کو بلایا تو اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا، تا کہ لہسن کی بو بادشاہ کو نہ پہنچے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے اس حاسد کی بات پر پختہ یقین کر لیا۔ بادشاہ کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے قلم سے انعام کا فرمان لکھتا تھا اور کوئی چیز نہ لکھتا تھا، لیکن خلاف عادت ایک عامل کو لکھا کہ جب یہ حامل فرمان تیرے پاس پہنچے تو اس کا سر کاٹ دو اور اس کی کھال میں بھس بھر کر میرے پاس بھیج دو۔ بادشاہ نے یہ حکم لکھ کر لفافہ بند کر کے اس نیک آدمی کے حوالے کیا۔

جب وہ نیک آدمی بادشاہ سے رخصت ہو کر باہر نکلا تو حاسد نے اس کو دیکھ لیا اور پوچھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ فرمان خلعت، انعام واکرام ہے۔ حاسد نے لالچ میں آ کر کہا یہ لفافہ مجھے دے دو۔ اس نے لفافہ اسے دے دیا۔ وہ حاسد یہ لفافہ لے کر عامل کے پاس آیا۔ عامل نے کہا اس میں لکھا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں اور تمہاری کھال میں بھس بھر کر بھیج دوں۔

حاسد نے کہا یہ حکم تو دوسرے آدمی کے لئے لکھا گیا ہے تم بادشاہ سے دریافت کر لو۔ عامل نے جواب دیا ہم بادشاہ کے فرمان کو دوبارہ نہیں پوچھا کرتے۔ عامل نے حاسد کو قتل کر دیا۔ ادھر دوسرے دن وہ نیک آدمی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور وہی الفاظ دہرائے۔ بادشاہ اس کے زندہ رہنے پر حیران ہوا اور پوچھا اس لفافے کو تو نے کیا کیا؟ اس نے جواب دیا وہ تو فلاں آدمی نے مجھ سے لے لیا تھا۔ بادشاہ نے کہا وہ کہتا تھا کہ تو میرے حق میں کہتا ہے کہ میرے منہ سے بدبو آتی ہے۔ نیک آدمی نے کہا میں نے ایسا نہیں کہا۔ بادشاہ

نے کہا پھر بات کرتے ہوئے تو نے منہ اور ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا۔ اس نے عرض کیا، اس حاسد نے کھانے میں مجھے لہسن کھلا دیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا کہ بادشاہ کو بدبو نہ آئے۔ بادشاہ نے کہا تو ہر دن یہی کہتا ہے کہ بدکردار اور بدعمل کے لئے اس کا عمل ہی کافی ہے تو اس بدکردار کو واقع میں اس کی بدکرداری کافی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسد کی بیماری سے محفوظ رکھے۔ اپنے مسلمان بھائیوں سے بھلائی خیر خواہی نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (احیاء العلوم)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سائے میں دیکھا:

جناب موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے ایک شخص کو عرش اعظم کے سایہ کے نیچے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے مرتبہ اور مقام پر رشک کیا اور فرمایا اللہ کریم کی بارگاہ میں اس کا کتنا مرتبہ اور مقام ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یہ کون شخص ہے اور اس کا کیا نام ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام تو نہ بتلایا لیکن فرمایا اس کے تین عمل تمہیں بتاتا ہوں۔

ایک تو اس نے کبھی کسی پر ...... حسد نہیں کیا۔
دوسرا اس نے کبھی ...... اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کی۔
تیسرا اس نے کبھی ...... چغل خوری نہیں کی۔ (کیمیائے سعادت)

جو مسلمان حسد سے بچتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

## جنتی شخص آنے والا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ ابھی جنتی شخص آنے والا

ہے۔ کچھ دیر کے بعد ایک انصاری شخص آ گیا، اس حال میں کہ لوٹا اس کے بائیں ہاتھ میں تھا اور وضو کا پانی داڑھی سے ٹپک رہا تھا۔ دوسرے دن بھی آپ نے یہی ارشاد فرمایا تب بھی وہی انصاری شخص آیا۔ یہاں تک کہ تین دن یہی سلسلہ جاری رہا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے معلوم کرنا چاہا کہ وہ کونسا نیک عمل کرتا ہے۔ اس کے پاس گئے اور کہا کہ میں اپنے والد سے ناراض ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تین راتیں تمہارے پاس رہوں۔ اس نے کہا بہت بہتر ہے۔

وہ پہلی رات دیکھتے رہے لیکن اس نے کوئی عمل ایسا نہ دیکھا سوائے اس کے کہ وہ جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے۔ اسی طرح تین راتیں گزر گئیں۔ آخر کار میں نے اسے کہا کہ میں اپنے والد سے ناراض نہیں ہوں لیکن سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے حق میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ اس لئے میری خواہش تھی کہ میں تیرے عمل سے واقف ہو جاؤں۔ تو اس نے کہا کہ ہاں یہی میرا عمل تھا جو تم نے دیکھ لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے چلا تو اس نے مجھے آواز دی اور کہا کہ ایک بات اور ہے جو میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے کبھی بھی کسی پر حسد نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی وجہ سے تجھے یہ مرتبہ اور مقام ملا ہے۔ (کیمیائے سعادت ص ۳۹۴)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی موت کو بہت زیادہ یاد کرے گا تو وہ نہ خوش ہوگا اور نہ کسی دوسرے انسان پر حسد کرے گا۔ (کیمیائے سعادت ۳۹۶)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# چوتھا خطبہ

## کرامات اولیاء

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَیَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی الْحِیْتَانِ فِی الْبَحْرِ (ابن ماجہ ج 1 حدیث نمبر 234)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک آسمان و زمین میں جو کوئی ہے یہاں تک کہ سمندر میں موجود مچھلیاں بھی عالم کیلئے بخشش طلب کرتی ہیں۔

# کراماتِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(پ ۱۱ ع ۱۲ سورۂ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں اولیاء کرام رحمہم اللہ کی عظمت اور شان بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ؕ

"سنو اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو ایمان لائے اور ہمیشہ متقی رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حُبِ درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

اندازہ کون کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

## ولی کا معنی:

حضراتِ محترم! ولی کی جمع اولیاء ہے اور ولی کا معنی قرب اور نزدیکی ہے اور دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔

(پ ٦ ع ١٢ سورۃ المائدہ آیت ٥٥)

''تمہارے دوست نہیں، مگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔''

اس آیت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ مومنوں کا دوست اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ۔ (سورۃ الاعراف آیت ١٩٦)

''اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ولی کو دوست رکھتا ہے یعنی ولی اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔ ہر ایک کا کوئی نہ کوئی دوست ہوتا، لیکن ہر ایک کے دوست کو ولی نہیں کہتے ولی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۝

(پ ٢٥ سورۃ الزخرف آیت ٦٧)

”گہرے دوست، اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار، قیامت کے دن صرف اللہ والوں کی دوستی کام آئے گی۔“

اس لئے اولیاء کرام رحمہم اللہ سے دوستی رکھنی چاہئے اور ان سے محبت کرنی چاہئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”جس کسی نے میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کی اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اور میرا بندہ جس چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل کرنا چاہے اس پر ہر چیز سے مجھے محبوب وہ چیز ہے جو میں نے بندے پر فرض کی ہے اور میرا بندہ جب نفلی عبادت کر کے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب میرا بندہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جن کے ساتھ وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے پھر وہ بندہ اگر مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ پناہ مانگے تو میں ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔“

(مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

اللہ تعالیٰ تو جسم سے پاک ہے تو پھر حدیث کا کیا مطلب ہوا، امام

فخرالدین رازی فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور اللہ کے ولی کے کان میں ہاتھ میں آنکھ میں سرایت کرتا ہے تو وہ ولی اس نور کی طاقت سے قریب سے بھی سن لیتا ہے اور دور سے بھی سن لیتا ہے۔ وہ ولی قریب سے بھی دیکھ لیتا ہے اور دور سے بھی دیکھ لیتا ہے وہ ولی اس نور کی طاقت سے مشکلات میں بھی تصرف کر لیتا ہے اور آسانیوں میں بھی۔ کرامت اولیاء برحق ہے اور قرآن کریم سے ثابت ہے۔

## آصف بن برخیاؒ کی کرامت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا عظیم الشان واقعہ بیان فرمایا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار لگا ہوا ہے۔ جنات بھی ہیں انسان بھی ہیں۔ ادھر شہزادی بلقیس ملکہ سبا

اپنی فوج

وزیروں

گورنروں

سمیت ملک یمن سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو چکی ہے اور چند لمحوں کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہونے والی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام درباریوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہے کوئی جو شہزادی بلقیس کے آنے سے پہلے اس کا تخت حاضر کر دے؟

قرآن کریم میں آتا ہے:

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ (پ۱۹ سورۃ نمل آیت ۳۹)

''جنوں کے بادشاہ نے کہا''

جس پر سارے جن ناز کرتے تھے۔ وہ کھڑا ہوا جو لوگ جنوں کا انکار کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں یہ کون تھا۔ تم غلط ہو سکتے ہو قرآن کریم کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ تخت ملک یمن میں ہزاروں میلوں کے فاصلے پر چالیس مربع گز کا تخت سونے اور چاندی سے بنا ہوا ہے۔

ہیرے اور جواہرات سے مزین

ایک کمرے میں ...... دوسرا کمرہ

دوسرے کمرے میں ...... تیسرا کمرہ

تیسرے کمرے میں ...... چوتھا کمرہ

چوتھے کمرے میں ...... پانچواں کمرہ

پانچویں کمرے میں ...... چھٹا کمرہ

چھٹے کمرے میں ...... ساتواں کمرہ

اور ہر کمرے کو تالا لگا ہوا ہے

اور دروازے پر مسلح پہرہ لگا ہوا ہے

اتنا سخت حفاظتی انتظام ہے

کئی من وزنی تخت ہے

ہزاروں میلوں سے اسے لانا ہے

اگر تخت آ سکتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو کہا ہے اگر تخت آ ہی نہیں سکتا تھا تو کہنے کا فائدہ کیا؟

نبی کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی

کوئی فیصلہ غلط نہیں ہوتا

دنیا کو بتانا مقصود ہے۔ میرے درباریوں کی طاقت دیکھو اور پھر بتانا مقصود ہے۔ جن کی طاقت کتنی ہے اور خدا کے بندے کی طاقت کتنی ہے۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا!

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ

''میں اس تخت کو لاتا ہوں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وقت کتنا لگے گا...... جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی......

قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ۔

''میں آپ کی عدالت برخاست ہونے سے پہلے تخت حاضر کر دوں گا۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس سے پہلے چاہیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اور کوئی ہے جو شہزادی بلقیس کے تخت کو حاضر کر دے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ۔

''اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔''

یعنی زبور کا علم جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے ہے کوئی جو بلقیس کا تخت حاضر کر دے تو وہ شخص بولا وہ اللہ کریم کا ولی تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا مرد مومن، حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتی اور درباری حضرت آصف بن برخیا،

عمر ستر سال ہے

نورانی چہرہ ہے

سفید داڑھی ہے

آنکھیں پرنم ہیں

اللہ تعالیٰ کے خوف کا غلبہ ہے

لرزتے ہوئے کھڑے ہوئے

تمام جنوں کی نظر پڑی یہ باباجی کیوں کھڑے ہوئے ہیں۔

حضرت آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے مؤدب کھڑے ہیں۔عرض کرتے ہیں کہ میں اس تخت کو لانے کی کوشش کروں۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کتنی دیر لگاؤ گے۔آصف بن برخیا عرض کرتے ہیں!

قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ۔

''آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاؤں گا۔''

ایسی نظر ڈالی سارے تالے ٹوٹ گئے۔دروازے کھل گئے اور آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت حاضر ہو گیا۔ادھر آواز آئی شہزادی بلقیس حاضر ہو رہی ہے۔ادھر آواز آئی تخت حاضر ہو گیا ہے۔جنوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔جنوں کا غرور ٹوٹ گیا۔اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے کی طاقت بہت زیادہ ہے۔جس کے پاس زبور کا علم ہے اس کی اتنی طاقت ہے جس کے پاس قرآن مجید کا علم ہو اس کی طاقت کیا ہو گی۔

اگر کوئی کام عادت کے خلاف نبی سے صادر ہو تو وہ معجزہ ہے۔اگر عادت کے خلاف کوئی کام مرد مومن سے ہو وہ کرامت ہے۔اگر عادت کے خلاف کوئی کام کافر سے صادر ہو وہ استدراج ہے لیکن نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت ہو اس میں خدا کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔سب کچھ خدا کی قدرت سے ہوتا ہے۔

## حضرت مریم علیہا السلام اور جنتی پھل:

قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کا عظیم الشان واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(پ ۳ ع ۱۲ سورۃ آل عمران آیت ۳۷)

''جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا عبادت گاہ میں موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں کہا اے مریم کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ رزق مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔''

حضرت مریم علیہا السلام کمرے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں حضرت زکریا علیہ السلام کیونکہ ان کی سرپرست تھے۔ اس لئے اکثر ان کی خبر گیری کے لئے ان کے ہاں کمرے میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام جاتے تو حضرت مریم علیہا السلام کے پاس طرح طرح کے پھل رکھے پاتے۔ گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر کافی ہو چکی تھی، لیکن اولاد نہ تھی حضرت مریم علیہا السلام کے شب و روز بڑے اخلاص سے محو عبادت رہنے کے باعث حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں

بھی اولاد کی آرزو بیدار ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے میرے رب! اگرچہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہو چکی ہے اولاد پیدا ہونے کا عام وقت گزر چکا ہے۔

لیکن تو وہ کریم ہے اور وہ قادر ہے جو اس بند تالے لگے ہوئے کمرے میں حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم پھل دے سکتا ہے تو مجھے اس عمر میں اولاد بھی عطا فرما سکتا ہے مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما دے۔

دعا قبول ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی خوشخبری دے دی۔

اس واقعہ میں ایک تو حضرت مریم کی کرامت معلوم ہوئی کہ ان کے پاس بے موسم پھل آتے تھے اور کمرہ بھی مقفل ہوتا تھا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مبارک مکان میں اور مبارک وقت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بندے کے پاس کھڑے ہو کر جو دعا کی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے منظور فرماتا ہے۔

## اصحاب کہف پر رحمت الٰہی:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۝ (پ ۱۵ ع ۱۳ سورۃ الکہف آیت ۹)

"کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری ان نشانیوں میں سے ہیں جو تعجب خیز ہیں۔"

اصحاب کہف پہلی امت کے وہ اولیاء اللہ تھے جو اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی رضا کے لئے دشمنان دین کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے اپنے گھروں سے ہجرت کر گئے اور ایک غار میں پناہ حاصل کر لی اور غار میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا○

(پ۱۵ ع ۱۳ سورۃ الکہف آیت ۱۰)

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بارگاہ سے خصوصی رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں راہ یابی (کے اسباب) مہیا فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ان پر نیند طاری کر دی۔ ان اصحاب کہف کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ انہوں نے اسے بھگانے کی کوشش کی لیکن اس کتے نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ جب وہ غار میں جا کر سو گئے تو کتا بھی پاسبانی کے لئے غار کے دہانے پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط

''اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو ان کی دہلیز پر۔''

اصحاب کہف غار میں ۳۰۹ سال تک آرام فرماتے رہے۔ کھانے پینے سے بالکل بے نیاز اور سورج اپنا راستہ بدلتا رہا، تاکہ ان کے جسم موسمی تبدیلی سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کے لئے سورج کے طلوع اور غروب کے اصول تک بدل دیئے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ۔

''اور آپ دیکھتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس کشادہ میدان

میں (لیٹے) ہیں۔" (پ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۱۷)

اصحاب کہف سوئے رہے اور مشاہدہ حق میں محو رہے اور اس حال میں صدیاں گزر گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کو نیند سے بیدار کر دیا۔ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ انہیں محسوس ہوا کہ وہ آج معمول سے کچھ زیادہ ہی سوئے ہیں، لیکن یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ انہیں یہاں غار میں صدیاں گزر گئیں ہیں۔

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

اصحاب کہف ایک دوسرے سے پوچھنے لگے وہ کتنی دیر سوئے ہیں، جاگنے کے ساتھ بشری تقاضے بھی جاگ اٹھے۔ بھوک نے تنگ کرنا شروع کر دیا، انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو جس کا نام یملیخاہ تھا شہر کی طرف بھیجا کہ کھانا خرید کر لائے۔

جب وہ غار سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہوا تو حیران تھا کہ آٹھ پہر میں کیا انقلاب آ گیا ہے۔ کل جب چھوڑ کر گئے تھے تو اس شہر کا کیا حال تھا اور آج کیا ہے۔ ایک نانبائی کی دکان پر گئے کھانا دینے کے لئے کہا اس نے کھانا دیا۔ یملیخاہ نے پرانا سکہ جو یہاں سے جاتے ہوئے وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس کو دیا، دکاندار اس پرانے سکے کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ معاملہ نے طول پکڑا اور گرد کے دکاندار بھی اکٹھے ہو گئے۔ یملیخاہ پر الزام لگایا گیا کہ اسے پرانا شاہی خزانہ ہاتھ آیا ہے۔ معاملہ حاکم شہر تک پہنچا۔ یہاں آ کر حقیقت حال سے پردہ اٹھا۔ انہیں پتہ چلا کہ یہ ان نوجوانوں میں سے ایک ہے جو بادشاہ کے مظالم سے بھاگ کر ایک غار میں چلے گئے تھے۔ لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی ان کی زیارت کے لئے غار تک

گئے۔ جب اصحاب کہف نے ایک جم غفیر کو غار کی طرف آتے دیکھا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ ہمارا ساتھی پکڑا گیا ہے۔ لوگ انہیں گرفتار کرنے آرہے ہیں۔ جب لوگ حاکم شہر کی قیادت میں وہاں پہنچے تب اصحاب کہف کو معلوم ہوا کہ انہیں یہاں ٹھہرے صدیاں گزر چکی ہیں اور اب حالات بدل چکے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت فرمائی۔ ان اللہ والوں پر غار میں صدیاں بیت گئیں مگر جسمانی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ جب اولیاء کی یہ شان ہے تو انبیاء کا مقام کیا ہوگا۔

## تین بچوں نے پنگھوڑے میں کلام کیا ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے خلاف زبان درازی کی اور الزام لگایا کہ تو بدکار عورت ہے تیرے والدین نیک تھے بتا تو نے یہ بچہ کہاں سے لیا جب کہ تیری شادی نہیں ہوئی...... فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ...... حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا! میرے اس بچے سے پوچھ لو۔ یہودیوں نے کہا ہم بچے سے کیسے بات کریں جو کہ ابھی پنگھوڑے میں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں بول اٹھے:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ

"میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں"

اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۰)

"اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔"

دوسرے جریج کی گواہی دینے والے بچے نے جھولے میں کلام کیا ہے۔

جُریج بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار آدمی تھا۔ اپنی عبادت گاہ میں ہر وقت تسبیح و تہلیل کرتا اور عبادت میں مشغول رہتا۔ ایک مرتبہ جریج نماز میں مشغول تھے ان کی والدہ نے آکر جریج کو آواز دی، لیکن جریج نماز میں مشغول رہے۔ دوسرے دن والدہ آئی اس وقت بھی نماز میں مشغول تھے آواز دی، لیکن یہ نماز میں مشغول رہے۔ تیسرے دن پھر والدہ نے آکر آواز دی، لیکن جریج نماز میں مشغول تھے، نماز پڑھتے رہے۔ والدہ کو کوئی جواب نہ دیا، والدہ کو غصہ آ گیا اور بد دعا کی اے اللہ! میرے اس بیٹے کو موت نہ آئے، جب تک بدکار عورت کا فتنہ نہ دیکھ لے۔ دعا فوراً قبول ہوگئی۔ ماں کی بد دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہاں ایک بدکار عورت تھی۔ اس نے کہہ دیا میں جریج کو ورغلاؤں گی۔ یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ بدکاری کرے اور زنا کرے وہ زانیہ فاحشہ عورت جریج کے پاس آئی، لیکن ہزار کوشش کے باوجود جریج پر قابو نہ پاسکی۔ قریب ہی ایک چرواہا تھا۔ اس عورت نے اسے ورغلایا اور اس سے زنا کروایا۔ فاحشہ عورت کو حمل ٹھہر گیا۔ پھر بچہ پیدا ہوا تو اس بے حیا بدکار عورت نے الزام لگایا کہ میرا بچہ جریج کا ہے۔ لوگ غصے میں پیچ وتاب کھاتے ہوئے آئے اور انہوں نے جریج کا عبادت خانہ تباہ کر دیا اور اسے گالیاں دیں۔ جریج نے نماز پڑھی اور دعا کی اور پھر اس بچے کے پیٹ پر انگلی رکھ کر پوچھا، بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا میرا باپ چرواہا ہے۔

یہ بات سن کر ساری قوم اپنے کئے پر شرمندہ ہوئی اور کہا اے جریج! ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں لیکن جریج نے کہا نہیں مجھے میرا عبادت خانہ مٹی ہی کا بنا دو، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ولی کہ اللہ تعالیٰ اس پر تکلیف کے وقت رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ دشمنوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

تیسرا بچہ جھولے میں گفتگو کرنے والا۔ ایک عورت اپنے معصوم بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ ایک خوبصورت حسین وجمیل اور گھونگھریالے بالوں والا نوجوان قریب سے گزرا اس عورت نے اس حسین وجمیل نوجوان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

اے اللہ! میرے اس بیٹے کو اس نوجوان جیسا بنا دے۔ ماں کی دعا سن کر بچے نے اسی وقت جواب دیا۔

اے اللہ! مجھے اس نوجوان جیسا نہ بنانا۔ پھر اس عورت کے قریب سے ایک عورت گزری جس کے متعلق شہر میں یہ مشہور تھا کہ وہ چوری کرنے والی ہے اور بدکار ہے زانیہ ہے عورت نے کہا میرے اس بچے کو اس عورت کی مثل نہ بنانا۔

اس بچے نے کہا اے اللہ! مجھے اس عورت کی مثل بنا دینا۔ اس کی ماں نے اپنے دودھ پیتے بچے سے اس کا سبب پوچھا تو بچے نے جواب دیا کہ وہ خوبصورت نوجوان ظالم و جابر تھا اس لئے میں نے اس کی مثل بننا پسند نہ کیا اور وہ عورت جس کے متعلق مشہور ہے کہ زانیہ بدکار چوری کرنے والی ہے جھوٹ ہے غلط ہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی ہے۔ اس لئے میں نے اس جیسا بننا پسند کیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۰)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے ۱۰۰ سال پہلے سب کچھ بتا دیا۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور مریدین بھی ساتھ تھے کہ اچانک آپ نے کچھ سونگھنا اور لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیے۔ مریدوں نے عرض کیا خواجہ صاحب! آپ کیا سونگھ رہے ہیں؟

ہمیں تو کوئی خوشبو محسوس نہیں ہو رہی۔ آپ نے فرمایا! یہ بستی جس کا نام خرقان ہے یہاں اتنے سال کے بعد ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا جس کی کمند آسمانوں پر ہوگی وہ میرے سلسلہ میں ہوگا اور میری قبر سے فیض حاصل کرے گا۔

مریدوں نے اس ہستی کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا نام ابوالحسن ہے۔ وہ اس بستی خرقان میں پیدا ہوگا اور اتنے سال بعد پیدا ہوگا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا حلیہ، رنگ اور ڈھنگ بیان کر دیا۔ یہ سن کر مریدوں نے وہ مقرر کی ہوئی تاریخ لکھ لی۔ اور پھر اسی تاریخ کو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ خرقان کی بستی میں پیدا ہوئے۔ (حالات مشائخ نقشبند)

## شیر ربانی اور گمشدہ لڑکا:

ہندوستان کانپور کا ایک بہت بڑا تاجر تھا جس کا ایک ہی بیٹا تھا وہ ناراض ہو کر کہیں چلا گیا۔ باپ نے جگہ جگہ تلاش کیا، لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پریشانی کے عالم میں پھرتے پھرتے امرتسر پہنچا وہاں ایک اپنے قریبی رشتہ دار کو ملا، اسے اپنی پریشانی بیان کی۔ اس نے کہا آپ شرق پور میاں شیر محمد صاحب کی خدمت اقدس میں حاضری دیں اور عرض کریں۔

وہ کانپور کا تاجر امرتسر سے روانہ ہو کر لاہور آیا اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دی اور حاضری کے دوران اس پر گریہ زاری کا غلبہ ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اتفاق سے میاں شیر محمد شرق پوری بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ تاجر سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے روتے ہوئے اپنے پیارے بیٹے کی گمشدگی کا حال سنایا۔ آپ نے پوچھا اب کہاں کا ارادہ ہے؟ اس تاجر نے کہا شرق پور میں میاں شیر محمد صاحب ہیں ان کی خدمت میں جانا ہے۔ یہ

سن کر میاں صاحب نے فرمایا اس کے پاس نہ جانا وہ تو ٹھگ ہے۔ وہ سن کر حیران ہو گیا لیکن سوچا ہو سکتا ہے کہ یہ شخص جو ان کو ٹھگ کہہ رہا ہے۔ یہ ان کا کوئی مخالف ہو گا۔ شرق پور شریف پہنچا اور میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جو ٹھگ کہہ رہا تھا۔ ابھی کچھ بولا نہ تھا کہ آپ نے جلال میں آ کر فرمایا آ گئے ہو، باز نہیں آئے۔ میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا۔ یہ باتیں سن کر اس تاجر نے رونا شروع کر دیا حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دی اور ارشاد فرمایا! کھانا کھاؤ اللہ کریم کرم فرمائے گا۔ خادم سے فرمایا ان کو کھانا لا کر کھلاؤ۔

جب وہ کھانا کھا چکا تو حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ سب چل کر مسجد میں نماز ادا کریں اور اس تاجر کو بھی فرمایا نماز پڑھ کر آئیں، لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا جب آپ نماز پڑھ کر واپس آئیں تو بیٹھک کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ جائیں۔ ادھر خادم سے فرمایا کہ ان کو بیٹھنے دیں مگر کسی اور کو اندر نہ جانے دیں۔ وہ تاجر جب نماز ادا کر کے آیا اور کنڈی کھول کر بیٹھک کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ وہ گمشدہ بیٹا اندر بیٹھا ہے۔ وہ باپ کو دیکھ کر حیران ہو گیا تو باپ بیٹے کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ بیٹے نے پوچھا ابا جی ہم کہاں ہیں؟ باپ نے کہا ہم ایک ولی اللہ کے دربار میں حاضر ہیں۔ یہ شرق پور شریف ہے۔ باپ نے پوچھا بیٹا تو کہاں تھا؟ بیٹے نے کہا ابا جی! میں کلکتہ میں ایک دکان پر بیٹھا تھا، اچانک اونگھ آئی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میں یہاں موجود ہوں۔

اتنے میں میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا "بیٹا باپ کو مل گیا نا" باپ نے چاہا کہ میاں صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرے مگر میاں صاحب نے منع فرما دیا اور فرمایا تم دونوں اسی وقت گھر واپس چلے جاؤ اور

کسی کو یہ راز مت بتانا۔ (تذکرہ اولیاء نقشبند)

اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتی آصف بن برخیا آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت لاسکتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کا غلام بطریق اولی گمشدہ بیٹا باپ کو ملا سکتا ہے۔

## حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

ایک دن حضرت ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ سفر کرتے ہوئے اس جگہ سے گزرے جہاں پر صرف کفار ہی کفار بستے تھے اور ان لوگوں کا شیوہ یہ تھا کہ اگر کوئی مسلمان اس طرف سے گزرتا اس پر ظلم وستم کرتے اور اسے زندہ جلا دیتے۔ اس خوف سے اگر کسی مسلمان کو اس طرف سے جانا بھی ہوتا تو وہ اپنے آپ کو مومن نہ کہتا اور کافروں کا لباس پہن کر اس طرف سے گزرتا۔ جیسے ہی حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو کفار نے دیکھا دوڑ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو؟ آپ نے فرمایا الحمدللہ! میں مسلمان ہوں۔ کفار نے کہا کہ ہم لوگ کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑتے اور اس کو آگ میں ڈال کر جلا دیتے ہیں۔ اگر کوئی واقعی مسلمان ہے تو اسے آگ نہیں جلائے گی اور پھر ہم لوگ اسی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بے شک! اگر کوئی مسلمان سچے دل سے کلمہ شریف...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ...... پڑھ لے آگ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔

پس کافروں نے آگ جلائی اور حضرت صاحب کو اس میں ڈال دیا۔ آپ نے آگ میں جاتے ہی مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی وہ آگ اسی وقت ٹھنڈی ہوگئی کافر دیکھ کر حیران ہو گئے اور سب اس کرامت کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ ان کی تعداد دس ہزار تھی ان میں سے ۱۰۰ آدمی آپ کی خدمت میں رہ کر کامل ولی بن گئے۔ (تذکرہ خواجگاں چشت)

## حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف والے:

چورہ شریف میں کافی عرصہ سے بارش نہیں ہو رہی تھی۔ خواجہ فقیر محمد کے مریدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی بارش کی دعا فرمائیں۔ فرمایا آج ہی ظہر کی نماز کے بعد بارش ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا بارش خوب برسی لوگوں کو سکون اور اطمینان حاصل ہوا۔ مریدین کے دل کرامت کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے۔

## وڈے میاں صاحب نے حافظ قرآن بنا دیا:

حافظ محمد اسمٰعیل المعروف وڈے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مزار مغل پورہ لاہور میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور بچوں کو قرآن پاک بھی حفظ کراتے تھے۔ ایک شخص تھا جس کی شادی ایک ایسی لڑکی سے ہوئی جو کہ قرآن کریم کی حافظہ تھی مگر یہ شخص ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھا ہوا تھا۔ بیوی نے کہہ دیا پہلے قرآن حفظ کر کے آؤ پھر میرے پاس آنا، بڑا پریشان ہوا حضرت حافظ محمد اسمٰعیل وڈے میاں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال بیان کیا۔

آپ نے فرمایا پڑھنا شروع کر دو ہم جلدی تمہیں قرآن کریم یاد کرا دیں گے لیکن وہ نہ مانا اور عرض کرتا رہا، اتنا صبر نہیں ہو سکتا، آپ کو اس کی عاجزی پر رحم آ گیا اور فرمایا کل فجر کی نماز میرے پیچھے پڑھو اور صف میں دائیں جانب کھڑے ہونا۔ وہ فجر کی نماز میں دائیں طرف، کھڑا ہو گیا تو جب آپ نے نماز کا سلام دائیں طرف پھیرا تو دائیں طرف والے سارے کے سارے حافظ قرآن بن گئے اور بائیں طرف سلام پھیرا تو سارے کے سارے ان پڑھ ناظرہ خواں ہو گئے۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی)

## حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

ایک دن شیخ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے ہاں چند جو کی روٹیاں موجود تھیں جو بیوی نے پکائی تھیں۔ آپ نے بیوی سے ارشاد فرمایا کہ ان روٹیوں پر چادر ڈال دو اور جتنی چاہو روٹیاں نکالتی جاؤ۔ بیوی نے ایسا ہی کیا لوگوں کا بہت بڑا مجمع ہوگیا۔ خادم روٹیاں لا رہا تھا۔ مگر وہ اسی طرح باقی تھیں کہ اتنے میں بیوی نے چادر اٹھا دی تو کوئی روٹی باقی نہ رہی خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے بیوی سے کہا کہ تو نے غلطی کی اگر تو چادر نہ اٹھاتی تو قیامت تک اسی طرح اس کے نیچے سے روٹیاں نکلتی رہتیں۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۳)

## حضرت ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھ کر کفار مسلمان ہوگئے:

ایک دن حضرت ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۷۹ آدمیوں کے ہمراہ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے وہاں پر کشتی موجود نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا آؤ ہم سب حلقہ بنا کر ذکر الٰہی کریں۔ ہم لوگوں کا کام ہوجائے گا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور دریائے دجلہ سے اس طرح پار ہوئے کہ کسی کا پیر تک پانی سے تر نہ ہوا۔ اس وقت وہاں پر چوبیس کافر موجود تھے جو سب کے سب مسلمان ہوگئے اور وہ سب بلا کشتی دریا پار کر گئے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو کر ولی کامل بن گئے۔

(تذکرہ خواجگان چشت ص ۹۳)

## حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور موسلا دھار بارش:

ایک جماعت نے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں قحط کی شکایت کی اور عرض کیا کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش بھیجے یہ سن کر آپ نے اپنا سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ جاؤ اپنے پرنالوں کو درست کرلو بارش آگئی

ہے۔اسی وقت بارش برسنا شروع ہوگئی۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۵)

## پانی پر چل کر دریا عبور کیا:

حضرت خواجہ مودود چشتی ؒ بلخ سے نکل کر جب بخارا کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ایک دریا تھا جس پر سے لوگ کشتی کے ذریعہ پار ہو رہے تھے۔ ملاح سب کے سب کرایہ لے کر پار کر رہے تھے۔ حضرت مودود چشتی ؒ کے ساتھ بہت سے فقراء اور صوفیاء تھے۔ یہ لوگ دیر تک کشتی کے انتظار میں کھڑے رہے۔ جب حضرت نے دیکھا کہ ملاح ان لوگوں کی طرف متوجہ نہیں ہے اور ان لوگوں کو کشتی میں سوار کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ تو پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے پیچھے آجائیں اور پلک مارنے میں یہ لوگ سلامتی کے ساتھ دریا کو پار کر گئے تمام لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور حضرت سے معافی کے طلب گار ہوئے۔

(تذکرہ خواجگان چشت ص ۱۲۰)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# پانچواں خطبہ

## فضیلت نماز

قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا كَانَ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ قَالَ لَا شَيْءَ قَالَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ تُذْهِبُ الذُّنُوْبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ

(ابن ماجہ ج 1 حدیث نمبر 1386)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بتاؤ تو سہی اگر تمہارے صحن کے قریب ایک جاری نہر ہو، وہ آدمی ہر روز اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو تو اس کی میل میں سے کوئی چیز رہ جائے گی؟ عرض کی: کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ فرمایا: نماز گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔

# فضیلت نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ○ (پ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

تمام حضرات بلند آواز سے درود پاک پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں نماز کی فضیلت بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ○

''اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔''

قرآن پاک میں دوسرے مقام پر آتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۳)

''بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۳)

''یہ کتاب پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں۔ اور جو ہم نے دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ○

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو (یعنی مسلمانوں کے ساتھ)۔''

(پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۳)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ○ (پ۲ ع ۱۵ سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۸)

''تمام نمازوں خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو اور
اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔''

## اسلام کی بنیاد:

سرکار مدینہ ﷺ نے نماز کی فضیلت اور اہمیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

☆...... پہلی چیز اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

☆...... دوسری چیز نماز قائم کرنا ہے۔

☆...... تیسری چیز زکوۃ دینا۔

☆...... چوتھی چیز حج کرنا۔

☆...... پانچویں چیز رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں میری امت پر فرض فرمائی تھیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے انہیں بتایا تو کہنے لگے اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا ان سے کچھ حصہ کم کر دیا گیا جب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا پانچ ہیں اور پچاس کے قائمقام ہیں کیونکہ ہمارے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا۔ انہوں نے کہا پھر اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ جائیں۔ میں نے جواب دیا مجھے تو اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس ہونے لگی ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث شریف میں آتا ہے شب معراج حضور ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں پھر آواز دی گئی اے محبوب! ہماری بات نہیں بدلتی آپ کیلئے ان پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب ہے۔ (ترمذی)

## کسی کے صحن میں نہر ہو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر تمہارے کسی کے صحن میں نہر ہو ہر روز وہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر میل رہ جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز گناہوں کو ایسے ہی دھو دیتی ہے جیسا کہ پانی میل کو دھوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

## نماز سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سردیوں کے موسم میں باہر تشریف لائے اور درختوں کے پتے جھڑتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا۔ پتے ان سے جھڑنے لگے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا جب مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

## گناہ گر جاتے ہیں:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک جس وقت بندہ کھڑا ہو کر نماز شروع

کرتا ہے تو گناہوں کو ساتھ لاتا ہے جو اس کے سر اور کندھوں پر رکھے جاتے ہیں جس وقت وہ رکوع اور سجود کرتا ہے وہ سارے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ عَلَمٌ وَ عَلَمُ الْإِيْمَانِ الصَّلٰوةُ (مُنْيَةُ الْمُصَلِّيْ)

''ہر چیز کی علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔''

## قیامت کے دن پہلا سوال نماز کا ہوگا:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَلٰوتُهٗ۔ (نسائی)

''قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ کا حساب نماز سے لیا جائے گا۔''

یعنی قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب لے گا تو سب سے پہلے نماز کا حساب لے گا کہ نماز تو نے پڑھی تھی یا نہیں۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

جب کسی انسان پر مصیبت آجائے یا کوئی تکلیف پریشانی آجائے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اس وقت نماز کی طرف متوجہ ہو۔ نماز پڑھنا شروع کردے۔ اللہ تعالیٰ نماز کی برکت سے پریشانی دور کردے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَنَهٗ اَمْرٌ فَزَعَ اِلَى

الصَّلٰوۃِ۔ (مشکوٰۃ)

”نبی مکرم ﷺ کو جب کوئی سخت کام پیش آتا کوئی تکلیف آتی تو آپ نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔“

تکلیف کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہونا گویا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام دکھ دور کردیتا ہے۔ جب آندھی آتی نبی مکرم ﷺ فوراً مسجد میں تشریف لے آتے۔ جب تک آندھی بند نہ ہوجاتی مسجد سے نہ نکلتے۔ اسی طرح جب سورج گرہن ہوجاتا یا چاند گرہن ہوجاتا آپ نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔

## بچہ سات سال کا ہوجائے:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہوجائیں تو مار کر پڑھاؤ۔ (ابوداؤد)

ماں باپ کی مار کونسی مار ہوتی ہے اگر بچہ نمازی بن گیا کل قیامت کے دن جہنم کی آگ سے تو بچ جائے گا جنتی بن جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ۔ (کنز العمال)

”میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

آپ اس سے اندازہ لگائیں نماز کتنا اہم رکن ہے دل کو کتنی حلاوت اور چاشنی ملتی ہے۔

## نماز میں خشوع اور خضوع:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلوٰتِهِمْ خٰشِعُوْنَ○

''بلاشبہ وہ مسلمان کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔'' (پ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۱۔۲)

نماز کی دو حالتیں ہیں ایک نماز کا ظاہر ہے اور دوسرا نماز کا باطن ہے۔

قیام

رکوع

سجود

یہ نماز کا ظاہر ہے اور جسم ہے، خشوع وخضوع، حضور قلب توجہ الی اللہ یہ نماز کا باطن ہے اور روح ہے۔ جس نماز کو مسلمانوں کے لئے کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے وہ نماز باخشوع ہے۔

## خشوع:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے کھڑا ہو۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔ نماز کو ادب اور سکون کے ساتھ پڑھے۔ ہر رکن کو اطمینان کے ساتھ ادا کرے۔ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔ انتہائی خلوص اور انکساری سے نماز ادا کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے وقت پر نمازیں پڑھیں اور ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور خشوع کے ساتھ اچھی طرح قیام رکوع اور سجدہ کیا تو اس کی نماز چمکدار ہو کر نکلتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے اور جس شخص نے وقت ٹال کر نمازیں پڑھیں اور نہ ان کے لئے اچھی طرح

وضو کیا نہ خشوع اور خضوع کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا تو اس کی نماز کالی کلوٹی ہو کر نکلتی ہے اور نمازی کو بددعا دیتی ہے۔ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے پھر نماز کالے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (طبرانی)

حدیث شریف سے معلوم ہوا نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھنی چاہئے بغیر خشوع کے نماز قبول نہیں ہے۔ قربان جائیں بزرگانِ دین کے۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا ڈرتا ہوں کہیں میری نماز میرے منہ پر نہ ماردی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے نماز صحیح پڑھتے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔ ہم نماز غلط پڑھتے ہیں پھر بھی نہیں ڈرتے۔ آج کل ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن جلدی جلدی بے اطمینانی کے ساتھ نہ قیام ٹھیک ہوتا ہے نہ رکوع، نہ سجدہ ٹھیک ہوتا ہے۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے رہے اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگ گیا اور لگا جلدی جلدی رکوع کرنے اور سجدے میں ٹھونگیں سی مارنے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس شخص کو دیکھتے ہو۔ اگر یہ ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو یہ دین محمدی پر نہیں مرے گا۔ یہ نماز میں ایسی ٹھونگیں مارتا ہے جیسے کوا خون میں جلدی جلدی چونچیں مارتا ہے۔

ہم نماز کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ اس کو شایان شان طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ اس طرح بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔

## ایک بہرے کا قصہ:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ ایک بہرا تھا۔ اس کا پڑوسی بیمار ہوگیا تو بہرے نے سوچا کہ پڑوسی کی بیمار پرسی کیلئے جانا چاہئے مگر کیا کروں میں بہرا ہوں اور وہ بیمار ہے۔ بیماری کی وجہ سے وہ کمزور آواز میں بولے گا اور میں سن نہ سکوں گا میں پوچھوں گا تو خدا جانے وہ کیا جواب دے گا۔ پھر اس نے دل میں خود ہی کچھ سوال و جواب گھڑ لئے اور سوچا کہ میں کچھ پوچھوں گا تو اس کے لب ہلیں گے تو میں خود ہی اپنی فراست سے، بطور قیاس سمجھ لوں گا کہ اس نے یہ بات کہی ہے چنانچہ اس نے پہلا سوال و جواب یہ سوچا کہ میں سب سے پہلے اس سے پوچھوں گا کہ تمہارا کیا حال ہے تو وہ ضرور کہے گا کہ میں اچھا ہوں۔ میں کہہ دوں گا الحمدللہ۔ پھر میں پوچھوں گا کہ علاج کس کا جاری ہے تو وہ اچھے طبیب کا ہی نام لے گا میں کہہ دوں گا بڑا اچھا طبیب ہے۔ اس کا علاج نہ چھوڑنا پھر میں پوچھوں گا غذا کیا ہے تو وہ کسی نرم غذا ہی کا ذکر کرے گا تو میں کہہ دوں گا بڑی اچھی غذا ہے اسی کا استعمال جاری رکھنا۔

چنانچہ وہ بہرا اس بیمار پڑوسی کے پاس پہنچا اور بیمار سے پوچھا کیا حال ہے۔ بیمار بولا ''مر رہا ہوں۔'' بہرا بولا ''الحمدللہ''۔ یہ سن کر بیمار کو بڑا غصہ آیا کہ یہ میرا دشمن کہاں سے آ گیا جو میری تکلیف پر الحمدللہ کہہ رہا ہے۔ بہرے نے پوچھا خوراک کیا ہے؟ بیمار بولا ''خوراک میری زہر ہے۔'' بہرا بولا بڑی اچھی غذا ہے۔ یہی کھایا کرو۔ اسے مت چھوڑنا۔ اب تو بیمار اور غصہ میں آ گیا۔ بہرے نے پھر پوچھا کہ طبیب کونسا ہے جو تمہارا علاج کرنے کیلئے آتا ہے۔ بیمار نے جواب دیا طبیب میرا ملک الموت ہے۔ بہرا بولا مبارک ہو یہ بڑا اچھا طبیب ہے اس کا علاج

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے

من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

خشوع اور خضوع حاصل کرنے کا طریقہ خود حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔

تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو یہ تصور قائم نہیں کر سکتا یہ تصور قائم کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری شریف)

سرکار مدینہ ﷺ کی اس تعلیم پر عمل کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء عظام رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت خشوع کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئی تھی۔

## عجیب بات بیان کریں:

ایک شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ حضور ﷺ کی کوئی عجیب بات بیان کریں۔ ام المومنین نے فرمایا حضور ﷺ کی کونسی بات عجیب نہ تھی۔ چنانچہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آرام فرمانے کیلئے لیٹ گئے اور پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ اور قیام میں رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینہ مبارک تک آ گئے۔ پھر رکوع کیا اور رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدے میں بھی روتے رہے۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی روتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر فجر کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس قدر روتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ!

نہ چھوڑنا۔

یہ کہہ کر بہرا اپنے خیال کے مطابق اپنا فرض پورا کر کے چلا آیا اور یہ سمجھا کہ بیمار کو میں خوش کر کے آیا ہوں۔ حالانکہ وہ اپنی جہالت سے بیمار کو ناخوش کر کے آیا تھا۔ اسی طرح جب غافل مسلمان آتا ہے تو نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہے مگر غلط سلط نماز پڑھ کر الٹا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے مسجد سے نکلتا ہے۔ اسی طرح اکثر نمازیوں کو نماز کے مسائل بھی نہیں آتے۔

لطیفہ:

کوئی صاحب نماز پڑھ رہے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد انہوں نے ''سجدہ سہو'' کیا۔ کسی نے پوچھ لیا کیوں صاحب نماز میں کیا بھول واقع ہوگئی تھی جو آپ کو ''سجدہ سہو'' کرنا پڑا تو وہ بولے بھولا تو کچھ بھی نہیں ہاں دوسری رکعت میں وضو ٹوٹ گیا تھا۔ اس لئے ''سجدہ سہو'' کرلیا ہے کیا مسئلہ نکالا ہے وضو ٹوٹ جائے تو ''سجدہ سہو'' کرلو۔

نمازی حضرات کو چاہئے کہ وہ نماز کے مسائل بھی یاد کریں اور نماز کو صحیح طریقے سے ادا کریں۔ بے وقت نماز پڑھنا غلط سلط پڑھنا، رکوع اور سجدہ صحیح نہ کرنا، اس طرح نماز قبول نہیں ہوتی۔

نماز کا چور:

اچھی طرح رکوع اور سجدہ نہ کرنے والے کو نماز کا چور کہا گیا ہے ایسے شخص کو نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہماری نماز روح سے خالی ہوتی ہے، ہمارا تو یہ ہے حال کہ

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے

من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

خشوع اور خضوع حاصل کرنے کا طریقہ خود حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو یہ تصور قائم نہیں کر سکتا یہ تصور قائم کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری شریف)

سرکار مدینہ ﷺ کی اس تعلیم پر عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء عظام رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت خشوع کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئی تھی۔

## عجیب بات بیان کریں:

ایک شخص نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ حضور ﷺ کی کوئی عجیب بات بیان کریں۔ اُمّ المومنین نے فرمایا حضور ﷺ کی کونسی بات عجیب نہ تھی، چنانچہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آرام فرمانے کیلئے لیٹ گئے اور پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو میں اپنے ربّ کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ اور قیام میں رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینہ مبارک تک آ گئے۔ پھر رکوع کیا اور رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے، پھر سجدے میں بھی روتے رہے، اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی روتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر فجر کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر روتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ!

میں اپنے رب کی عبادت کر کے کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔(بخاری)

## ایک صحابی کی نماز:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت تھا۔ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوروں کے پکنے کا زمانہ تھا۔ پھلوں کی کثرت سے شگوفے جھکے پڑے تھے۔ باغ کے مالک کی نظر شگوفوں پر جا پڑی۔ دیکھنے میں بہت اچھے معلوم ہو رہے تھے۔ وہ دیر تک شگوفوں کو دیکھتے ہی رہے اور ان کو یاد ہی نہ رہا کہ وہ نماز میں ہیں۔ نماز کا خیال آیا تو یہ یاد نہ رہا کہ کونسی رکعت ہے۔ اس غفلت کا ایسا صدمہ ہوا کہ آپ نے یہ طے کر لیا کہ اب اس باغ کو اپنے پاس نہ رکھوں گا۔ اس کی خوشنمائی نے مجھے نماز سے غافل کر دیا، چنانچہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں اپنا باغ فی سبیل اللہ پیش کرتا ہوں۔ آپ اسے جس طرح چاہیں کام میں لائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو پچاس ہزار درہم میں فروخت کر کے اس کی قیمت دین کی اشاعت پر خرچ کر دی۔ (مؤطا امام مالک)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے قدردان تھے۔ پورے خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے تھے اگر کسی وقت نماز میں غفلت ہو جاتی تو اس کا ازالہ کرتے تھے لیکن آج کل ہم صحیح طریقے سے نماز ادا نہیں کرتے۔

خشوع کا خیال نہیں رکھتے۔ اگر نماز کے آداب کا خیال نہ رکھا جائے تو نماز پھر بھی ہو جائے گی مگر ایسی جیسے کوئی آدمی زندہ ہو مگر اس کی آنکھ نکل گئی ہو۔ ناک، کان کٹے ہوئے ہوں تو خشوع اور حضور قلب شروع سے لے کر آخر تک نماز میں ہونا چاہئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کے ساتھ محبت دیکھیں، ذوق اور شوق دیکھیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے تو دیکھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں پست آواز سے قرأت کر رہے ہیں۔ آگے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلند آواز سے قرأت کر رہے ہیں دونوں حضرات جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں تمہاری آواز پست تھی۔ عرض کی میں جس خدا سے سرگوشی کر رہا تھا اس کے کان میں میری آواز پہنچ رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری آواز بہت بلند تھی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں سونے والوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ (ترمذی)

## ایک نابینا صحابی اور نماز:

حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ ان کا گھر مسجد نبوی سے بہت دور تھا۔ راستہ پُرخطر تھا کوئی راستہ بتانے والا نہ تھا کہ جوان کو مسجد تک پہنچا دے۔ اتنی مجبوریوں کے ہوتے ہوئے بھی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آ کر نماز پڑھتے تھے۔ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کا اندازہ لگائیں کہ انہیں نماز سے کتنی محبت تھی۔ نماز کیلئے کتنی مشقت اٹھاتے تھے۔ نماز کے لئے کتنی تکلیف اٹھاتے تھے۔

## حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے اور حافظ الحدیث تھے۔ نماز بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے۔ عبادت میں اتنا ذوق اور شوق رکھتے تھے کہ جس مسجد کے قریب سے گزرتے وہاں نماز ضرور پڑھتے تھے۔ حضرت ثابت بنانی صائم الدھر تھے۔ روزہ کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ رات دن میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔ حضرت ثابت نماز میں اس کثرت سے روتے کہ لوگ تعجب کرتے تھے کسی نے عرض

کیا کہ اس طرح تو آپ کی آنکھیں ضائع ہو جائیں گی۔ آپ نے فرمایا اگر ان آنکھوں سے رویا نہ جائے تو ان کا فائدہ ہی کیا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر کسی شخص کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہے تو مجھے بھی اس کی اجازت دے دی جائے۔

ابو سنان کا بیان ہے کہ بخدا میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ثابت بنانی کو دفن کیا تھا۔ دفن کے دوران قبر کی ایک اینٹ گر گئی۔ میں اسے اٹھانے کیلئے جھکا تو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی کو کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے کہا خاموش رہو۔ جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی تدفین ہو چکی تو میں نے ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے پوچھا کہ ثابت کون کون سے اعمال کیا کرتے تھے انہوں نے کہا آپ کیوں پوچھتے ہیں۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا وہ پچاس سال سے شب بیداری کر رہے تھے اور صبح کے وقت دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر قبر میں کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرمانا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے میرے والد کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ بزرگانِ دین کو نماز کے ساتھ ایک والہانہ عشق تھا۔

## حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور نماز:

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نمازِ فجر پڑھا رہے تھے۔ ایک مجوسی غلام اَبُولُؤلُؤ فیروز نے ۲۸ ذوالحجہ ۲۳ھ کو دوران نماز آپ پر قاتلانہ حملہ کیا اور چھ کاری زخم لگائے یہ قاتل پہلے ہی محراب میں چھپا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ قاتل نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ قاتل کو بھاگنے نہ

دیا قاتل نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حملہ کردیا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے۔ مسجد قربان گاہ بن گئی۔ زخمیوں کی تعداد تیرہ تھی جن میں سے سات کی شہادت ہوگئی۔ آخر جب قاتل اَبُولُؤلُؤ فیروز پکڑا گیا اسے یقین ہوگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چھوٹ کر میں مسجد سے بھاگ نہیں سکتا تو اس نے وہیں اپنے ہی خنجر سے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا، خودکشی کرلی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لایا گیا ہوش میں آئے تو سب سے پہلی بات یہ کی کہ "نماز کا وقت ہے" لوگوں نے کہا ہے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے قبلہ رُخ کردو۔ اور اسی حالت میں نماز ادا کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بھلا نماز کے بغیر آدمی کس کام کا ہے پھر آپ نے پوچھا میرا قاتل کون ہے۔ لوگوں نے مجوسی غلام کا نام لیا۔ فرمایا الحمدللہ! میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں ہے ورنہ میرے قتل کی وجہ سے کوئی مسلمان جہنم جاتا۔ (کنزالاعمال)

یہ ہیں نماز کے قدردان کہ جان جاتی ہے تو جائے لیکن نماز نہ جائے، لیکن آج کل ہمارا یہ حال ہے نماز جاتی ہے تو جائے لیکن ہمارا کام نہ رہ جائے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

## شیطان روتا ہے:

شیطان نماز پڑھنے والے کو دیکھ کر صدمے سے چوُر چوُر ہو جاتا ہے کہ افسوس نماز کی برکت سے یہ تو جنت میں چلا جائے گا اور میں جہنم میں جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب انسان سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے اور کہتا ہے افسوس! انسان کو سجدے کا حکم ہوا۔ اس نے سجدہ کرلیا اور اس کو جنت ملی۔ مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا اور مجھے جہنم ملی۔ (مسلم شریف)

مسلمان کو چاہئے نماز پڑھتا رہے اور صحیح نماز پڑھنے کی کوشش کرتا رہے تاکہ مسلمان کی آخرت سنور جائے اور بخشش ہو جائے، جنت میں داخل ہو جائے۔

## نمازی پر نیکیوں کی بارش:

حدیث شریف میں ہے جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اور اس کے درمیان سے پردہ اٹھا دیتا ہے اور اس کو اپنے سامنے کر لیتا ہے اور فرشتے اس کے کندھے سے لے کر خلاء تک کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اس کی دعا کے ساتھ آمین کہتے ہیں اور نمازی پر آسمان سے لے کر اس کے سر کی مانگ تک نیکیاں برستی ہیں اور پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے نمازی یہ تو کس سے مناجات کر رہا ہے تو ادھر ادھر متوجہ مت ہونا اور پھر آسمان کے دروازے اس نمازی کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر نمازی کے صدق و اخلاص سے فخر کرتا ہے۔ (احیاء العلوم)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی صبح و شام ایسی نہیں کہ زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا۔ جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا۔ اگر وہ ''ہاں'' کہے تو اس کے لئے اس سبب سے اپنے اوپر بزرگی تصور کرتا ہے۔ (طبرانی)

فرائض کے بعد سنتوں اور نوافل کیلئے جگہ بدل لینی چاہئے تاکہ کل قیامت کے دن یہ زمین کا ٹکڑا گواہی دے اس نے مجھ پر نماز پڑھی تھی۔

## نماز کی برکت:

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر فرماتے ہوئے ایک سمندر کے کنارے پر سے گزرے تو ایک خوبصورت پرندہ مشاہدہ فرمایا وہ اپنے آپ کو کیچڑ میں گندہ کر دیتا

ہے پھر سمندر میں جا کر نہا لیتا ہے تو صاف ستھرا ہو جاتا ہے پھر کیچڑ میں داخل ہو کر اپنے آپ کو آلودہ کر لیتا ہے پھر غسل کر کے چمکنے لگتا ہے آپ نے اس کو اس طرح پانچ مرتبہ کرتے ہوئے دیکھا تو آپ حیران ہو گئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے اے کلمۃ اللہ اس پرندے کو بطور مثال آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ آخر الزمان پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گناہوں کے کیچڑ میں آلودہ ہوگی اور جب پانچ مرتبہ نماز پڑھے گی تو گناہوں سے بالکل پاک اور صاف ہو جائے گی۔ (نزہۃ المجالس)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ جس وقت کھڑے ہو کر نماز شروع کرتا ہے تو گناہوں کو ساتھ لاتا ہے وہ اس کے سر پر یا کندھے پر رکھے ہوتے ہیں جب رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو گر جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔ (کشف الغمہ)

## بزرگان دین اور نماز کا شوق:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے۔ سرکار مدینہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھ کر ارشاد فرمایا کرتے تھے مجھے یمن سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ اویس ہیں جو والدہ کی خدمت کی وجہ سے۔ میرے پاس حاضر نہیں ہو سکے۔ یہ اویس دنیا والوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے تھے اور شب و روز عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات پلک سے پلک نہ ملتی تھی۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا ایک رات قیام میں گزارتے دوسری رات رکوع میں گزارتے اور تیسری رات سجدے میں گزارتے تھے اسی طرح ایک رات ایک حالت کیلئے خاص تھی۔ کسی نے آپ سے کہا کہ حضرت یہ کیا طریقہ ہے نماز کا فرمایا میں یہ چاہتا ہوں نماز میں ایسے خشوع سے سجدہ

کروں کہ صبح ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ رات کی طرح دن بھی عبادت و ریاضت میں گزر جاتا۔ حضرت ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گیا جب میں وہاں پہنچا تو وہ فجر کی نماز میں مشغول تھے۔ میں وہیں بیٹھ گیا کہ وہ نماز سے فارغ ہو تو میں ملوں، لیکن وہ فجر سے لے کر ظہر تک نماز میں ہی مشغول رہے۔ اس کے بعد بھی نماز میں مشغول رہے وہ ظہر کے بعد عصر تک اور عصر کے بعد مغرب تک عبادت میں لگے رہے۔ میں نے سوچا کہ شاید مغرب کے بعد روزہ کھولیں گے اور گھر جائیں گے لیکن وہ عشاء تک، لیکن اس کے بعد فجر تک نماز ہی پڑھتے رہے۔ عبادت میں مشغول رہے۔

دوسرے دن نماز کے بعد نیند کا کچھ غلبہ ہوا لیکن پھر ہوشیار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے لگے کہ اے اللہ! میں سونے والی آنکھ اور سیر نہ ہونے والے شکم سے تیری پناہ مانگتا ہوں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں کہا کہ میں نے جو کچھ دیکھا میرے لئے وہی کافی ہے اور اٹھ کر چلا آیا۔ (تابعین)

## حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اطاعت و عبادت اور زہد و ورع کے پیکر تھے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کا زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر میں بسر ہوتا تھا۔ رات اور دن میں ایک ہزار رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ آخری وقت تک آپ کا یہی معمول رہا۔ آپ سفر میں ہوں یا حضر میں کسی حالت میں نماز تہجد نہیں چھوڑی۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خشوع اور خضوع کے متعلق عبداللہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا، لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا تمہیں کیا پتہ کہ میں کس کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔ کس سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہوں۔

نماز کی حالت میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر استغراق کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی چنانچہ جس وقت آپ نماز میں ہوتے تھے تو آپ کے خُدام بے تکلف باتیں شروع کر دیتے تھے اور باتیں بھی ایسی کرتے جو عام حالات میں آپ کے سامنے زبان پر نہیں لاتے تھے۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ خدام نے جواب دیا کہ جب امام صاحب نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو انکو ہماری گفتگو کی خبر نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے، سجدے کی حالت میں تھے کہ قریب ہی آگ لگ گئی۔ لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا اے ابن رسول آگ لگ گئی، لیکن آپ نے اپنا سر سجدے سے نہ اٹھایا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے آگ کی طرف سے بے خبر رکھا آپ نے ارشاد فرمایا۔ دوسری آگ نے (آتش جہنم)۔ (تابعین)

**حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:**

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔ خاندان بنی اُمیہ کے خلیفہ تھے۔ متقی پرہیز گار اور عبادت گزار تھے۔ ساری ساری رات عبادت کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان سے زیادہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز

پڑھ کر اپنی مسجد میں دعا کرتے اور روتے رہتے۔ روتے روتے آنکھ لگ جاتی۔ کچھ دیر میں آنکھ کھلتی تو پھر رونا شروع کر دیتے یہاں تک کہ دوبارہ سو جاتے ساری رات یونہی گزر جاتی ایک رات آپ نے قیامت کے متعلق یہ آیت پڑھی:

یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَ تَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○ (پ۳۰ سورۃ القارعہ)

"اس روز انسان ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنی ہوئی رنگین اُون۔"

اس آیت کا آپ پر یہ اثر ہوا کہ آپ چیخ مار کر اس طرح گرے گویا جان نکل جائے گی۔ پھر اس طرح بے حس و حرکت ہو گئے جیسے دم نکل گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے پھر چیخ مار کر گر پڑے گھر میں دوڑ دوڑ کر کہنے لگے ہائے وہ دن جب انسان بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ صبح تک آپ کی یہی حالت رہی پھر اس طرح گرے جیسے جان نکل گئی ہو یہاں تک کہ مؤذن کی آواز نے ہوشیار کیا۔ (تابعین) یہ تھے ہمارے بزرگانِ دین۔

## نماز نہ پڑھنے کی برائی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ط (پ۱۶ سورۃ المریم آیت ۵۹)

"اور ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہش کے پیچھے ہوئے عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔"

قرآن کریم کی اس آیت میں نماز نہ پڑھنے والے کو ناخلف اور نالائق کہا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کا انجام ذکر کردیا گیا ہے کہ وہ دوزخ کی وادی غَـیّ میں داخل ہوگا۔

غَـیّ جہنم کی ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے۔ اس میں ایک کنواں ہے۔ جس کا نام ہبہب ہے۔ جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کنوئیں کا منہ کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔

"جب بجھنے پر آئیگی ہم انہیں اور بھڑک زیادہ کریں گے۔ یہ کنواں بے نمازوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خواروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کیلئے ہے۔" (بہار شریعت ج۳ص۴)

## نماز کو چھوڑ دینے سے اللہ تعالیٰ بریُ الذمہ ہو جاتا ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔ اگر چہ تجھے قتل کیا جائے یا جلایا جائے۔ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگر چہ وہ تجھے حکم دیں کہ تو اپنے اہل وعیال سے نکل جائے۔ نماز فرض کو قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جو قصداً فرض نماز کو چھوڑ دیتا ہے تو بیشک اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے۔ اور شراب نہ پینا بیشک وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے اور گناہ سے بچنا کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اترتا ہے اور لڑائی (جہاد) سے نہ بھاگنا اگر چہ ساتھی مرجائیں اور جس وقت لوگوں میں موت (وبا) آجائے اور تو اُن میں ہے تو ثابت قدم رہنا اپنی

طاقت سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔ تنبیہ کے واسطے ان سے اپنا عصا نہ ہٹانا اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کو ڈراتے رہنا۔ (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ اور بستروں میں ان کو الگ کردو۔ (مشکوٰۃ شریف)

نماز پڑھنے میں ہماری نجات ہے نماز کو چھوڑ دینے میں ہمارا نقصان ہے۔ نماز نہ پڑھنے والا گنہگار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پر محافظت کرتا ہے وہ نماز اس کیلئے نور، برہان اور نجات ہوگی قیامت کے دن اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے گا تو نماز اس کیلئے نور نہ برہان اور نہ نجات ہوگی اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

قارون بنی اسرائیل میں سے بہت دولت والا شخص تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا اس نے انکار کردیا آخر قارون اور اس کے خزانے کو زمین میں دھنسا دیا گیا اب تک قارون بمع خزانے کے زمین میں دھنسایا جارہا ہے۔ فرعون مصر کا کافر بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ ہامان یہ فرعون کا وزیراعظم تھا۔ ابی ابن خلف یہ مشرکین مکہ میں سے تھا جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور تاجر تھا۔

ہمیں ہمیشہ نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔ غفلت نہیں کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری آخری دم تک نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

# خطبات صمدانی

جلد دوم

## خطبات ماہ جمادی الثانی

| | |
|---|---|
| پہلا خطبہ | شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ |
| دوسرا خطبہ | غار ثور |
| تیسرا خطبہ | امامت وخلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ |
| چوتھا خطبہ | حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ |
| پانچواں خطبہ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت |

# پہلا خطبہ

## شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ںِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ

(رواہ الترمذی) (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما)

روایت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس طرح کہ ان کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں۔ مگر ہمارے آسمانی دو وزیر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور ہمارے زمین والوں میں سے دو وزیر ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کے بھی بادشاہ ہیں اور زمین کے بھی۔ آسمانی سلطنت کا انتظام حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کرتے ہیں زمینی سلطنت کا انتظام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کرتے ہیں۔

# شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(پ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۳۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو! اور معزز دوستو! آج میں آپ کے سامنے خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق

بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ قریش سے تھا۔ ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضور ﷺ سے جا ملتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیدائش حضور ﷺ سے اڑھائی سال بعد میں ہوئی اور والدین نے آپ کا نام عبدالکعبہ رکھا، مگر حضور اکرم ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا اور آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور صدیق اور عتیق آپ کے لقب ہیں۔ آپ کے والد کا نام ابو قحافہ عثمان تھا اور والدہ کا نام ام الخیر سلمٰی تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے کہ آپ کی صحابیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضور ﷺ کے اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں،

کسی کی صحابیت احادیث سے ثابت ہے

کسی کی تاریخ سے ثابت ہے

لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن مجید سے ثابت ہے

جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صحابی نہ مانے گویا اس نے قرآن مجید کی آیت کا انکار کیا اور جو قرآن مجید کی آیت کا انکار کرے وہ مردود کافر ہے۔

## دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوسری فضیلت یہ ہے کہ

کسی کی ایک پشت ...... صحابی

کسی کی دو پشتیں ...... صحابی

کسی کی تین پشتیں ...... صحابی

لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی چار پشتیں صحابی ہیں

باپ صحابی

خود صحابی

بیٹا صحابی

پوتا صحابی

اگر کسی کے گھر............

ایک حافظ ہو جائے

یا عالم بن جائے

یا کوئی شہید ہو جائے

تو سارے خاندان کی بخشش ہو جاتی ہے جس کی چار پشتیں صحابی ہوں اس کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ص ۴۳۹)

تیسری فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس کسی نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کے احسان کا بدلہ دنیا میں دے دیا، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ دنیا میں کما حقہ ادا نہیں ہوا، اس کا بدلہ قیامت میں ادا ہو گا۔

چوتھی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ رضی اللہ عنہم! تم آگے پیچھے دیکھ لیا کرو، اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہوں تو ان کو آگے کر دیا کرو۔

ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بازار سے سودا خریدنے جا رہے تھے۔ آپ کے آگے ایک بدری صحابی بوڑھا جا رہا تھا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے ہیں، بدری صحابی کی یہ شان ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں، دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اسے یہ فضیلت حاصل ہے، بدری صحابہ کو آگے جاتے ہوئے دیکھا تو

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا رک جاؤ، وہ قریب آیا، آپ ﷺ نے فرمایا! آگے پیچھے دیکھ لیا کرو، اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہوں تو ان کو آگے کر دیا کرو اور خود پیچھے ہو جایا کرو۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا نَفَعَنِي مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ اَبِي بَكْرٍ۔

"مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع دیا۔" (ترمذی)

حدیث پاک میں آتا ہے کسی نبی کو ایسا ساتھی نہیں ملا جیسا ساتھی مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملا ہے۔ اگر نبیوں میں حضور ﷺ کی مثال نہیں ملتی تو امتیوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال نہیں ملتی۔

## نیکیوں کے درجے:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نیکیوں کے تین سو ساٹھ درجے ہیں ان میں سے ایک نیکی بھی اگر کسی شخص میں پائی جائے تو وہ جنتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا ﷺ! ان میں سے کوئی نیکی مجھ میں بھی پائی جاتی ہے؟

آج کل ایک نیکی بھی نہ کی ہو تو کہتا ہے میں جنتی ہوں۔ دن سینما اور ریس کورس میں گزرتا ہو۔ کہتے ہیں ہم سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھ میں بھی ان میں سے کوئی نیکی پائی جاتی ہے؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! میں نے نیکیوں کے تین سو ساٹھ درجوں کو دیکھا ہے اور تیری نیکیوں کو دیکھا ہے اور دونوں کا تقابل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ نیکی نیکی ہی نہیں جو تجھ میں نہ پائی جائے۔

حضور ﷺ ایک مرتبہ جنت کے دروازوں کا ذکر فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| نمازی | ...... | باب الصلوٰۃ سے | ...... | جنت میں داخل ہوگا |
| روزہ دار | ...... | باب الریان سے | ...... | جنت میں داخل ہوگا |
| مجاہد | ...... | باب الجہاد سے | ...... | جنت میں داخل ہوگا |

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور ﷺ! کوئی ایسا شخص بھی ہے جو آٹھوں دروازوں سے گزر کر جنت میں جائے گا۔ (بخاری شریف)

بعض لوگ کہتے ہیں حضور ﷺ کو علم غیب نہیں۔ دیکھو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کیا عقیدہ ہے؟ قیامت میں حساب وکتاب کے بعد جنت میں داخلے کی بات پوچھ رہے ہیں جو عقیدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے!

| | | |
|---|---|---|
| وہی عقیدہ | ...... | حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے |
| وہی عقیدہ | ...... | حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے |
| وہی عقیدہ | ...... | حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا کا ہے |
| وہی عقیدہ | ...... | حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے |
| وہی عقیدہ | ...... | حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے |
| وہی عقیدہ | ...... | حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے |

ولی حضور ﷺ کے غلام ہیں اگر ولی کی نگاہ لوح محفوظ پر پڑتی ہے تو نبی کی نگاہ عرش معلی پر پڑتی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں، بلکہ فرمایا ہاں ایسے بھی خوش نصیب اور خوش قسمت انسان ہیں جو آٹھوں دروازوں میں سے گزریں گے اور مجھے امید ہے تو ان میں سے ہے۔

## جس میں یہ نیکیاں جمع ہو جائیں وہ جنتی ہے:

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں نیکیوں کے ستارے چمک رہے ہیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابی آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا۔

''تم میں سے کوئی ہے جس نے آج روزہ رکھا ہو۔''

وہ مہینہ رمضان المبارک کا نہیں تھا۔ حضور ﷺ نفلی روزے کے بارے میں پوچھ رہے تھے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہیں، سناٹا ہے، چند لمحوں کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے، عرض کی حضور ﷺ! میرا آج روزہ ہے پھر بیٹھ گئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر فرمایا:

مَنْ كَانَ اَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا۔

''کیا آج تم میں سے کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔''

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہیں مگر کچھ دیر بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کی، میں نے آج ایک مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ پھر آپ بیٹھ گئے حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا!

فَمَنْ عَادَ الْيَوْمَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا۔

''تم میں سے ہے کوئی جس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہو''

پھر خاموشی چھا گئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، عرض کی حضور ﷺ! آج میں نے ایک مریض کی تیمارداری کی ہے۔

حضور ﷺ نے پھر فرمایا!

مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَتَّبِعُ الْجَنَازَۃَ الْیَوْمَ۔

''تم میں سے کسی نے کسی مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی ہے۔''

پھر خاموشی چھا گئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوگئے، عرض کی آج میں نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی ہے۔

ہر سوال کا جواب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جن نیکیوں کا ذکر میں نے کیا ہے۔ جس شخص میں یہ اکٹھی ہو جائیں وہ جنتی ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

حدیث پاک میں آتا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا! رب تعالیٰ نے علم وحکمت کے جو خزانے میرے سینے میں ڈالے ہیں میں نے وہ علم وحکمت کے خزانے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیئے ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (پ ۶ ع ۵ سورۃ المائدۃ آیت ۳)

''آج کے دن اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کر لیا ہے۔''

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش ہیں۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں آج اسلام مکمل ہوگیا۔ پورے اجتماع میں جب نگاہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا

## حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آج خوشی کا دن ہے، آج مبارک دینے کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ آپ کیوں رو رہے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ اٹھی فرمایا! رب تعالیٰ نے آج کے دن اسلام مکمل کر دیا ہے۔ جب دین مکمل ہو گیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ (بخاری ج ا ص ۵۱۶)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو ابوجہل ملا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے سب سے پہلے ابوجہل ملا۔ اس نے مذاق کیا اے محمد! آج کوئی نئی بات سناؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! آج رات میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی ہے۔ اس نے مذاق شروع کر دیا۔ کہنے لگا! میں یہ بات سب کو بتاؤں گا۔ یہ بات عقل میں نہیں آ سکتی۔ ابوجہل سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر آئے۔ فرمایا کیا بات ہے۔ ابوجہل نے کہا! ایک مشورہ کرنے آیا ہوں۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے فرش سے لے کر عرش تک سیر کی ہے۔ کیا تمہاری عقل تسلیم کرتی ہے۔ اگر کفر میں ابوجہل کی مثال نہیں ملتی، تو ماننے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مثال نہیں ملتی۔ یہاں مقابلہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو وراء الورا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کس نے کہا ہے؟ ابوجہل نے کہا یہ بات مت پوچھو، میرے سوال کا جواب دو۔ فرمایا! پہلے بتاؤ کہا کس نے ہے؟ مجبور

ہو کر ابو جہل نے کہا!

صَاحِبُکُمْ ....... تمہارے صاحب نے کہا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تو کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تن تنہا آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں۔ اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میں گھر والوں سمیت آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں میں پھر بھی ماننے کیلئے تیار ہوں۔

## ابو جہل نے بے ادبی کی:

ایک دفعہ ابو جہل نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تو بدصورت ہے۔ مَعَاذَاللّٰہ ابو جہل تجھے کیا پتہ جمال مصطفٰی کی شان کیا ہے۔ اگر جمال مصطفٰی کی شان پوچھنی ہے تو

سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے پوچھو

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھو

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھو

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھو

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا

ابو جہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے۔ زبان درازی کی ہے۔ آپ نے ابو جہل کو کہا تم سچ کہتے ہو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں خطبے پڑھتے ہوئے آئے، عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو حسن و جمال کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ فرمایا! ابوبکر رضی اللہ عنہ تم بھی سچ کہتے ہو۔ حاضرین نے عرض کی اے اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ابو جہل کو کہا کہ تم سچ کہتے ہو، ابوبکر کو کہا کہ تم بھی سچ کہتے ہو۔ راز کیا ہے، فرمایا!

میں ایک آئینہ حق نما ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل صاف تھا۔ اس نے کہا آپ حسین ہیں۔ ابوجہل بے ایمان تھا۔ اس نے کہا آپ بدصورت ہیں۔ ان دونوں نے اپنی ہی ترجمانی کی ہے۔ رہا میرا حسن وجمال تو اللہ تعالیٰ کے سوا میری حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔

**حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کیلئے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چاہیے:**

قرآن پاک کی بے شمار آیات اوراحادیث مبارکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں موجود ہیں۔ تاریخ الخلفاء میں موجود ہے۔ ایک مرتبہ حضرت جرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جرائیل علیہ السلام آج میں تیرے منہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان سننا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب اٹھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر پڑی، فرمایا! میرے فاروق کی شان بیان کرو۔

عنوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے
بیان کرنے والے جرائیل علیہ السلام ہیں
سننے والے صحابی رسول ہیں
آج فرشی بھی موجود ہیں
اس محفل میں عرشی بھی موجود ہیں

حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی اگر میں فاروق کی شان بیان کروں تو مجھے ساڑھے نوسو سال چاہیے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نگاہ انتخاب فاروق رضی اللہ عنہ پر کیوں پڑی۔ صدیق رضی اللہ عنہ پر کیوں نہ پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتانا یہ چاہتے تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان بیان

کرنے کیلئے جبرائیل علیہ السلام کی زبان چاہئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کیلئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان چاہئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آسمان کے ستاروں کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہاں فاروق کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تیرے باپ کی ایک نیکی فاروق کی تمام نیکیوں پر غالب ہے۔

حضرت حنیف رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے جواب دیا!

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

پوچھا پھر کون؟ فرمایا! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

پوچھا پھر کون؟ فرمایا! عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

پوچھا پھر کون؟ فرمایا! اللہ کے بندوں سے میں ایک بندہ ہوں۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی کے صحن میں کھلتے تھے۔ نماز کی آسانی کیلئے تاکہ نماز کیلئے جلد مسجد میں پہنچ جائیں۔ وصال کے قریب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دروازے بند کروادیئے۔ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے معلوم ہوا کہ خلافت کے زیادہ حق دار ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت مسئلہ دریافت کرنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئی۔ جب مسئلہ پوچھ لیا پھر عرض کی اگر آئندہ سال آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو

پھر مسئلہ کس سے دریافت کروں؟ فرمایا! اگر آئندہ سال مجھے نہ پاؤ تو مسئلہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا۔ (ترمذی)

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آپ کا مالک اُمیہ گرم ریت پر لٹا دیتا تھا۔ سینے پر ڈھائی من کی سِل رکھ دیتا، غلام مارتے، نیچے سے گرم ریت ہوتی اور اوپر سے سورج کی گرمی ہوتی۔ آج حاجیوں سے پوچھو عرب میں گرمی کتنی سخت ہوتی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کو غلام مارتے ہیں اور آپ بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش آتی زبان پر جاری ہوتا، ''اَحَدٌ اَحَدٌ''۔

اُمیہ نے آپ سے کہا اب تو اسلام کا دامن چھوڑ دے۔ آپ نے فرمایا! اپنی جان تو دے سکتا ہوں مگر اسلام کا دامن نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک دن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ پتہ چلا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو مارا جا رہا ہے۔ آپ نے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو فرمایا! اپنے اسلام کو چھپا لو۔ فرمایا! اچھا، دوسرے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر گزرے پھر دیکھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ مار کھا رہے ہیں۔ فرمایا! بلال کل تم نے وعدہ کیا تھا کہ اسلام کو چھپا لوں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں اسلام کو نہیں چھپا سکتا۔ اگر میں نے اپنی زبان کو بند کر لیا تو میرے ایک ایک بال سے آواز آئے گی "اَحَدٌ اَحَدٌ"۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُمیہ سے کہا کہ یہ غلام مجھے دے دو۔ اُمیہ نے کہا میں اس کے بدلے حسین رومی غلام لوں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! غلام لے لو زمین لے لو۔ دولت کے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ابوبکر! آج اس سودے میں بڑا نقصان اٹھایا ہے۔ اُمیہ

نے کہا! تم نے اتنی دولت دے کر یہ حبشی غلام لیا ہے۔ تمہیں اس میں کیا فائدہ ہوا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اُمیہ میں نے تمہیں ٹھیکریاں دے کر ایک ہیرا خریدا ہے۔ (صدیق اکبر ص ۳۶)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے۔ عرض کی آقا میں نے بلال کو آزاد کر دیا ہے۔ آقا علیہ السلام دیکھ کر مسکرائے، فرمایا! ابوبکر مجھے بھی اس سودے میں شریک کر لو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو دونوں ہی آپ کے غلام ہیں۔

خطبہ کے اندر جو میں نے آیت مبارکہ تلاوت کی ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ○

"اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔"

قرآن کریم کی آیت میں "جَآءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وَصَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم!

توحید لے کر آئے

سچائی لے کر آئے

قرآن مجید لے کر آئے

اور اسلام لے کر آئے

مکہ میں جس نے سب سے پہلے سچائی کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اتنے سچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان

کی سچائی کا اعلان کر رہا ہے۔ آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا سچوں کی نشانی ہے اور آپ سے دشمنی کرنا جھوٹوں کی نشانی ہے۔ صدیق کا معنی ہے ''بہت سچا'' (فِعِّیْلٌ کا وزن ہے)۔ جس نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میرے والد ابو قحافہ ایک مرتبہ مجھے بت خانہ میں لے گئے اور بت کے سامنے کھڑے ہو کر کہا بیٹے یہ تیرا خدا ہے۔ اسے سجدہ کرو۔ مجھے وہاں چھوڑ کر خود آگے چلے گئے لیکن میں نے بت کو سجدہ نہیں کیا۔
ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے بت کو کہا!

میں بھوکا ہوں ...... مجھے کھانا کھلا۔

اس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا!

میں ننگا ہوں ...... مجھے کپڑے پہنا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے دو تین سوال کیے لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمین سے پتھر اٹھایا اور فرمایا میں تجھے پتھر مارنے لگا ہوں۔ اگر خدا تو ہے تو اپنے آپ کو بچا لے۔ وہ بت

منہ کے بل گر گیا

پاش پاش ہو گیا

پرخچے اڑ گئے

اور ریزہ ریزہ ہو گیا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! اسی حال میں میرے والد بھی آگئے

انہوں نے کہا یہ کیا کیا ہے۔ میں نے کہا دیکھ لیں جو کچھ ہوا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر میری والدہ کے پاس لے گئے اور بت کے توڑنے کا قصہ بیان کیا۔ والدہ نے کہا اسے چھوڑ دو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا ایک دن مجھے درد زہ ہوئی جبکہ میرے پاس کوئی شخص نہ تھا۔ اس وقت میں نے غائبانہ آواز سنی کہ اے اللہ کی بندی! یقیناً تجھے عتیق بچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں صدیق اور رفیق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور آپ کی تصدیق کرنے والا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کلام ختم ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، تین بار اس کی تصدیق کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ شان ہے کہ

سچے ہیں

ایماندار ہیں

پرہیزگار تھے

بتوں سے نفرت ہے

پیدائشی طور پر بتوں کے دشمن ہیں

(تفہیم البخاری ج ۵ ص ۸۵۰)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس معاشرے میں رہتے تھے

ہر طرف اندھیرا تھا

ہر گلی میں شراب تھی

ہر طرف جھوٹ تھا

ہر طرف بے حیائی تھی

ہر طرف ناچ گانا تھا

ہر طرف جہالت ہی جہالت تھی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ حضور ﷺ میں نے کبھی بت پرستی نہیں کی۔ جہالت کے دور میں بھی کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی کبھی جھوٹ بولا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں!

"صَدَقْتَ" ...... ابوبکر تو سچا ہے۔

جس کی سچائی کی گواہی حضور ﷺ دیں اس کی شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ صدیق اسے کہتے ہیں جس نے ماں کی گود سے لے کر قبر کی آغوش تک زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔

شیعہ حضرات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کو صدیق کہا ہے اور سنی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں، بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو انبیاء کرام علیہم السلام صدیق ہیں وہ نبی ہو کر صدیق ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ امتی ہو کر امتیوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ غیر نبیوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صدیق اکبر نہیں ہے۔

ایک ہے سچ اور ایک ہے صدیق! سچ وہ ہے جو واقعہ کے مطابق کہا جائے کہ ایسا ہوا ہے اور صدیق اسے کہتے ہیں جو کہہ دے ویسا ہو جائے۔ غزوۂ بدر میں کافر قیدی گرفتار ہوئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی جو صحابی ہیں وہ اپنے اپنے کافر رشتہ داروں کو قتل کر دیں۔ حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ قدرت کا وہی فیصلہ تھا جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! میرے حبیب اب ہمارا بھی وہی فیصلہ ہے جو صدیق نے کہا ہے۔ کافر قیدیوں سے فدیہ لے لو۔

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مائی صاحبہ کا بیٹا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک جنگ سے لشکر واپس آ رہا تھا۔ ایک مائی صاحبہ کا بیٹا بھی اس جنگ میں شامل تھا۔ وہ مائی راستے میں کھڑی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مائی نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا کہاں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مائی صاحبہ میرے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں ان سے پوچھنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے مائی صاحبہ نے عرض کی میرا بیٹا کہاں ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے کہ اس مائی کا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا۔ اس میں کوئی راز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مائی صاحبہ میرے پیچھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں ان سے پوچھنا۔

مائی صاحبہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ بھی سمجھ گئے۔ فرمایا! مائی صاحبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں ان سے پوچھنا۔

مائی صاحبہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مائی صاحبہ پیچھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں ان سے پوچھنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پیچھے ہیں اور آپ کے پیچھے اور کوئی نہیں تھا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو مائی صاحبہ نے اپنے بیٹے

کے متعلق پوچھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً سمجھ گئے کہ اس مائی صاحبہ کا بیٹا شہید ہو چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کی ماں کو غمگین نہیں کرنا چاہتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مائی صاحبہ تمہارا بیٹا آرہا ہے۔ جب آپ نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ جبرائیل علیہ السلام شہید کو زندہ کر کے فوراً پہنچاؤ۔ میرے محبوب کا صدیق کہیں جھوٹا نہ ہو جائے۔ صدیق کہتے ہی اسے ہیں جو کہہ دے ویسا ہی ہو جائے۔

مکہ کے پہاڑ ثبیر پر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے ہمراہ جلوہ افروز تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور فرمایا!

اُسْكُنْ ثَبِيرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ۔

”اے پہاڑ ٹھہر جا اس وقت تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید (عمر و عثمان) ہیں۔“ (ترمذی)

جس مقدس ہستی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدیق قرار دیں۔ اس کے صدیق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى۔

"آپ نہیں بولتے مگر جو اللہ کی طرف سے وحی کی جائے۔"

نبوت کے بعد درجہ بھی صدیق کا ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صدیق اکبر کی سچی محبت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# دوسرا خطبہ

## غارِ ثور

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعِ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ (رواہ رزین)

(مشکوۃ باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک ایک چاندنی رات میں میری گود میں تھا کہ بولی یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی۔ فرمایا ہاں۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں بولی تو جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں۔ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

یعنی یہ ہے حضور ﷺ کا علم۔

فرمایا میری ساری امت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کی نیکیوں کی تعداد آسمانوں کے ستاروں کے برابر ہے۔ غار ثور میں حضور ﷺ کا سر انور گود میں رکھ کر صورت پاک کے نظارے کرتے رہے یہ ایک نیکی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دنیا بھر کی تمام نیکیوں سے بڑھ کر قرار پائی۔

# ﴿غارِ ثور﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا○(پ۱۰ ع۱۲ سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْن وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں سیدنا حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

قرآن حکیم کی جو آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۝

''صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے یار سے فرماتے تھے۔ غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

قرآن کریم کی متعدد آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سفر ہجرت اور غار ثور کا ذکر فرمایا ہے۔ غار ثور وہ مقدس غار ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ غار حرا میں قرآن حکیم کی پہلی آیت نازل ہوئی ہے۔ ''اِقراء'' لیکن اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے لیکن غار ثور وہ مقدس غار ہے جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے:

اِذْهُمَا فِي الْغَارِ۔

''جب دونوں غار میں تھے۔''

اس سے مراد غار ثور ہے۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ۔

''جب وہ اپنے ساتھی یعنی اپنے صحابی سے فرما رہے تھے۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اعزاز صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

حاصل ہے۔ آپ کا صحابی ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کیا اس نے قرآن پاک کی آیت کا انکار کیا اور جس نے قرآن کی آیت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

مکہ معظمہ میں جس وقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا اعلان کیا کہ

اللہ تعالیٰ ایک ہے

اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

بت جھوٹے ہیں

لوگو! اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔

کفر کی دنیا میں آگ لگ گئی۔ تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بن گئے۔ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دینا شروع کردیں۔ مسلمانوں کا مکہ میں رہنا دشوار کردیا۔

قرآن پڑھنا

نماز پڑھنا

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

اور نیکی کرنا مشکل ہوگیا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت کرجاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پاکر آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف ہجرت کررہے ہیں۔ ابوجہل نے جب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آہستہ آہستہ جارہے ہیں تو دارالندوہ میں ایک میٹنگ بلائی۔ بڑے بڑے سردار آئے۔ ابوجہل نے کہا کہ مسلمان مدینہ سے جارہے ہیں ہوسکتا

ہے محمد بھی چلے جائیں، کوئی بعید نہیں۔

وہاں جا کر اپنی قوت اکٹھی کر کے ہم پر حملہ کر دیں۔ ہمیں تباہ و برباد کر دیں۔ اس وقت ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ کفار مکہ نے قتل کا منصوبہ بنایا۔ مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے۔ کسی نے کوئی مشورہ دیا اور کسی نے کوئی مشورہ دیا۔ آخر میں ابوجہل نے مشورہ دیا اور کہا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہر قبیلے سے ایک نوجوان لے لیا جائے وہ سب مل کر محمد پر حملہ کریں۔ معاذ اللہ، آپ کو قتل کر دیں۔ اس طرح ہمیں ہمیشہ کے لئے راحت مل جائے گی۔ بنو ہاشم سارے قبیلوں سے قصاص نہیں لے سکیں گے۔ دیت لینے پر رضامند ہو جائیں گے۔ ہم مل کر دیت ادا کر دیں گے۔ یہ رائے سب کو پسند آئی۔ سب نے اس کی تائید کی اور سب اس پر متفق ہو گئے۔ میٹنگ ختم ہو گئی۔ ادھر بتوں کو پوجنے والے، لات وھبل کو پوجنے والے حضور ﷺ کے قتل کے منصوبے بنا رہے تھے۔ ادھر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کا بال بھی بیکا نہ ہونے کا ارادہ فرما رہا تھا:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ (پ ۲۸ ع ۹ سورۃ الصف آیت ۸)

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو ناپسند ہی ہو۔“

جب رات کا وقت ہوا ابوجہل کے غنڈوں نے حضور ﷺ کے حجرہ مقدسہ کا محاصرہ کر لیا۔ ہاتھ میں ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ آپ باہر آئیں تو ہم حملہ کریں۔ حضور ﷺ اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرما رہے ہیں!

علی! اپنی تلوار کو سرہانے کے نیچے رکھ کر میرے بستر پر سو جاؤ۔ تلواروں کی جھنکار اور دشمنوں کی یلغار میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو بستر پر سلا دینا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے! میں زندگی میں بڑی اطمینان اور سکون کی نیندیں سویا ہوں اور بڑی بڑی چین کی نیندیں سویا ہوں لیکن جو مزہ ہجرت کی رات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سونے میں آیا ہے وہ آج تک نہیں آیا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس میں راز یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا!

یہ فلاں کافر کی امانت ہے

یہ فلاں کافر کی امانت ہے

یہ سب امانتیں

سونا

چاندی

زیورات

ہیرے

جواہرات

درہم

اور دینار واپس کر کے آنا

مہتمم
جامعہ انوار العلوم حنفیہ مقصودیہ
[illegible] اہلسنت والجماعت ([illegible])

اندازہ کریں کفار مکہ دشمن ہیں لیکن جب امانت رکھنی ہوتی تو محبوب خدا کے پاس رکھتے تھے۔

اپنے رشتہ داروں

دوستوں

بھائیوں

اور ہمسایوں پر اعتماد نہیں تھا

حضور ﷺ پر اعتماد تھا

مکہ میں کوئی امین ہے تو آمنہ کالال امین ہے۔ آج اگر ہمارے پاس کوئی امانت رکھے ہم ہڑپ کر جاتے ہیں حالانکہ ہم اس نبی کے امتی ہیں جسے کافر بھی امین اور صادق کہہ کر پکارتے تھے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ۔

''جو امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔''

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا! اے علی! آج مجھے مکہ چھوڑ کر چلے جانے کا حکم ملا ہے۔ آج میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو جاؤ فکر نہ کرنا تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور بستر پر لیٹ گئے۔

دشمن حملہ کی تیاری کر رہے تھے۔ ابوجہل نے آ کر بھڑکایا۔ محمد کے باہر نکلنے کا وقت ہے تم میں سے سب سے پہلے جوان پر حملہ کرے گا میں اس کی جھولی سونے اور چاندی سے بھر دوں گا۔ حضور ﷺ نے عین اسی وقت دروازے کو کھولا۔ جب باب رحمت کھلا آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ سورۃ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ (یٰسین)

”ہم نے بنادی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔“

ان پر پھونک دیا فوراً بینائی سلب ہوگئی۔ غنودگی طاری ہوگئی۔ تلواروں کی نوکوں کو زمین میں گاڑ کر دستوں پر پیشانیاں رکھ کر کھڑے کھڑے وہیں سو گئے۔ حضور ﷺ ان کے درمیان میں سے بخیر وعافیت گزر گئے۔ وہ سر جھکا کر کھڑے تھے۔ قدرت کہہ رہی تھی محبوب اگر میں تیری تعظیم کرانا چاہوں تو ان دشمنوں سے بھی کرواسکتا ہوں۔

رات کا وقت ہے

پرخطر راستہ ہے

مکہ کے ہر موڑ پر خطرہ ہے

لیکن حضور پرنور ﷺ سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ساری کائنات حضور ﷺ کے دروازے پر آتی ہے لیکن حضور ﷺ ہجرت کی رات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جاتے ہیں۔ آج اگر کسی کے دروازے پر وزیر آجائے وہ پھولا نہیں سماتا۔ جس کے دروازے پر محبوب خدا آجائیں اس کی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرحبا کہا اور آقا کو خوش آمدید کہا۔ دونوں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان کے پچھلے حصہ سے چھوٹے دروازے سے نکل کر غار ثور کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ ہونے سے پہلے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، کفار کے منصوبوں کے بارے میں معلومات حاصل کرکے شام کے وقت غار ثور میں آکر حالات سے آگاہ کرے۔ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ دن کو بکریاں چرائے شام کو غار کے

دھانے پر لے آئے۔ تازہ دودھ دوھ کر گرم کر کے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرے۔ اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو فرمایا ہر روز کھانا پکا کر شام کے وقت غار میں پہنچا آیا کرے۔

## غارِ ثور کی طرف روانگی:

غار ثور کی طرف جا رہے ہیں۔ قربان جائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ

کبھی حضور ﷺ کے آگے چلتے ہیں
کبھی حضور ﷺ کے پیچھے چلتے ہیں
کبھی حضور ﷺ کے دائیں چلتے ہیں
تو کبھی حضور ﷺ کے بائیں چلتے ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا! ابوبکر یہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کی حضور ﷺ مبادا کوئی اس وقت دشمن آ جائے پہلے غلام نثار ہو گا پھر وہ آپ تک پہنچے گا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جب راستہ کٹھن اور دشوار گزار آ گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا ﷺ! اب یہاں کوئی سواری کام نہیں آئے گی، آپ ﷺ مجھ پر سواری فرمائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور پہاڑی کی بلندی پر چڑھتے جا رہے ہیں۔ جب فرشتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہیں تو کرامت نظر آتی ہے۔ جب حضور ﷺ کی طرف دیکھتے ہیں تو معجزہ نظر آتا ہے۔

اس مقام پر علامہ مومن کرمانی حملہ حیدری ج ا ص ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ سخت تعجب ہے کہ ایک شخص کے اندر ایسی قوت کیسے پیدا ہوگئی کہ اس نے بار نبوت کو اٹھالیا۔ یہ سعادت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملی۔ یہ شرف تاریخ صحابیت میں صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر جلوہ افروز ہوئے۔

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدق کا ایقان کا اسلام کا ایمان کا

ہجرت کے آٹھ سال بعد جب مکہ فتح ہوا۔ حضور ﷺ بیت اللہ شریف کے بتوں کو چھڑی سے توڑ رہے تھے۔ کچھ بت اونچے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تم بیٹھو میں تم پر کھڑے ہوکر بتوں کو توڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت علی بیٹھے حضور ﷺ نے اپنا قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا ﷺ! مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں نبوت کا بوجھ اٹھا سکوں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی رات بار نبوت کو اٹھایا۔

(حملہ حیدری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی احترام کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی احترام کرتے ہیں لیکن یہ اپنا اپنا حصہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ حضور ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر جلوہ افروز ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہاڑی پر چڑھتے جارہے ہیں۔ آج بھی لوگ حج کیلئے جائیں تو غار ثور تک جانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اکثر تھک جاتے ہیں۔ کم آدمی بمشکل وہاں تک پہنچتے ہیں۔ طاقت جواب دے جاتی ہے۔ اکیلے آدمی کا ہی چڑھنا مشکل ہے لیکن یہ شرف، یہ اعزاز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ آپ اکیلے ہی نہیں

بلکہ حضور ﷺ کو بھی اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گئے ہیں۔ جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جسمانی قوت کا مظاہرہ تھا وہاں ایمانی قوت کا بھی مظاہرہ تھا۔ روحانی قوت کا بھی مظاہرہ تھا۔

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدق کا ایقان کا اسلام کا ایمان کا

چلتے چلتے جب غار ثور کے دہانہ تک پہنچے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی پہلے آپ ﷺ غار میں نہ جائیں، پہلے میں غار میں جاتا ہوں، تا کہ کوئی موذی چیز ہو تو مجھے اذیت پہنچائے۔ آپ غار کے اندر داخل ہو گئے۔ تاریک رات ہے، پھر غار کا اندھیرا، لیکن قربان جائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلے غار کو صاف کیا پھر ہاتھوں سے ٹٹولا جہاں کوئی سوراخ معلوم ہوا اپنی چادر پھاڑ کر اسے بند کیا۔ جب چادر ختم ہو گئی، ایک سوراخ باقی رہ گیا اس پر ایڑی کو رکھ لیا پھر سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی آقا اندر تشریف لے آئیں۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور آرام فرمانے لگے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہرہ بھی دے رہے ہیں اور جمال مصطفیٰ کی زیارت بھی کر رہے ہیں۔ بے قرار دل اپنے محبوب کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے۔ نہ دل سیر ہوتا ہے نہ آنکھیں۔ جو قرآن کی تلاوت کرے اس کو حافظ کہتے ہیں جو جمال مصطفیٰ کی زیارت کرے اسے صحابی کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر سانپ نے ڈس لیا زہر سارے جسم میں سرایت

کرگیا، لیکن آپ نے پاؤں کو جنبش تک نہ دی۔ حضور ﷺ بیدار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے۔ عرض کی آقا ﷺ! سانپ نے ڈس لیا ہے۔ حضور ﷺ نے جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں پر اپنا لعابِ دہن لگایا تو تکلیف ختم ہوگئی۔ حضور ﷺ تو شفا خانہ کائنات ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے اگر ہوش میں ہوتے کبھی لعاب دہن کی بے ادبی نہ کرتے۔ بے ہوشی کام آگئی۔

### حضور ﷺ کی تلاش:

حضرت نبی کریم ﷺ تو طلوع صبح سے پہلے غار ثور میں پہنچ گئے۔ ادھر مکہ میں جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ کے بستر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے یہ دیکھ کر ساری رات محاصرہ کرنے والے نوجوانوں کے اوسان خطا ہوگئے۔ جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر ہر طرف پھیل گئی۔ حضور ﷺ رات کی تاریکی میں تشریف لے گئے ہیں۔ ناکامی پر کہرام مچ گیا۔ کفار مکہ تلاش میں ہر طرف پھیل گئے۔

ادھر غار کے دہانے پر ایک خاردار درخت اُگ آیا۔ کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلا بنا لیا اور انڈے دے دیئے۔ حرم شریف میں جو کبوتر ہیں یہ ان کی نسل سے ہیں۔ آج تک باقی ہیں۔ یہ کبوتر مسجد حرام سے لے کر غار ثور تک پرواز کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نشانی یہ ہے اگر کوئی شکاری اس نسل کے کبوتر کو پکڑ لے، ذبح کر کے پکائے آگ بجھ جاتی ہے، لیکن گوشت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ جب کبوتر کی نسل محفوظ ہوگئی تو جس کی گود میں حضور ﷺ نے سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا اس کی شان کیا ہوگی۔ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ یہ انتظامات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کیلئے فرمائے۔ امیہ بن خلف اور دیگر رؤساء

قریش جس وقت غار کے منہ پر پہنچے۔ جالا اور انڈے دیکھ کر کہنے لگے اگر غار کے اندر داخل ہوتے تو انڈے ٹوٹ جاتے، جالا ٹوٹ جاتا۔ ابوجہل کے بھیجے ہوئے آدمی غار کے منہ پر کھڑے ہوکر اندازے لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حفاظتی انتظامات کے سامنے ان کی عقل فیل ہوگئی۔ پاگل ہوگئے۔ غار کے اندر سے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ رہے ہیں لیکن کفار مکہ کو کچھ نظر نہیں آتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ قریش مکہ تلواریں لے کر غار کے منہ پر کھڑے ہیں تو غمگین ہوگئے اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ! اگر ان لوگوں نے جھک کر اندر جھانکا تو یہ ہمیں دیکھ لیں گے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے جب اپنے یار غار کو غمگین دیکھا تو دلاسہ دیا۔ آج اگر کوئی غمگین ہو دلاسہ دوست دیتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہوتو دلاسہ امام الانبیاء ﷺ دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا ۔

''ابوبکر ان دو کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔''

یہ ہے نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ پر توکل۔ حضور ﷺ نے تین دن تک غار میں قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نئی خبریں دے جاتے ہیں۔ غلام بکریوں کا دودھ دے جاتا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا غار میں کھانا دے جاتی ہیں۔ ابوبکر کے گھر کا ہر فرد قابل اعتماد ہے۔ غلام عامر بن فہیرہ نے بھی انعام کے لالچ میں راز ظاہر نہیں کیا۔

## سواونٹ انعام دیئے جائیں گے:

حضور ﷺ کے مکان کا محاصرہ کرنے والوں کو جب معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تشریف لے گئے ہیں تو ان کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ ابوجہل نے اعلان کیا جو شخص انہیں زندہ یا مردہ پکڑ کر لے آئے گا اسے سواونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ ابوجہل رؤساء قریش کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باہر آئیں۔ ابوجہل نے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے کیا پتہ۔ ابوجہل خبیث غصہ سے بے قابو ہوگیا۔ زور سے تھپڑ آپ کے چہرے پر مارا، کان کا آویزہ ٹوٹ کر نیچے گر پڑا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے ہر فرد کا امتحان ہو رہا ہے۔ تین دن غار میں گزرے اس کے بعد سرکار مدینہ ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دو اونٹنیوں میں سے بہترین اونٹنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی۔ حضور ﷺ! نے فرمایا پہلے بتاؤ اس کی قیمت کتنی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیمت بتائی، فرمایا میں اس قیمت کے بدلے تم سے خریدتا ہوں۔ حضور ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسری اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اس سے حضور ﷺ کے حسن معاملہ کا بھی اندازہ لگائیں۔ یہ مقدس قافلہ، بابرکت قافلہ چار افراد پر مشتمل تھا۔ حضور ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط جسے بطور راہبر مقرر کیا گیا تھا۔ راستے میں ایک شخص ملا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں!

رَجُلٌ یَهْدِیْنِی الطَّرِیْقَ۔

"یہ مجھے راستہ بتانے والے ہیں۔"

وہ دنیا کا راستہ سمجھا اور آپ کی مراد دین کا راستہ تھا۔ بات بھی بچی کی اور اس کے شر سے بھی محفوظ رہے۔ قریش مکہ نے ناکامی کے بعد عام اعلان کر دیا جو شخص بھی حضور ﷺ کو معاذ اللہ گرفتار کر کے لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ عرب کے نوجوان برق رفتار گھوڑوں پر تلاش میں چار سُو دور دور تک نکل گئے۔

## سراقہ بن مالک جُعشمی تلاش میں:

سراقہ بن مالک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ میں تلوار لے کر تلاش میں نکلا۔ سفر کرتے کرتے اسی راستے پر پہنچ گیا جس راستے پر حضور ﷺ جا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا! عرض کی آقا! سراقہ تعاقب میں آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

"غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! سراقہ مزید ہمارے نزدیک ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ کچھ تلاوت فرماتے ہوئے جا رہے تھے، لیکن سراقہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اے اللہ! جس طرح تیری مشیت ہو۔ اس طرح اس دشمن کے شر سے ہمیں بچا لے۔ آپ کا دعا کرنا تھا کہ سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ پتھریلی زمین ہے لیکن گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ گر گیا۔ سراقہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی حضور خدا کیلئے مجھے معاف کر دیں۔ فرمایا! جاؤ تمہیں معاف کر دیا۔

دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں
گالیاں دیتا ہے کوئی تو بھی دعا دیتے ہیں

گھوڑا باہر آ گیا۔ اس کے دل میں انعام کا پھر لالچ پیدا ہوگیا۔ اس نے کہا یہ بائی چانس ہوا ہے۔ اس نے پھر گھوڑا پیچھے لگا دیا۔ اس لالچ نے

کسی کو شمر بنا دیا
کسی کو یزید بنا دیا
کسی کو حسین کا قاتل بنا دیا

قاتل لوگوں کی نگاہوں سے بچ سکتا ہے لیکن رب کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔

شمر ادھر دیکھتا ہے ...... نور کی تصویر ہے
ادھر دیکھتا ہے ...... تو دولت ہے

ظالمو! ظلم کا انجام برا ہوتا ہے۔ پھر گھوڑے کو دوڑایا۔ گھوڑا پھر زمین میں دھنس گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر عرض کی معاف فرمادیں۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں تعاقب میں آنے والا جو شخص مجھے ملا میں اس کو لوٹا دوں گا۔ فرمایا! معاف کر دیا۔ امان لکھ کر چمڑے کے ٹکڑے پر دے دی۔ جب سراقہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا! سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں شہنشاہ ایران کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔

ہر جرم پہ کرم ہر خطا پہ عطا
رحمت مصطفیٰ اور کیا چاہیے

سراقہ بن مالک فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگئے۔ وقت گزرتا چلا گیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور آیا۔ ایک مرتبہ سراقہ بیمار ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیادت کیلئے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا ٹھیک ہے اور کہا اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! میرا ایمان ہے مجھے اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پوری نہیں ہو جاتی۔ ایمان کتنا مضبوط ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مرتبہ پیشین گوئی کی کہ میرا نکاح محمدی بیگم سے ضرور ہوگا۔ اگر میرا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں، میں جھوٹا ہوں۔ مرزے نے بڑی کوشش کی محمدی بیگم سے نکاح کرنے کی، لیکن وہ ایمان کی پکی تھی۔ اس نے کہا مجھے مرجانا منظور ہے لیکن اس ملعون کے ساتھ نکاح کرنا نامنظور ہے۔ جب نکاح نہ ہوا، لوگوں نے پوچھا پھر تمہارے اس قول کا کیا مطلب تھا۔ بڑا چالاک اور بڑا مکار تھا، اس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بیٹی کی بیٹی کے ساتھ میرے بیٹے کے بیٹے کا نکاح ہوگا۔ سراقہ بیمار ہے۔ عمر تقریباً سو سال ہے لیکن کہا اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! مجھے اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پوری نہیں ہو جاتی۔ آپ نے یہ نہیں کہا اگر میں نے کنگن نہ پہنے میرے بیٹے کا بیٹا پہن لے گا۔ سراقہ کا ایمان کتنا مضبوط تھا، کہا مجھے اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پوری نہیں ہو جاتی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایران فتح ہوا۔ مال غنیمت آیا۔ شہنشاہ ایران کے کنگن بھی آئے۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ پڑی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا!

أَيْنَ سُرَاقَة۔

''سراقہ کہاں ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی وہ بیمار ہیں۔ فرمایا بلا کر لاؤ۔ ایک شخص بلانے گیا کہا آپ کو امیر المومنین بلا رہے ہیں۔ سراقہ نے کہا ٹھیک ہے۔ میں بیمار ہوں، کمزور اور ضعیف ہوں لیکن آج میں امیر المومنین کے پاس خود چل کر جاؤں گا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تمام جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ خلیفۃ المسلمین نے کہا سراقہ ہاتھ پھیلاؤ۔ سراقہ نے ہاتھوں کو پھیلایا آپ نے خود وہ کنگن سراقہ کو پہنائے۔

زمانہ بڑا پاک تھا

لوگ بڑے نیک تھے

اجتماع میں سے ایک آواز آئی، امیر المومنین مرد کیلئے سونا پہننا حرام ہے۔ آپ خود پہنا رہے ہیں۔ فرمایا! ٹھیک ہے۔ قیامت تک تمام مسلمانوں کیلئے سونا پہننا حرام ہے لیکن سراقہ کیلئے حلال ہے۔ ہم اگر سونا پہنیں گے تو گناہگار ہوں گے لیکن سراقہ اگر نہ پہنے گا تو گناہ گار ہوگا۔

(الروض الانف ج ۲ ص ۲۳۳ مسلم شریف کتاب الفتن)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم کاروان مدینہ طیبہ کی طرف رواں دواں ہے۔ اہل مدینہ کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے روانگی کی خبر ملی تو اسی دن سے ان کی آتش شوق بھڑک اٹھی۔ مکہ سے مدینہ کا فاصلہ تقریباً بارہ دنوں میں طے ہوجاتا تھا۔ اہل مدینہ ہر روز جلوس کی شکل میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے مدینہ سے باہر ایک پتھریلے میدان میں جمع ہوجاتے اور سورج کے ڈھلنے تک انتظار کرتے رہتے، پھر مایوس ہوکر گھروں کو لوٹ جاتے اور میدان خالی ہوجاتا۔ ایک دن انتظار کرنے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے کہ ایک یہودی اپنے کسی کام کیلئے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا

تھا، اس نے جس وقت حضور ﷺ کے اس قافلے کو دیکھا تو پہچان لیا اور بلند آواز سے کہا اے اہل مدینہ! تمہارے آقا آ گئے۔ جس نے سنا جس کے کان میں یہ آواز پہنچی وہ اپنے آقا ﷺ کے دیدار کیلئے دوڑتا ہوا آیا۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھجور کے ایک درخت کے سائے میں پہنچ گئے۔ اپنی اونٹنیوں کو بٹھایا اور ان سے اتر کر اس کھجور کے سائے میں جلوہ افروز ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! اس وقت میری عمر نو سال تھی۔ یہ سارا منظر میں نے دیکھا۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے در و دیوار آپ ﷺ کے انوار سے منور ہو چکے تھے اور چمک رہے تھے۔ گویا کہ سورج طلوع ہو گیا تھا۔ بہار آ گئی تھی۔ حضور پر نور ﷺ رونق افروز ہیں۔ زیارت کیلئے اہل مدینہ کی بھیڑ لگ گئی۔ اکثر لوگوں نے حضور ﷺ کو پہلے دیکھا نہ تھا۔ اس لئے پہچاننے میں دقت ہو رہی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی پریشانی کو بھانپ گئے۔ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور حضور ﷺ پر اپنی چادر تان کر سایہ کر دیا۔ اس سے سب کو معلوم ہو گیا کہ

آقا کون ہے ...... غلام کون ہے

مخدوم کون ہے ...... خادم کون ہے

نبی کون ہے ...... امتی کون ہے

امام کون ہے ...... مقتدی کون ہے

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا

صدق کا ایقان۔ کا اسلام کا ایمان کا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔

''ایسی شمع کیلئے ایسا ہی پروانہ چاہیے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا پر

اپنی جان بھی قربان کی

مال بھی قربان کیا

اور اولاد بھی قربان کی۔

اسی لئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس کسی نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کے احسان کا بدلہ کماحقہ دنیا میں ادا کر دیا، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن ہی ادا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سچی محبت عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# تیسرا خطبہ

## امامت وخلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ (رواہ الترمذی)

(مشکوۃ باب مناقب ابی بکر)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور کرے۔

یعنی مرض وفات میں جب شدت ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے مسجد تشریف نہ لائے تب حکم دیا کہ میری جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کا مشورہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا۔

# امامت و خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ (پارہ ۶ ع ۵ سورۃ المائدہ آیت ۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ......

تمام حضرات محبت کے ساتھ ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت مبارکہ آپ

کے سامنے تلاوت کی ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ

''آج میں نے تمہارے لئے کامل کردیا''

دِيْنَكُمْ

''تمہارا دین''

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

''اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔''

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

''اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

قرآن مجید کی جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشیاں منا رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ وہ دین اسلام جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا، آج مکمل ہوگیا۔اس دین کی تکمیل ہوگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشیوں کا اظہار کررہے ہیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس پوری جماعت میں تن تنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ غمگین ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ خوشی کے موقع پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، غمگین ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ اٹھی فرمایا جب دین مکمل ہوگیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں بیمار ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بیماری اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کیسے ہوسکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو لعاب دھن بھی شفا ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں ہزاروں حکمتیں ہیں۔

آپ ﷺ کی بیماری بھی امت کیلئے رحمت ہے۔ امامت جیسا مسئلہ حل ہو گیا۔ حضور ﷺ حجرۂ مقدسہ میں بستر علالت پر رونق افروز ہیں۔ بیماری کی وجہ سے مسجد میں امامت کیلئے تشریف نہیں لائے۔ مسجد نبوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھری ہوئی ہے۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بیعت رضوان والے

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

مہاجرین وانصار

بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس موجود ہیں اور نماز کا وقت آ گیا ہے۔ امامت کا اعلان خود محبوب خدا نے فرمایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ (مشکوٰۃ شریف)

"ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"

جب حضور ﷺ نے حکم دیا تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی

حضور اکرم ﷺ کی بیوی

تمام مسلمانوں کی ماں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے امتحان کے بھی قربان جائیں۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں تو عمر نو سال ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ۴۵ سال ہے۔ جب سے اپنی صاحبزادی کو حضور ﷺ کے نکاح میں دیا ہے اس کے بعد جب بھی آمنا سامنا ہوتا ہے تو حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی کے سامنے ادب واحترام سے کھڑے ہوجاتے ہیں اورشہزادی کو کہتے ہیں مومنوں کی ماں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کے قربان جائیں، آپ اپنی بیٹی کومخاطب کر کے کہتے ہیں بیٹی! اگر میں اپنی نسبت سے دیکھوں تو تو میری بیٹی ہے اوراپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے دیکھوں تو تو میری ماں ہے۔ جب دونوں نسبتیں اکٹھی ہوں تو میری نسبت مغلوب ہوگئی اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غالب آگئی۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر کوحکم دو کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کونماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا منصب نبوت کو بھی جانتی ہیں اوراپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طبیعت کو بھی جانتی ہیں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے میرے والد کونماز پڑھانے کاحکم دیا ہے۔ آپ کومعلوم ہے کہ

میرے والد ماجد رقیق القلب ہیں

نرم دل ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کو برداشت نہ کرسکیں گے

امامت کے فرائض کماحقہ ادانہ کرسکیں گے

میں درخواست کرتی ہوں کہ آپ کسی اور کوامام بنائیں اور حکم دیں کہ وہ لوگوں کونماز پڑھائے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ مشورہ بہت اچھا تھا لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا نگاہِ نبوت اٹھائی تو چہرے پرجلال آگیا فرمایا عائشہ! تم مصر کی

عورتوں کی طرح بات کرتی ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کی حیثیت سے حکم دیتا ہوں ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خدشہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا خیال آ گیا تو فرائض امامت ادا نہ کر سکیں گے۔ آپ کا یہ خدشہ صحیح تھا لیکن میرا ایمان کہتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ رقت قلبی کے باوجود امامت کے فرائض شایان شان طریقے سے جو طے کئے یہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مُصَلّٰہ امامت پر رونق افروز ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں عرض کی آقا!

اَقَدَّمْتَ اَبَابَکْرٍ۔

”کیا ابو بکر کو آپ نے آگے کھڑا کیا ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا!

لَا اُقَدِّمُہٗ۔

”میں نے خود ابو بکر کو آگے کھڑا نہیں کیا۔“

بَلْ قَدَّمَہُ اللّٰہُ۔

”بلکہ اللہ تعالیٰ نے آگے کھڑا کیا ہے۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت کے سلسلے میں تمام خدشات پیش کیے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خدشات کا دفاع فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک وصال نہیں فرمایا، جب تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت کے تمام خدشات دور نہیں کر گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت ایسی امامت ہے کہ جب کوئی خدشات کا اظہار کرتا ہے تو ابو بکر کو جواب دینے کی نوبت نہیں آتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جواب دیتے

ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ نے آگے کھڑا کیا یا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے حفصہ رضی اللہ عنہا! میں نے خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى۔

''میرا محبوب اپنی مرضی سے نہیں بولتا وہ تو وہی کہتا ہے جو خدا کہتا ہے۔''

نتیجہ کیا نکلا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اعلان محبوب خدا نے کیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کے قربان جائیں، جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام بنے تو پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے!

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

بیعت رضوان والے

مہاجرین وانصار

جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جن کی تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ جب مقتدی شان والے ہیں تو امام کتنی شان والا ہوگا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کے منکر کہتے ہیں تمہیں پتہ نہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو امام الاولیاء ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو امام الاولیاء نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ اس میں شک کی گنجائش

ہی نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام الاولیاء ہیں۔ ولیوں کے امام ہیں، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی امام ہیں۔ تم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام سمجھا ہی نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک نماز قضا ہوگئی تو ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کا سہارا لے کر کہتا ہوں۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نہ ہوتی تو سورج وہیں ٹھہر جاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز ہو رہی ہے سورج چل رہا ہے۔ تمہیں ابھی بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر شک ہے۔ آپ کی امامت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت تک پہنچایا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ قدرت کا فیصلہ یہی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی یہی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس فیصلے کو تسلیم کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اعتراض کرنا تو درکنار آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت والفت ہے تو پھر ان کے فیصلوں کو بھی دل وجان سے تسلیم کرو۔

## ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۱۷ نمازوں کی امامت فرمائی۔ ان ۱۷ نمازوں میں سے ایک نماز ایسی آئی ہے۔ جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے وقت پر تشریف نہ لا سکے۔ نماز کا وقت آگیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسجد بھری ہوئی ہے۔ نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کسی کو نظر نہیں آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق رائے سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو امام تسلیم کیا۔ نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر تشریف لائے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر۔ آپ

کی آواز میں گرمی ہے، جلال ہے۔ جب آپ نے تکبیر تحریمہ کہی فضا گونج اٹھی اور آواز حجرہ مقدسہ میں پہنچی۔ جب حضور ﷺ نے آواز سنی تو بستر علالت پر ہی فرمایا:

حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

لَا لَا لَا ”نہیں، نہیں، نہیں۔“

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ غَیْرُ ھُوْ۔ (بخاری شریف)

”کسی قوم کیلئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ صدیق موجود ہو اور امام کوئی اور ہو۔“

فرمایا! اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ابوبکر نہیں آئے تو انتظار کرو۔ حضور ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی امام بن ہی نہیں سکتا۔ ابوبکر ہر لحاظ سے افضل ہیں۔ امام وہی ہوتا ہے جو

سب سے افضل ہو

سب سے اعلیٰ ہو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں جو نمازیں پڑھائیں ان نمازوں میں ایک ایسی نماز آئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ نے حجرہ مقدسہ کا پردہ اٹھایا اور مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ انوار نبوت چمکے، نور نبوت سے مسجد کے در و دیوار چمک اٹھے، مسجد روشن ہوگئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا۔ محبوب خدا تشریف لا رہے ہیں۔ ابوبکر نے مصلے سے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فرمایا اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔ صدر جہاں بھی ہو صدر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ امام ہیں اور

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیثیت "مُکَبِّر" کی حیثیت ہے۔ اس سے بڑی دلیل ابوبکر کی امامت کی اور کیا ہو سکتی ہے۔

کسی کو امام، مسجد کی انتظامیہ نے بنایا

کسی کو امام قوم نے بنایا

اور کسی کو امام حکومت نے بنایا

لیکن حضرت ابوبکر وہ شخصیت ہیں جن کو امام الانبیاء نے امام بنایا۔

میرے دوستو! محبوب خدا کا وصال ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو صبح و شام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے تڑپتے تھے اور ترستے تھے، جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تو ان کی عید ہو جاتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غم کی تصویر بن کر بیٹھے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے یہ دن بڑے رنج و غم کا دن تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے اس سے بڑھ کر اور رنج و غم کا دن کون سا ہو سکتا ہے۔ جن بچوں کی ماں فوت ہو جائے ان بچوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سا دن غم کا ہو گا۔ بچوں کی ماں کا وصال ہو جائے تو اُن کے رنج و غم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہیں، کھانا پینا برا معلوم ہوتا ہے۔ زندگی گزارنا ناگوار اور مصیبت معلوم ہوتی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جذبہ یہ تھا کہ آپ ہاتھوں میں تلوار لئے ہوئے تھے، جنازے کے اردگرد چکر لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے جس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کو چوما:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت گھر گئے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار

ہونے کی وجہ سے ہر وقت قدموں میں رہتے تھے۔ اجازت لے کر گھر والوں کا پتہ کرنے کے لئے گئے بعد میں حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔ گھر مسجد نبوی سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ وہاں آپ کو خبر ملی کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً تشریف لائے۔ حضور ﷺ کے جسد اقدس پر سرسے لے کر پاؤں تک چادر پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چادر کو چہرہ اقدس سے ہٹایا اور آفتاب نبوت کی زیارت فرمائی اور پیشانی کو چوم لیا۔ معراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے قدموں کو چوما ہے۔ معلوم ہوا پیشانی کو چومنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور قدموں کو چومنا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سنت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ دیا۔

تَمَّ النُّبُوَّۃ ۔ نبوت تمام ہو گئی

اِنْقَطَعَۃِ الْوَحِیْ۔ وحی منقطع ہو گئی

اب قیامت تک وحی نازل نہیں ہو گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت تلاوت کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا۔ (پ ۴ ع ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴)

"نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول، ان سے پہلے بھی رسول گزر گئے۔ نبی پاک اگر فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو لوگ الٹے پاؤں پھر جائیں گے۔"

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تبدیلی آ گئی۔ فوراً ہوش میں آ گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبے نے عین موقع پر قوم کی زندگی کے لئے آب حیات کا کام دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ایسے معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔ اس وقت یہودیوں کی نگاہ مدینے پر تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ اب مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے قیامت نما مسئلے کھڑے ہو گئے۔ یہ وقت ایسا وقت تھا کہ مسلمانوں کو اندرونی خطرہ بھی تھا اور بیرونی خطرہ بھی تھا، لیکن آپ نے سب کا مقابلہ کیا۔

اگر امریکہ دشمن بن جائے

روس دشمن بن جائے

برطانیہ دشمن بن جائے

تو تمہیں کسی کی کوئی پروانہیں

اگر خدا و مصطفیٰ کو راضی کرلو اگر اپنی جگہ بیٹھ کر اپنی حفاظت چاہتے ہو۔ قرآن مجید کے نسخوں کی حفاظت چاہتے ہو۔ مسجدوں کی حفاظت چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو اس سے صلح کرلو۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو جماعتیں تھیں ایک مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینے آئے تھے اور دوسرے انصار جو مدینے کے رہنے والے تھے۔ جنہوں نے مہاجرین کی مدد کی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے اور آپس میں صلاح و مشورہ کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب حکومت ہماری ہونی چاہئے۔ مدینہ شریف ہمارا ہے۔ مہاجرین تو مکہ سے آئے ہیں۔ یہ خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ملی۔ وہاں خلافت کے فیصلے ہو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم انصار کی میٹنگ میں پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ

واقعی خلافت کے فیصلے ہورہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے انصار بھائیو! میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سناتا ہوں۔

اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْش۔

''خلیفہ قریش سے ہوگا۔''

قریش سارے مہاجرین ہیں۔ انصار میں قریش کوئی نہیں ہے۔ حدیث کے مطابق خلیفہ قریش سے ہوگا۔ انصار نے اس حدیث کو قبول کرلیا۔

## خلافت کے بعد فیصلے:

اسلام کی تاریخ میں جب بھی کوئی نازک مقام آتا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا مشورہ پیش نہیں کرتے تھے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران رہ جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ عالم کون ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هُوَ اَعْلَمُنَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْق۔

''ہم میں سے سب سے زیادہ عالم ابوبکر ہیں۔''

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث پیش کی تو انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا حضور ہمیں قبول ہے لیکن ہمارا مشورہ ہے کہ اگر وزیر اعظم آپ کا ہوجائے تو نائب وزیر اعظم انصار سے ہوجائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے حاکمیت صرف قریش سے ہوگی۔ میں حدیث کو تقسیم کیسے کرسکتا ہوں؟ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی بات کو قبول کرلیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑے اہم موقع پر کنٹرول کیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میرے اس فیصلے کو قبول کرلیا ہے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں فاروق کی بیعت کرتا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر! ہمارے امام بھی ہیں اور ہمارے خَلِیْفَةُ الْمُسْلِمِیْن بھی ہیں۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیعت کی تو مہاجرین اور انصار سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور متفقہ طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خَلِیْفَةُ الْمُسْلِمِیْن بنے۔ پہلے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امام بنے۔ پھر سب کے خَلِیْفَةُ الْمُسْلِمِیْن بنے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کس مقام پر کیا جائے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو سوال پیدا ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کس مقام پر کیا جائے؟ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیٹھ کر مشورہ کیا،

کسی نے مشورہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت کے مقام پر دفن کیا جائے

کسی نے مشورہ دیا کہ مسجد میں دفن کیا جائے

کسی نے کہا کہ فلاں مقام پر دفن کیا جائے۔

آخر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے فرمایا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اپنا مشورہ نہیں دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سناتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نبی اسی مقام پر دفن ہوتا ہے۔ جس جگہ اس کا وصال ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف)

جو مرے کسی اور جگہ دفن ہو کسی اور جگہ وہ نبی نہیں ہوتا

مرزا غلام احمد قادیانی مرا لاہور میں اور دفن ہوا قادیان میں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ نبی نہیں ہے۔

نبی پر صرف درود شریف پڑھا جاتا ہے:

اس کے بعد نماز جنازہ کا سوال پیدا ہوا۔ جنازہ کی نماز کہاں پڑھی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دور دراز سے آ رہے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش تعداد ہے۔ حجرہ چھوٹا ہے۔ نماز جنازہ کیسے ہوگی؟ یہ مسئلہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حل فرمایا۔ قربان جائیں!

آپ کی بصیرت و بصارت پر

آپ کے علم و حکمت پر

فرمایا! نبی کی نماز جنازہ اور امتی کی نماز جنازہ میں فرق ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی کی نماز جنازہ اس طرح نہیں ہوتی جس طرح عام آدمی کی نمازِ جنازہ ہوتی ہے۔ نبی کی نماز جنازہ یہی ہے۔ دس دس آدمی درود شریف پڑھتے ہوئے حجرے کے ایک دروازے سے داخل ہوں، زیارت کر کے دوسرے دروازے سے نکل جائیں۔ بس یہی نبی کی نماز جنازہ ہے۔ نبی پر صرف درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں ایک لشکر شام کی طرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روانہ فرمایا تھا۔ یہ لشکر ابھی راستے میں ہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس مشاورت بیٹھی۔

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ:

لشکر اسامہ کو روانہ کیا جائے یا مدینے میں رہ کر مدینے کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ مصلحت اسی بات میں ہے کہ اس لشکر کو مدینہ منورہ کی حفاظت کیلئے رکھا جائے۔ اسے واپس بلا لیا جائے روانہ نہ کیا جائے۔

آخر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے، سامنے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں،

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں،

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں،

اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے اس وقت یہودیوں کی نگاہ مدینے پر ہے۔ مسیلمہ کذاب کی نگاہ مدینے پر ہے۔ اب میرا فیصلہ سن لو، فرمایا! سب سے پہلے میں اس لشکر کو روانہ کرتا ہوں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا تھا۔ ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اس لشکر کو روک دے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روانہ کیا تھا۔ رہا مدینے کی حفاظت کا مسئلہ جس کا مدینہ ہے وہ خود حفاظت کرے گا۔

خلافت راشدہ پھولوں کی سیج نہیں تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دو سالہ دور، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دس سالہ دور پر، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ دور پر، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچ سالہ دور پر غالب ہے۔ سب سے زیادہ نازک دور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور منکرین زکوٰۃ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد منکرین زکوٰۃ پیدا ہوگئے اور کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی، حالات بڑے نازک ہیں۔ ان حالات میں ان کے ساتھ فی الحال نرمی کی جائے، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا خدا کی قسم! اگر یہ

لوگ اونٹ کی ایک رسی سے بھی جس کو وہ حضور ﷺ کے عہد میں ادا کرتے تھے، انکار کریں گے تو میں اس پر ان سے جنگ کروں گا۔ اس کے بعد فرمایا:

مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاُقَاتِلَنَّهُمْ۔

''جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس سے جنگ کروں گا۔''

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے لئے تلوار بے نیام کی تو زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ کے فیصلے کی برکت کی وجہ سے بیت المال پہلے سے بھی زیادہ بھر گیا۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فدک:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حضور ﷺ کی میراث کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ آلِ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ اِلٰى آخِرِهٖ۔

''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد ﷺ اس مال سے کھا سکتی ہے۔'' (بخاری شریف ج ا ص ۵۲۶)

جب خاتون جنت نے حضور ﷺ کی حدیث سنی تو خاموش ہو گئیں۔ کبھی دوبارہ اس معاملے میں بات نہیں کی۔

## مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ:

جب حضور پُرنور ﷺ کا وصال ہوا۔ یہودی مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ عیسائی حملہ کیلئے تیار ہوگئے۔ ادھر مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا اب مدینہ پر میری حکومت ہوگی۔

میں رسول ہوں

اب میرا کلمہ پڑھو

میری پیروی کرو

مسیلمہ کذاب اسلام اور مسلمانوں کیلئے بہت بڑا خطرہ تھا۔ ختم نبوت پر بہت بڑا حملہ تھا۔

قربان جائیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آپ نے ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔ جو بڑا عظیم لشکر تھا اور بڑا قیمتی لشکر تھا۔ نامور ان مہاجرین و انصار جو بدر و حنین کے معرکے سر کر چکے تھے، لشکر میں شامل ہیں اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قرآن کریم کے بڑے بڑے حفاظ اور قراء موجود تھے۔ یہ بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز تھے۔ ان کو جنگ میں بھیجنا پسند نہیں کرتے تھے، لیکن جس وقت حضور ﷺ کی ختم نبوت کا مسئلہ آیا تو فرمایا جاؤ تم بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت پر قربان۔ اس عظیم لشکر کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس لشکر کو لے کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ یمامہ کے طرف روانہ ہوئے۔ مسیلمہ کذاب اپنا بہت بڑا لشکر جس کی تعداد چالیس ہزار بعض روایات کے مطابق ساٹھ ہزار تھی لے کر کھڑا تھا۔ زوردار جنگ ہوئی۔ مسیلمہ کذاب کا ایک ایک آدمی اس پر پروانہ وار جان قربان کر رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسی

سخت جنگ لڑنے کا پہلے اتفاق نہ ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پسپا ہو گئے۔ جنگ یمامہ طول پکڑ گئی۔ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمے پر حملہ کر دیا۔ اب مسلمانوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ایک دوسرے کو ثابت قدم رہنے کی دعوت دی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر زوردار حملہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا۔ جنگ تیز ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دشمن کی فوج پر نگاہ ڈالی تو دیکھا مسیلمہ کذاب اپنی جگہ پر جما ہوا ہے اور اپنے مقام پر ڈٹا ہوا ہے۔ اس کے ماننے والوں نے چاروں طرف سے اسے گھیرا ہوا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا جب تک مسیلمہ پر حملہ کر کے اسے شکست نہیں دی جاتی، اس وقت تک کامیابی نہیں ہوتی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوری قوت کے ساتھ مسیلمہ کے دستے پر حملہ کر دیا۔ مسیلمہ اور اس کی فوج کے قدم اُکھڑ گئے اور بھاگنا شروع کر دیا۔ قلعہ نما باغ تھا اس میں پناہ لی۔ اسلامی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، لیکن اندر جانے کا راستہ نہیں تھا۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا وہ ان کو اوپر اٹھا کر قلعہ کے اندر پھینک دیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے لیکن حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجبوراً قلعہ کی دیوار کے اوپر پہنچا دیا۔ انہوں نے قلعہ کے اندر چھلانگ لگا دی اور تنہا کافروں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلامی لشکر اندر داخل ہو گیا پھر شدید جنگ ہوئی۔ دونوں طرف سے کشتوں کے پشتے لگ گئے لیکن مسیلمہ کے سپاہی بہت مارے گئے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام میں موجود تھے۔ پوری قوت کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ وحشی نے جنگ اُحد میں حضرت

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ وہی نیزہ مارا مسیلمہ کذاب کے آر پار ہو گیا اور وہیں واصل جہنم ہو گیا۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور کہا اگر کفر کی حالت میں نے اسلام کے سب سے بڑے مجاہد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے تو اسلام کی حالت میں، میں نے اسلام کے سب سے بڑے دشمن مسیلمہ کذاب کو قتل کیا ہے۔ مجھے امید ہے کل قیامت کے دن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے خوش ہو جائیں گے۔ مسیلمہ جب مارا گیا تو دشمن کے قدم اُکھڑ گئے اور پسپا ہو کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ دس ہزار آدمی مسیلمہ کذاب کے مارے گئے۔ تقریباً بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر نثار ہوئے۔

## صدیق اکبر اور نابینا عورت:

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد صبح کی نماز کے بعد ہر روز کہیں چلے جاتے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ہر روز کہاں جاتے ہیں آگے ابوبکر ہیں پیچھے پیچھے فاروق ہیں کیا دیکھتے ہیں۔ مدینے سے باہر ایک جھونپڑا ہے اس میں داخل ہو جاتے ہیں اور جھاڑو دینا شروع کر دیتے ہیں یہ جھونپڑا ایک نابینا بوڑھی عورت کا تھا۔ اسلام کی اگر دولت محفوظ ہے یہ صدقہ ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا، یہاں کلرک صفائی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ جس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ صبح نماز کے بعد ہر روز چلے جاتے ہیں اور بوڑھی نابینا عورت کے گھر کا کام کر دیتے ہیں، روٹی کھلاتے ہیں لقمہ توڑ کر نابینا عورت کے منہ میں ڈالتے ہیں، اس وقت اس عورت نے ایک آہ کھینچی کہا معلوم ہوتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا مائی میں چاہتا تھا تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وصال کا

پتہ نہ چلے اور تمہارا کام بھی ہوتا رہے، لیکن مجھے یہ بتا تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اس بوڑھی عورت نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر روز آتے تھے، گھر کا سارا کام کرتے تھے، تم نے بھی گھر کا سارا کام کیا، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت مجھے روٹی کھلاتے چونکہ میرے منہ میں دانت نہیں ہیں پہلے اپنے منہ میں لقمہ چبا کر پھر میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ آج تم نے ویسے ہی ڈال دیا مجھے معلوم ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا ہے۔ (صدیق اکبر ص ۴۲۹)

غریبو! تمہاری غربت کا حل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غلامی میں ہے۔ آج کل کے حکمران کہتے ہیں!

| | |
|---|---|
| کمیشن مل جائے | کوٹھیاں مل جائیں |
| کاریں مل جائیں | پلاٹ مل جائیں |

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد کپڑے بیچنے جا رہے ہیں۔ راستے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مل گئے۔ پوچھا! کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا! بچوں کا بھی تو پیٹ پالنا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر مسلمانوں کا کام کون کرے گا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا! ہم آپ کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کر دیتے ہیں۔ مشورے سے وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کھانا جو کی روٹی تھی اور ساتھ چٹنی وغیرہ۔ ایک مرتبہ آپ کی بیوی نے روٹی کے ساتھ کچھ حلوہ بھی رکھا۔ بیوی سے پوچھا یہ حلوہ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کی ہمارا جو وظیفہ بیت المال سے آتا ہے اس میں سے تھوڑا تھوڑا آٹا بچا کر اور کچھ شکر بچا کر میں نے آج حلوہ تیار کیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بجائے اس کے بیوی کو کہتے تو بڑی عقلمند ہے۔ بیت المال کے خزانچی کو

بلایا، اسے کہا ہمارا اتنے آٹے اور شکر میں گزارہ ہوسکتا ہے لہٰذا آج کے بعد اتنا آٹا اور شکر کم کردو۔ (صدیق اکبر ج۱ ص ۲۳۰)

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ علامہ جامی شواہد النبوت میں فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی کہ مرنے کے بعد میرا جنازہ تیار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے رکھ دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت چاہنا تو اگر روضہ اقدس سے اجازت مل جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا، اگر اجازت نہ ملے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ جب اجازت طلب کی گئی تو آواز آئی۔

اَدْخِلُو الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

''حبیب کو اس کے حبیب کے پاس رکھ دو۔''

اجازت ملنے کے بعد آپ کو پہلوئے نبوت میں دفن کیا گیا۔

ترے ذوق محبت کو شرف اللہ نے یہ بخشا
کہ حاصل ہے حضوری دائمی تجھ کو پیمبر کی

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سچی محبت عطاء فرمائے۔ آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# چوتھا خطبہ

## حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ںِالْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

(رواہ مسلم) (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف حدیث نمبر ۴۹۰۴)

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے برا کام دیکھے تو اس سے ہاتھ روک دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اگر اس کی بھی نہیں رکھتا تو دل سے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

# حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ O

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا نام" باہو" ہے (ہو کے ساتھ) آپ خود فرماتے ہیں:

اسم اعظم راز اسم ہو بیاب
اسم باہو کیست یعنی گنج وہاب

کہ اسم اعظم کو اگر تلاش کرتا ہے تو "ہو" میں کرو اور باہو کا نام کیا ہے۔ یعنی "وہاب" کا الٹ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام بازید ہے اور والدہ کا نام بی بی راستی ہے۔

## بیعت:

بچپن میں ایک دن قلعہ شورکوٹ کے باہر جنگل میں تھے کہ ایک نورانی چہرے والا عربی لباس پہنے ہوئے گھڑ سوار نمودار ہوا اور آپ کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کر لیا۔ آپ نے پوچھا! مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ گھڑ سوار نے بتایا کہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا ہوں، تمہارا جدِ امجد ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیعت فرمایا!

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ
فرزند خود خوا ندست مارا مجتبیٰ

"سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے دست حق پرست پر بیعت فرمایا اور اپنا بیٹا فرمایا۔"

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیار کیا اور آپ کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کے سپرد کیا گیا اور حضور ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اجازت عنایت فرمائی۔

شد اجازت باہو را از مصطفیٰ

خلق را تلقین بکن بہر خدا

"یعنی سرکار مدینہ ﷺ نے خلق خدا کی تلقین اور حفاظت دین کا کام آپ کے سپرد فرمایا۔"

اس کے بعد آپ واپس شورشریف پہنچا دیئے گئے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے واپس گھر پہنچ کر سارا واقعہ اپنی والدہ کو سنا دیا والدہ نے فرمایا باطنی بیعت تو تمہیں نصیب ہوگئی ہے لیکن ظاہری بیعت بھی بہت ضروری ہے۔ آپ ظاہری بیعت کے لئے ولی کامل کی تلاش میں چل پڑے۔ راوی کے کنارے ایک ولی کامل حضرت شاہ حبیب اللہ قادری سے ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب نے آپ کو سید عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا جو کہ دہلی میں رہتے تھے۔ آپ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ شیخ کامل سید عبدالرحمٰن نے اپنے مریدوں کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا کہ

"جاؤ ایک طالب حق میرے پاس آرہا ہے اسے عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس لے آؤ۔ وہ صرف طالب ہی نہیں مطلوب بھی ہے۔"

سید عبدالرحمٰن سے بیعت ہوکر مزید فیض حاصل کیا۔

(مناقب سلطانی)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد اعظم سید دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شان میں اس طرح رطب اللسان ہیں:

مرشد مینوں حج مکے دا رحمت دا دروازہ ھُو
کراں طواف دوالے قبلے نت ہو وے حج تازہ ھُو
کن فیکون جدو کا سنیا ڈٹھا مرشد دا دروازہ ھُو
مرشد صدا حیاتی والا باہو او ہو خضر تے خواجہ ھُو

آپ فرماتے ہیں کہ مرشد کا دیدار میرے لئے ثواب حج مکہ ہے اور باب رحمت الٰہی ہے۔ میں اپنے حقیقی قبلہ کا طواف کرتا ہوں اور میرے درجات حج تازہ ہوتے ہیں۔ روز ازل جب سے فرمان کن فیکون سنا ہے تب سے میں نے مرشد حقیقی حضور ﷺ کا دروازہ دیکھ کر پہچان لیا ہے۔ اے باہو! میرا مرشد زندہ جاوید ہے، وہی میرے لئے بحر ظلمات میں آبِ حیات کے حصول کا رہنما خضر ہے۔ وہی میرا آقا ہے۔

شیخ کامل کی محبت والفت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ھُو
اِتنیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کتے دل بھجاں ھُو
مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھُو

## حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت رکھتے تھے اور اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

بغداد شہر دی کیا نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ھُو
تن من میرا پُرزے پُرزے جیویں درزی دیاں لیراں ھُو

انہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ھُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باھو کرساں میراں میراں ھُو

سن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ھُو
بیڑا اڑیا وچ کپرانڈے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھُو
شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ھُو
پیر جہانندے میراں باھو اوہی کدھی لگدے تر کے ھُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ دلوں کو دنیا کی آلائشوں سے پاک وصاف کر کے ان میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پیدا کرتے ہیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق پیدا کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلاں تے آئی ھُو
جیوے مُرشد کامل باھو جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

انسان کے لئے فنافی اللہ ہونے کی کیفیت ہی وصال محبوب ہے۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فنافی اللہ کے مقام پر ہیں، فرماتے ہیں:

الف احد جد دتی وکھالی از خود ہویا فانی ھُو
قرب وصال مقام نہ منزل ناں اوتھے جسم نہ جانی ھُو
اوتھے عشق محبت کائی نہ اوتھے کون مکانی ھُو
عینوں عین تھیو سے باھو سر وحدت سبحانی ھُو

آپ کے کلام میں زیادہ تر عشق حقیقی اور راہ حق میں محو رہنے والوں کی دلی کیفیات کا اظہار ملتا ہے۔ مفاد پرست زمانہ ساز، منافق اور نام نہاد دین کے ٹھیکیدار اور علماء سو کا سخت رد کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر حافظ کرن وڈیائی ھُو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے وتن کتاباں چائی ھُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اتھے پڑھن کلام سوائی ھُو
دوہیں جہانیں مٹھے باھو جہناں کھادی ویچ کمائی ھُو
الف ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ھُو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ھُو
جس منزل نوں عشق پہچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ھُو
میرا عشق سلامت رکھیں باھو ایماتوں دیاں دھروئی ھُو

حقیقت یہ ہے جس منزل پر عشق پہنچاتا ہے۔ ایمان کو اس منزل کی خبر تک نہیں، کیونکہ ایمان کی انتہا جنت ہے اور عشق کی انتہا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار قرآن و حدیث کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ آپ کے کلام میں سچائی ہے۔ آپ کے کلام میں حقانیت ہے۔ فرماتے ہیں:

ناں میں عالم ناں میں فاضل نہ مفتی نہ قاضی ھُو
ناں دل میرا دوزخ منگے ناں شوق بہشتیں راضی ھُو
ناں میں تریہے روزے رکھے ناں میں پاک نمازی ھُو
باجھ وصالِ اللہ دے باھو دنیا کوڑی بازی ھُو

آپ فرماتے ہیں:

ایہہ دنیا زن حیض پلیتی کتنی ململ دھوون ھُو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ روون ھُو
جہندے گھر وچ بوہتی دنیا اوکھے گھو کر سوون ھُو
جہناں ترک دنیا تھیں کیتی باہو واہندی نکل کھلوون ھُو

یعنی یہ دنیا اسے کتنا ہی مل مل کر دھوئیں، زن حائضہ جیسی پلید ہی ہے۔ مال کو حاصل کرنے کے لئے عالم فاضل بھی گوشوں میں بیٹھ بیٹھ کر روتے ہیں، جس گھر میں مال زیادہ ہے آرام کی نیند نہیں سو سکتے۔ اے باہو! جن عارفان نے دنیا کی خواہشات ترک کر دیں، وہ دنیا کے دریا سے بخیر و عافیت نکل کر پار ہو گئے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

چڑھ چناں تے کر رُشنائی ذکر کریندے تارے ھُو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ھُو
شالا مسافر کوئی نہ تھیوے ککھ جنہاں توں بھارے ھُو
تاڑی مار اڈاؤناں باہو اساں آپے اُڈن ہارے ھُو

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے، اے آسمان معرفت کے چاند! اے محبوب حقیقی! تو رحمت کی بلندی پر جلوہ گر ہو اور سالکوں کے دلوں کو منور فرما، سب تیرا ذکر کر رہے ہیں، دنیا والے عالم ارواح کے شہبازوں کو تالی مار کر نہ اڑائے، ہم خود بخود عالم بقا کو پرواز کرنے والے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

جو دم غافل سو دم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ھُو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساچت مولا ول لایا ھُو

کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ھُو
مرن تو اگے مر گئے باہو تاں مطلب نوں پایا ھُو

یعنی مرشد نے یہ تعلیم دی جو ذکرالٰہی سے غافل ہے وہ دم غفلت کی وجہ سے کافر ہے۔ جب میں نے یہ فرمان سنا، میری آنکھیں خواب غفلت سے بیدار ہو گئیں اور میں نے اپنا دل مالک حقیقی کے ذکر میں لگا لیا۔ میں نے ایسا عشق کمایا کہ اپنی جان مالکِ حقیقی کے سپرد کر دی، جو زندہ ہیں انہیں مرنے والوں کے حال کی کیا خبر ہے۔

جیوندے کے جانن سار مویاں دی سو جانے جو مردا ھُو
قبراں دے وچ اَن تاں پانی اتھے خرچ لوڑیندا گھر دا ھُو
اک وچھوڑا ماپیو بھائیاں دوجا عذاب قبر دا ھُو
واہ نصیب انہاندا باہو جیہڑا وچ حیاتی مردا ھُو

آپ فرماتے ہیں کہ زندوں کو کیا پتہ، مرنے والے کے حال کا وہی جانتا ہے جو مرتا ہے۔ قبر میں کھانا پانی نہیں ملتا۔ اعمال حسنہ لے جانے کی ضرورت ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ جس نے زندہ رہتے ہوئے موت نفس حاصل کر لی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے ساتھ محبت کا عقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

جے کر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ھُو
اٹھاراں ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حسین دے مردے ھُو
جے کجھ ملاحظہ سرور ﷺ دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ھُو
جے کر مندے بیعت رسولی تاں پانی کیوں بند کردے ھُو
پر صادق دین تنہاں دے باہو جو سر قربانی کردے ھُو

آپ فرماتے ہیں:

ہک جاگن ہک جاگ نہ جانن ہک جاگدیاں ہی سُتے ھُو
ہک ستیاں جا واصل ہوئے ہک جاگدیاں ہی مُٹھے ہو
کے ہویا جے گھگو جاگے جہڑا لیندا ساہ اپٹھے ھُو
میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں کھوہ پریم دے جُتے ھُو

یعنی وہ اہل اللہ ہیں جن کے دل بیدار ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں بیداریٔ دل کا پتہ ہی نہیں ہے بلکہ دل خواب غفلت میں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو ذات میں مستغرق ہیں۔ سوتے ہوئے بھی معرفتِ ذات میں جا واصل ہوئے۔ ایک وہ ہیں کہ جاگنے کے باوجود معرفت ذات سے محروم ہیں۔ گھگو جو کہ الٹے سانس لیتا ہے ذکر اللہ سے محروم ہے۔ اگر جاگتا رہے تو کیا فائدہ۔ جو عارف ہیں ان کے قربان جاؤں دل کی زمین کو محبت الٰہی سے شاداب کر رکھا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

تسبیح دا تو کسبی ہویوں ماریں دم ولیہاں ھُو
من دا منکا ہک نہ پھیریں گل پائیں پنج ویہاں ھُو
دین لگیاں گل گھوٹو آوے لین لگیاں جھٹ شیہاں ھُو
پتھر چت جنہاں دے باہو اوتھے زایا وسنا مینہاں ھُو

آپ فرماتے ہیں:

تسبی پھری تے دل نہیں پھریا کی لینا تسبیح پھڑ کے ھُو
علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کی لینا علم نوں پڑھ کے ھُو
چلے کٹے تے کجھ نہ کھٹیا کی لینا چلیاں وڑ کے ھُو

جاگ بناں دودھ جمدے ناہیں باہو بھانویں لال ہون کڑھ کڑھ کے ھُو

یعنی تسبیح پھرتی رہی لیکن دل کی کیفیت نہ بدلی، دل اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف راغب نہ ہوا پھر تسبیح کا کیا فائدہ۔ علم ظاہری پڑھا ادب نہ سیکھا علم کا کیا فائدہ۔ چلے کاٹے لیکن اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ کی چلوں کا کیا فائدہ۔ مرشد کی نظر کرم سے عرفان الٰہی حاصل ہو جائے تو مقصد حاصل ہو گیا۔ دل بیدار ہو کر ذاکر ہو گیا منزل مقصود مل گئی۔

## خلق خدا کی راہنمائی:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ صوفی مشرب تھے۔ آپ کا علم لُدنّی علوم ظاہری پر فوقیت رکھتا تھا۔ آپ نے ہزار ہا کفار بے دین اور گمراہ لوگوں کو اسلام میں داخل کیا۔ کافر آپ کے چہرے کو دیکھتے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ آپ کے چہرے پر

نورانیت برستی تھی

انوار الٰہی کی بارش ہوتی تھی

امراء، وزراء اور بادشاہوں کے پاس کبھی نہ گئے۔ اگر یہ لوگ آپ کے پاس آتے تو آپ ہدایت فرماتے۔ آپ ہمیشہ عشق الٰہی میں مستغرق رہتے۔ آپ خلق خدا کو اصلاح نفس کی دعوت دیتے ہیں۔ فقر کو حاصل کرنے کیلئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کو لازمی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر اگر کوئی کام کیا جائے بے کار ہے۔ آپ کے ابیات باہو میں عشق حقیقی نظر آتا ہے۔ عشق مجازی اشارتاً بھی نظر نہیں آتا۔

آپ فرماتے ہیں:

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ھُو
جتھے کلمہ دل دا پڑھئے اتھے ملے زبان نہ ڈھوئی ھُو
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار گلوئی ھُو
ایہہ کلمہ اسانوں پیر پڑھایا باھو میں سدا سوہاگن ہوئی ھُو

یعنی زبانی کلمہ تو ہر شخص پڑھتا ہے، لیکن دل کا کلمہ کوئی کوئی پڑھتا ہے۔ دل کا کلمہ تو عاشق لوگ پڑھتے ہیں۔ اس کی عام لوگوں کو کیا خبر، ہمیں تو مرشد نے ایسا کلمہ پڑھایا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سہاگن ہوگئی اور نیک بخت ہوگئی۔

## اورنگ زیب بادشاہ کا ملاقات کے لئے حاضر ہونا:

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے تین مرتبہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دو مرتبہ جوانی کے دور میں حاضر خدمت ہوا۔ تیسری مرتبہ ایسے ہوا کہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ مسجد ہزاروں لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے آخری صف میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے جامع مسجد میں موجود لوگوں کے دلوں پر ایک خاص توجہ فرمائی تو سوائے تین آدمیوں کے اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ قاضی وقت اور امام مسجد کے باقی تمام نمازیوں پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہ تین آدمی باہر نکلے۔ بادشاہ اورنگ زیب نے آپ کو پہچان لیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "یا حضرت باھو" ہم تین آپ کی نگاہ کرم سے کیوں محروم رہ گئے اور باقی سب کی طرح ہم پر وجد کیوں طاری نہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اس لئے کہ تم تینوں کے پاس دنیا اور غرور ہے، تیرے پاس ایک عظیم سلطنت کا غرور ہے۔ قاضی کو غرور ہے کہ علم اور مرتبہ مقام میں اس کا کوئی ہم پلہ

نہیں ہے۔ اور مسجد کے امام کو تمہارے جیسے بادشاہ کے امام ہونے کا غرور ہے اور جہاں غرور ہو وہاں پر تاثیر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد اورنگ زیب کی درخواست پر آپ نے خصوصی توجہ فرمائی اور اس کی درخواست پر اس کے لئے رسالہ ''اورنگ شاہی'' ارشاد فرمایا جو کہ بادشاہ کے مصاحب نے فوراً تحریر کرلیا۔

## سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات پیش کرتا ہوں آپ غور کریں۔

ایک مرتبہ ایک غیر مسلم قافلہ جنگل میں راستہ بھول گیا۔ انہوں نے کروڑ کے نزدیک کسی گاؤں میں جانا تھا۔ انہوں نے آپ کو وہاں جنگل میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو آپ سے کروڑ کا راستہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا! کروڑ پچاواں کے توڑ، یعنی کروڑ پہنچادوں یا منزل مقصود تک۔ قافلے والوں نے عرض کی اگر توڑ پہنچادیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک لمحہ کے لئے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ قافلے والوں نے جب آنکھیں کھولیں تو سامنے گنبد خضریٰ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر نظر پڑی۔ آپ نے سارے قافلے کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کردیا، وہ سب اس کرامت کو دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔

ایک بارات جنگل میں راستہ بھول گئی، آپ بیٹھے اللہ اللہ کررہے تھے، وہ آپ کے پاس آئے اور احمد پور سیال کا راستہ پوچھا۔ آپ نے انہیں مدینہ شریف پہنچادیا اور فرمایا میں اسی احمد پور کو جانتا ہوں۔

ایک سید صاحب غریب تھے، کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مفلسی غربت اور قرض کا حال بیان کیا اور کہا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں خوشحال ہو جاؤں۔ اس بزرگ نے کہا شاہ صاحب! آپ حضرت

سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ شاہ صاحب دور دراز کا سفر طے کر کے شورکوٹ پہنچے تو آپ کو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہل چلاتے دیکھا۔ شاہ صاحب یہ سوچ کر واپس ہونے لگے کہ جو شخص خود غریب ہے، پرانا لباس پہن رکھا ہے، وہ میری کیا مدد کرے گا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ صاحب کو مایوس واپس لوٹتے دیکھا تو آواز دی اے فلاں سید صاحب! آپ اتنی دور سے تشریف لائے ہیں کم از کم اپنا مدعا تو بیان کریں۔ شاہ صاحب سمجھ گئے جو میرا نام ونسب جان گیا ہے یہ مرد حق ہے، چنانچہ شاہ صاحب نے اپنا سارا حال بیان کیا۔

آپ نے انہیں اپنا ہل پکڑاتے ہوئے فرمایا کہ میں ذرا رفع حاجت کر آؤں پھر رفع حاجت سے فارغ ہو کر جس مٹی کے ڈھیلے سے آپ نے طہارت کی اسے زمین پر پھینکا اس ڈھیلے کی مٹی جہاں تک گئی زمین سونا بنتی چلی گئی۔

آپ نے شاہ صاحب کو فرمایا جتنا سونا چاہیں اٹھا کر لے جائیں۔ پھر فرمایا! آپ ہمارے ظاہری حالت کو دیکھ کر ہمیں غریب نہ سمجھیں، بلکہ خدا کی قسم! اس ذات پاک نے تمام کائنات کی دولتیں اپنے اولیاء کے قدموں میں ڈھیر کر دی ہیں اور ہمارا یہ فقر اختیاری ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ الفقر فخری پر عمل ہے۔ شاہ صاحب نے سونے کی اینٹیں اٹھالیں اور بے ساختہ گنگنانا شروع کر دیا۔

نظر جہاندی کیمیا ہووے سونا کر دے وٹ
ذاتیں ذاتیاں ربدیاں کیا سیّد کیا جٹ

جن کی نگاہ کیمیا ہے خاک کو ایک نظر سے خالص سونا بنا دیتے ہیں۔ یہ فیض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس میں سید یا جاٹ میں کوئی فرق نہیں۔

## حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ چولستان میں:

حضرت سلطان باہو ایک دن بھکر کے نواح میں اپنے خلیفہ سلطان حمید کے ساتھ سیر فرما رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ قصبہ سے باہر شرق کی طرف میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی اس ٹیلے پر آرام کے لئے بیٹھنے لگے تو فوراً ہی کھڑے ہو گئے اور فرمایا حمید! اس ٹیلے سے جلد نیچے اترو۔ یہ تو کسی ظالم شخص کی جگہ رہ چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسی ٹیلہ کی جگہ پر ایک ہندو کا مکان تھا جو انتہائی ظالم شخص تھا۔

ایک دن حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ چولستان میں سیر کر رہے تھے کہ دور سے ان کی نگاہ ایک ایسے شخص پر پڑی جو جنگل میں لکڑی کا گٹھا باندھ رہا تھا۔ آپ کی ایک نظر سے وہ رتبہ کمال پر پہنچ گیا اور وہیں پر بے ہوش ہو گیا۔ دوسرے دن جب وہاں سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تو کچھ لمحات کے بعد وہ ہوش میں آ گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا حالت ہے؟ اس نے عرض کی اے حضرت صاحب! کل آپ ہی یہاں سے گزرے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا اور پھر اس کے بعد میں اپنے سے بے خبر ہو گیا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پھر لا مکان کو پہنچا دیا۔

## حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے آپ کے مریدوں نے حکیم تلاش کیا۔ لیکن کوئی مسلمان حکیم نہ ملا کافی جستجو کے بعد ایک ہندو طبیب ملا۔ مریدوں نے اسے کہا کہ چلو اور حضرت باہو کا علاج کرو اس ہندو طبیب نے کہا میں حضرت باہو کے پاس نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ میرے باپ نے مجھے روکا ہے کہ سلطان باہو کے

پاس نہ جانا اس کے پاس جو جاتا ہے چہرہ دیکھ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے میری وصیت ہے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں اُن کے پاس نہ جانا۔ پہلے ہندو روکا کرتے تھے اولیاء کے پاس نہ جانا اب یہ منکر روکتے ہیں اولیاء کے پاس نہ جانا۔ ہندو طبیب نے کہا وہاں نہیں جاؤں گا اگر تم ان کا قارورا شیشی میں ڈال کر لے آؤ تو تشخیص کر دوں گا دوائی دے دوں گا۔ پہلے حکیم ڈاکٹر تھوڑے ہوتے تھے لیکن بیماری کے دفاع کے لئے اب جتنے حکیم ڈاکٹر بڑھتے جا رہے ہیں۔ اتنی ہی بیماریاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے جو ڈاکٹر آتا ہے بیماریاں ساتھ لے کر آتا ہے۔ آپ کے مرید قارورا شیشی میں لے کر جس وقت ہندو طبیب کے پاس پہنچے اس پر کاغذ وغیرہ لپٹے ہوئے تھے جس وقت کاغذوں کو ہٹایا اور قارورے پر نگاہ پڑی ہندو طبیب نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اس نے کہا جس کا یہ قارورا ہے اس کا جگر خشیت الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے وہ کٹ کٹ کر آ رہا ہے لیکن یہ جگر کٹ جانے کے بعد بھی زندہ ہے معلوم ہوتا ہے اس کا دین حق ہے۔

## حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں دودھ نہ پیتے تھے:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو رمضان شریف میں دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ بچپن میں جب آپ گلی کوچوں سے گزرتے تو ہندوؤں میں سے کوئی بھی آپ کے چہرے پر نظر ڈالتا اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو جاتا اور وہ مسلمان ہو جاتا۔ شہر کے ہندو ایک دن جمع ہو گئے اور آپ کے والد سے کہنے لگے اپنے بچے کو بے وقت باہر نہ نکالیں اور ان کے باہر آنے کا وقت مقرر کریں۔ اس پہ عمل کیا گیا یہ بھی ایک اسرار ربانی اور اعجاز محمدی ہی تھا کہ مہد سے لے کر لحد تک کے عرصہ میں جو ہندو بھی آپ کے سامنے آیا مسلمان ہو گیا۔

سید عبداللہ شاہ صاحب چھتیس برس عبادت کرنے کے بعد انہیں اشارہ ہوا کہ تمہارا فیض کا حصہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے لہٰذا آپ سلطان باہو کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار دریائے چناب کے کنارے دستگیر منزل ''بستی سمندری'' کے قریب واقع تھا۔ عبداللہ شاہ صاحب نے مزار شریف پر پہنچ کر فرمایا کہ اگر آپ واقعی وہی سلطان باہو ہیں جن کا مجھے اشارہ ہوا ہے تو آ کر میرے ساتھ بات کریں ورنہ میں باہو کی تلاش کروں حضرت کی روح مبارک حاضر ہوئی اور شاہ صاحب کو بیعت کیا اور ایک لمحے میں فیض عطا کر دیا۔

شاہ صاحب جذب و مستی کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کدھر جاتے ہو۔ عرض کی کہ حضور آپ کی قبر مبارک کا طواف کرنا چاہتا ہوں جو کچھ مجھے چھتیس سال میں حاصل نہ ہو سکا آپ نے ایک لمحے میں عطا فرما دیا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ میری قبر کا طواف نہ کریں آپ سید ہیں اور ہمیں سادات کا بے حد احترام ہے۔ شاہ صاحب بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مستی کی حالت میں پھر اٹھے پھر بٹھا دیا اسی طرح تیسری دفعہ شاہ صاحب نے اٹھنے کی کوشش کی تو انہیں ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے گھٹنوں کو دبا دیا ہو اور پھر چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔

پھر حکم ہوا کہ آپ کی ڈیوٹی بہاول پور کے علاقہ میں ہے لہٰذا شاہ صاحب نے احمد پور شرقیہ میں ڈیرہ لگایا اور وہیں ان کا مزار ہے۔ اس وقت ان کی اولاد احمد پور شرقیہ میں موجود ہے اور ان کے پاؤں پر پشت در پشت پنجے کا نشان موجود ہے۔

جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک دریائے چناب کے کنارے تھا ایک شخص جس کا نام رحمت تھا اونٹنی چوری کر کے بمع اونٹنی کے آپ کے

مزار کے قریب سے گذر رہا تھا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے اونٹی کے مالک آتے ہوئے نظر آئے اس نے اونٹنی ایک درخت کے ساتھ باندھ دی اور خود حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اندر داخل ہو گیا اور عرض کی اے حضرت باہو! مجھے بچائیں، ورنہ یہ لوگ مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔ اب اونٹی کے مالک جو دور سے دیکھ رہے تھے، اس نے اونٹی باندھی ہے اور خود اندر داخل ہو گیا ہے۔ مشورہ کیا کہ پہلے چور کو پکڑیں جب اندر داخل ہوئے تو انہیں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ پھر انہوں نے کہا چور بھاگنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ چلو اپنی اونٹی تو لے جائیں۔ جب آ کر دیکھا تو وہ اونٹنی نہیں اونٹ تھا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر رحمت نامی چور سچے دل سے تائب ہو گیا اور چور سے قطب بن گیا۔ میاں رحمت کا مزار ضلع سرگودھا میں ہے۔

ایک کلال شخص جو کہ صوبہ سندھ گھونکی کا رہنے والا تھا۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا شور کوٹ میں آپ سے فیض یاب ہو کر واپس گھونکی پہنچ گیا اس پر ہدایت کے آثار ظاہر تھے۔ اس کے حالات اعلیٰ درجے کے تھے لوگ اس کی طرف رجوع کرنے لگے اور فیض حاصل کرنے لگے۔ ہر طرف اس کی شہرت بھی ہو گئی۔ صاحب ارشاد شیخ کامل ہو گیا۔

حضرت محسن شاہ کی والدہ نے اس کلال شخص کے حالات اس طرح دیکھے تو اس کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ جب آپ اپنے مرشد کامل حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جائیں تو میرے بیٹے محسن شاہ کو بھی اپنے ساتھ اپنے پیر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جائیں۔ میری طرف سے حضرت سلطان العارفین کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ تارک الدنیا ہیں اور ہر ایک مرید کو دنیا کے ترک کرنے کا حکم دیتے ہیں ہم چونکہ از حد مسکین ہیں اور

فقر وفاقہ و سکینی کا بوجھ عمر بھر اٹھاتے اٹھاتے تنگ آ گئے ہیں۔ میرے اس بیٹے کو آپ دونوں نعمتیں عطا فرما دیں۔ یعنی دینی بھی اور دنیوی بھی کیونکہ ہم میں اب باقی عمر فاقہ کشی کی برداشت نہیں ہوسکتی ہم پہلے ہی بہت سختیاں جھیل چکے ہیں اور تکلیفیں اٹھا چکے ہیں۔ وہ بزرگ سید محسن شاہ کو اپنے ساتھ حضرت سلطان باہو ؒ کے پاس لایا اور جو کچھ ان کی والدہ نے عرض کر کے بھیجا تھا عرض کیا۔

حضرت سلطان باہو ؒ نے جواب میں فرمایا سید محسن شاہ کی والدہ کو ہماری طرف سے کہنا ان شاء اللہ قیامت تک یہ دونوں نعمتیں تمہارے گھر میں رہیں گی اور فرمایا یہ بچہ چھوٹی عمر کا ہے، اس کی والدہ کو کہنا کہ پہلے اسے ظاہری تعلیم دلوائے اور جب فارغ ہو جائے تو پھر ہمارے پاس آئے۔ اس بچے کیلئے ہمارے پاس نعمت ہے۔ آپ موضع گھونگی میں اپنے گھر واپس آئے اور اپنی والدہ کو پیغام سنایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے محسن شاہ کو مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ جب آپ فارغ التحصیل ہوئے تو اسی کلال مرد کے ساتھ سید محسن شاہ کو حضرت سلطان باہو ؒ کی خدمت میں بھیجا۔ جب رنگپور کھیڑا میں پہنچے تو خبر ملی کہ حضرت سلطان باہو ؒ انتقال فرما گئے ہیں، یہ خبر سنتے ہی مرد کلال بھی انتقال کر گئے۔ جب مرد کلال فوت ہو گئے تو سید محسن شاہ رنگپور سے اکیلے ہی حضرت سلطان باہو ؒ کے مزار پر پہنچ گئے۔ دیکھا کہ صاحبزادے مسند پر بیٹھے ہیں۔ جب حضرت سلطان باہو ؒ کا وصال ہونے لگا تو اس وقت آپ نے فرمایا جنوب کی طرف سے محسن شاہ نامی شخص آ رہا ہے، اسے خاص نعمت دینا۔ صاحبزادے نے کہا اسے کیا دینا چاہئے۔ حضرت سلطان باہو ؒ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر انگلی سے خود اسم ذات لکھا اور اس کے حق میں کچھ نہ کہا۔ صاحبزادے نے اسم اللہ کا نقش مٹی کی رکابی سے ڈھانپ دیا۔ تین دن

کے بعد سید محسن شاہ آ پہنچے۔ صاحبزادہ صاحب کو ملے اور اپنا تعارف کرایا تو صاحبزادے نے اسم اللہ ذات کے نقش سے رکابی اٹھائی اور سید محسن شاہ کو دکھایا۔ سید محسن شاہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ صاحبزادوں نے نقش کو ڈھانپ دیا۔ سید محسن شاہ تین دن بے ہوش رہے۔ اس کے بعد ہوش میں آئے۔

دوسری مرتبہ اسم اللہ ذات کے اس نقش کو دیکھا تو پھر بے ہوش ہو گئے۔ دو دن کے بعد ہوش میں آئے۔

تیسری مرتبہ دیکھا تو پھر ایک دن ایک رات بے ہوش رہے۔ جب چوتھی مرتبہ دیکھا تو مستی تاب نہ آ سکی یعنی نعمت نے دل میں قرار پکڑ لیا۔

صاحبزادوں نے فرمایا انہیں الفاظ کے نقش خاک پاک کو صاف کر کے پانی میں گھول کر نہایت کوشش سے سید محسن کو حسب الامر پلا دیا جائے۔ چنانچہ خادموں نے ایسے ہی کیا۔ سید محسن شاہ فیض حاصل کر کے رخصت ہو گئے اور اپنے گاؤں گھوٹکی میں رہنے لگے۔ سید محسن شاہ صوبہ سندھ میں ایک لاکھ آدمیوں کو راہ راست پر لائے اور تلقین فرمائی۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمانے کے بعد

سید عبداللہ شاہ کو فیض عطا کیا

میاں رحمت کو چور سے قطب بنایا

سید محسن شاہ کو فیض دیا

تا حال یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ با نصیب با ادب فیض حاصل کر رہے ہیں۔ (مناقب سلطانی)

## وصال:

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا تریسٹھ سال کی عمر میں بروز جمعرات بوقت

عصر یکم جمادی الثانی سن ۱۱۰۲ھ کو ضلع شورکوٹ میں انتقال ہوا۔ آج بھی آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ لوگ آج بھی فیض حاصل کر رہے ہیں۔

نام فقیر تنہا ندا باہو

قبر جنہاں دی جیوے ھُو

اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی سچی محبت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

# پانچواں خطبہ

## حضور ﷺ کی محبت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اسے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔

Scanned with OKEN Scanner

# حضور ﷺ کی محبت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۲۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو!

سورہ توبہ کی ایک آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے

اے حبیب آپ فرمایئے: اگر میں تمہارے باپ اور تمہارے اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔

برادرانِ ملت!

قرآن کریم فرقان حمید کی اس آیت میں ایسی آٹھ چیزیں بیان کی گئی ہیں جن سے انسان کو فطرۃً محبت ہوتی ہے اور دلی محبت ہوتی ہے۔ وہ چیزیں یعنی باپ' بیٹا' بھائی' بیوی' کنبہ' مال' دکان' مکان' ایک طرف ہیں اور دوسری طرف تین چیزیں ہیں۔

اللہ

رسول

اللہ کی راہ میں جہاد

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے حبیب فرمادیجئے میرے غلامو! اگر ان آٹھ

چیزوں کی محبت، تمہارے دلوں میں ان تین چیزوں کی محبت سے زیادہ ہے اور بڑھ کر ہے پھر تم جان لو تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت کا کوئی حصہ تمہیں ملے۔

بلکہ تمہیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیے اور اگر ان تین کی محبت ان آٹھ چیزوں کی محبت پر غالب ہے

تو پھر تم سچے مومن ہو

آخرت میں تم سرخرو ہو گے

اور جنت کے حقدار ہو گے

اللہ کی محبت

رسول اللہ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے محبت

یہ تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے

تینوں محبتوں کا پلہ ہمیشہ بھاری ہونا چاہیے

پھر تم سچے اور پکے مومن ہو

اللہ تعالیٰ نے ان آٹھ چیزوں کی محبت میں کھو جانے سے روکا ہے اور حکم دیا ہے کہ بے شک ان چیزوں سے محبت کرو پیار کرو لیکن صرف اس حد تک کہ یہ چیزیں تمہاری روحانی ترقی میں حائل نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور عشق سے نہ ٹکرائیں۔

ایثار و شہادت کے میدان میں جانے سے نہ روکیں۔ اگر ایسا موقع آ جائے تو ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جائیں۔

تب تم سچے مومن ہو

تب تم پکے مومن ہو

تب تم سچے عاشق ہو

تب تم سچے غلام ہو

اور اپنے آپ کو ایماندار کہلانے کے حقدار ہو

اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور راہ حق میں جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں کوئی چیز عزیز اور پیاری ہے تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔ اب تم رحمت اور نعمت، عنایت کے مستحق نہیں رہے۔ بلکہ ناراضگی کے سزاوار ہو گئے ہو۔ باپ، بھائی، بیٹے، رشتہ داروں اور مال سے محبت کرنے سے اسلام منع نہیں کرتا بلکہ سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اللہ اور رسول کی محبت ان چیزوں کی محبت سے ٹکرائے تو اس وقت اسلام کا یہی حکم ہے کہ ان تمام چیزوں کی محبت کو اللہ اور رسول کی محبت پر قربان کر دیا جائے۔

## حضور ﷺ کی محبت کا حکم

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۲ کتاب الایمان)

یعنی اس وقت تک تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنی اولاد، اپنے ماں باپ بلکہ تمام جہان کے انسانوں سے بڑھ کر حضور سے محبت نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! اپنی جان کے سوا آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں۔ پھر حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم یا رسول

اللہ! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: اب اے عمر! تم کامل مومن ہو۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۶)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضور کی محبت ہے تو ایماندار ہے
ورنہ ایماندار نہیں ہے

دیکھو منافقین نماز پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے، حج کرتے تھے لیکن وہ مومن نہیں تھے کیونکہ ان کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت نہیں تھی۔

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

## صحابہ کرام کی محبت رسول ﷺ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے زیادہ اللہ کے سچے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اہمیت دیتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کی ہر شی ان کی نظروں میں ہیچ تھی۔ حضرت خبیب کی محبت رسول دیکھیں۔

## حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کے انصاری صحابی تھے۔ جنگ بدر میں انہوں نے حارث بن عامر کافر کو قتل کیا تھا۔ ان کو دھوکے سے گرفتار کر کے مکہ لایا گیا تھا۔ حارث بن عامر کے بیٹوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا تھا تاکہ وہ باپ کے بدلے میں ان کو قتل کر دیں۔ حارث بن عامر کے بیٹوں نے ان کو اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اور کھانا پینا بند کر دیا۔ حارث بن عامر کے بیٹوں نے حرم شریف کے باہر سولی پر چڑھانے کا انتظام کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ دیکھنے کیلئے جمع ہو گئے۔ خبیب کے خاک و خون میں تڑپنے کا منظر دیکھنے کیلئے سب اکٹھے ہو گئے۔

لیکن حضرت خبیب کے چہرے پر مسکراہٹ ہے۔

لبوں پر تبسم ہے

چہرا چاند کی طرح چمک رہا ہے

ظالموں نے کہا کہ خبیب تم آج جتنا مسکرا رہے ہو پہلے کبھی اتنا مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

ظالموں نے کہا خبیب چند لمحوں کے بعد تمہیں سولی پر چڑھا دیا جائے گا لیکن تم مسکرا رہے ہو۔ فرمایا: ظالمو! تم سولی کو دیکھ رہے ہو میں اپنے آقا کا انتظار کر رہا ہوں۔

کافروں نے کہا خبیب تمہارا آخری وقت ہے

اگر کوئی تمنا ہو تو بیان کرو

آپ نے فرمایا: تمنا یہی ہے کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو کافروں نے اجازت دیدی۔ آج کل گھر میں دس ہزار کا ٹی وی موجود ہے لیکن سو روپے کا مصلیٰ نہیں ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضرت خبیب سولی کے سائے میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ مسلمان موت کی آغوش میں جا کر بھی نماز نہیں چھوڑتا۔ نماز مختصر پڑھی۔ کافروں نے کہا: خبیب یہ تمہاری زندگی کی آخری نماز تھی۔ اسے مختصر کیوں کیا۔ فرمایا: ظالمو دل تو یہی چاہتا تھا یہ زندگی کی آخری نماز ہے' اسے لمبا کروں مگر مجھے خیال آ گیا کہ تم کہیں یہ نہ سمجھو کہ میں موت کے ڈر سے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں اس لئے آج نماز کو مختصر کیا ہے۔

سولی لٹک رہی ہے ہر طرف ظالم ہی ظالم ہیں
ہر طرف دشمن ہی دشمن ہیں' خون کے پیاسے ہیں
کوئی حامی و یار نہیں کوئی غمخوار نہیں
مگر ایسے وقت میں بھی یاد خدا کا درد انگیز نظارہ
کہ سولی کے سائے میں نماز ادا ہو رہی ہے

یہی وہ جذبہ تھا جو ان لوگوں کو عروج کی انتہائی منزلوں تک لے گیا تھا۔

آخر آزمائش کا وقت آ پہنچا
آپ کیلئے سولی گاڑ دی گئی

آپ کو اس کے نیچے لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ آپ کو ڈرایا دھمکایا گیا کہ دامن مصطفیٰ چھوڑ دو۔ آپ نے فرمایا: جان تو دے سکتا ہوں لیکن دامن مصطفیٰ نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک ظالم نے آپ کو نیزے کی انی چبھوتے ہوئے پوچھا اب تو تم بھی چاہتے

ہو گے کہ تم یہاں سے رہائی پا جاؤ اور تمہاری جگہ محمد یہاں پھنس جائیں۔ آپ نے جواب دیا: ظالمو! یہ سب کچھ منظور ہے لیکن حضور کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے نامنظور ہے۔

اس وقت فی البدیہہ آپ نے شعر کہے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا

عَلٰی اَیِّ شَقٍّ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِی

''میں جب خدا کی راہ میں جان دے رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پروانہیں کہ میں کس پہلو گرتا ہوں اور کیوں کر جان دیتا ہوں''۔

اس کے بعد آپ نے جام شہادت نوش فرمالیا۔ جام شہادت نوش کرلیا لیکن محبت رسول چھوڑنا قبول نہیں کیا۔ حضور ﷺ پر اپنا مال، سامان بلکہ جان بھی نچھاور کر دی لیکن محبت رسول کا دامن نہیں چھوڑا۔

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے

ان پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

## اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کی محبت

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَھُمْ لَھَا

(مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! قیامت کب ہے۔ فرمایا: افسوس ہے تجھ پر تو نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے۔ وہ بولا: میں

نے اس کی تیاری کوئی نہیں کی بجز اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہو۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز پر ایسا خوش ہوتے نہ دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے یعنی ایک شخص سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی: یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا اَعْدَدْتَ لَهَا تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے۔ صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس اس کے سوا اور کوئی تیاری نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ تم مطمئن رہو کہ تم جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگے۔ نماز پڑھتا تھا' روزہ رکھتا تھا' زکوٰۃ دیتا تھا' لیکن مان نہیں کرتا تھا۔ بھروسہ نہیں کرتا تھا' بھروسہ سرکار کے پیار پر تھا۔ حضور نے فرمایا: جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔

صحابہ کرام یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو اسلامی زندگی میں کبھی بھی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی اس وقت ہوئی جب حضور نے یہ خوشخبری سنائی کہ جو رسول اللہ سے محبت کریگا وہ قیامت کے دن رسول اللہ کے ساتھ ہوگا۔ اللہ کے محبوب کی محبت سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ محبت دنیا میں بھی کام آئے گی آخرت میں بھی کام آئے گی۔ حدیث مکمل کرنی ہے۔

## غزوۂ حنین اور محبتِ رسول

میرے محترم بزرگو! تاریخ میں یہ بات موجود ہے۔ غزوہ حنین میں مال غنیمت بہت زیادہ آیا۔ حضور ﷺ نے مجاہدین اسلام کو بہت زیادہ مال دیا۔ مجاہدین مالا مال

ہو گئے۔ ایک ایک مجاہد کو سو سو اونٹ دیے لیکن اس موقع پر انصار صحابہ کرام کو کچھ نہ دیا۔ یہ حالت دیکھ کر کچھ نوجوان انصار صحابہ کے منہ سے نکل گیا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ کی مغفرت فرمائے کہ قریش کو آپ عطا فرماتے ہیں اور ہمیں کچھ نہیں دیتے۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک کفار کا خون ٹپک رہا ہے۔ انصار صحابہ کرام کی یہ بات حضور ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ نے انصار صحابہ کرام کو بلایا اور فرمایا: اے انصاریو! یہ کیسی بات میں تمہاری طرف سے سن رہا ہوں۔ انصار صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے بوڑھوں اور صاحب فراست لوگوں نے کچھ بھی نہیں کہا بس چند نوجوانوں نے یہ بات کی ہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ سب لوگ تو اپنے ساتھ مال و دولت لے کر جائیں اور تم جب اپنے گھر جاؤ تو رسول اللہ کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔

کیونکہ میں مکہ والوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا
بلکہ تمہارے ساتھ مدینے جاؤں گا
تو بتاؤ کہ تمہیں مال و دولت لے کر گھر جانے سے زیادہ خوشی ہوگی
یارسول اللہ کو ساتھ لے کر گھر جانے میں زیادہ خوشی ہوگی
یہ سن کر صحابہ کرام کی آنکھوں سے آنسو آ گئے
اور عرض کیا: یارسول اللہ! سارا مال دوسروں کو دے دیں' ہمیں تو اللہ تعالیٰ کا رسول چاہئے

صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی خوشی کیلئے سب کچھ قربان کر دیا۔

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹایا گیا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کفار نے پہلے تو کوڑے مارے یہاں تک کہ آپ

نڈھال ہو گئے۔ پھر آگ کے دہکتے ہوئے انگاروں پر چت لٹا دیا مگر آپ دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کا قریب سے گزر ہوا تو عمار نے یارسول اللہ کہہ کر پکارا۔ عمار کی تکلیف دیکھ کر حضور بے قرار ہو گئے اور فرمایا: "یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ" یعنی اے آگ تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی تھی"۔ رحمت عالم ﷺ حضرت عمار کے زخموں پر اپنا دست رحمت بھی پھیرتے تھے اور دعائیں بھی دیتے تھے۔

## حضرت خباب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر ایک مرتبہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر پڑ گئی۔ دیکھا کہ پشت پر زخموں کے نشان ہیں۔ پوچھا: اے خباب! یہ تمہاری پیٹھ پر زخموں کے نشان کیسے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ تلوار لے کر حضور ﷺ کو شہید کرنے کے درپے تھے۔ اس وقت کفار مکہ نے مجھے انگاروں پر لٹا دیا۔ میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ انگارے بجھ گئے اور میں بے ہوش ہو گیا مگر جب مجھے ہوش آیا تو میری زبان پر کلمہ شریف لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اے خباب! تم اپنی پیٹھ سے کرتا اٹھاؤ تاکہ میں تمہاری پیٹھ کی زیارت کروں۔

یہ پیٹھ کتنی مبارک ہے جو محبت رسول اللہ ﷺ میں جلائی گئی۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ خباب)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

## حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتی تھیں۔ ایک دن ابوجہل نیزہ لے کر آیا اور دھمکی دی کہ سمیہ! تو دامن مصطفیٰ چھوڑ دے ورنہ تمہارا انجام برا ہوگا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوانی تھیں۔ پیکر ایمان تھیں۔ ظالم ابوجہل کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہو گئیں اور بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوجہل ظالم نے بی بی سمیہ کو ناف کے نیچے نیزہ مارا جو پشت سے پار ہو گیا۔ حضرت سمیہ خون میں لت پت ہو کر زمین پر گر گئیں اور شہید ہو گئیں۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ان پاک باز عاشقوں پر خدا اپنی رحمت کی بارش برسائے کہ ان لوگوں نے محبوب کی یاد میں خاک وخون کے اندر تڑپ تڑپ کر مرنے کی کتنی اچھی رسم جاری کر دی ہے۔

## حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان جو کہ ابھی کفر کی حالت میں تھے۔ صلح حدیبیہ کے زمانے میں مکہ سے مدینہ شریف آئے اور اپنی بیٹی سے ملنے ان کے گھر گئے اور اس بستر پر بیٹھنے لگے جس پر محبوب خدا بیٹھتے تھے۔ حضرت ام حبیبہ نے بستر فوراً لپیٹ دیا اور فرمایا: یہ اللہ کے محبوب کا پاک بستر ہے۔ تم ناپاک ہو کیونکہ تم مشرک ہو۔ اس لئے تم اس پاک بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ سن کر ابوسفیان

کو بے حد رنج ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔ ام حبیبہ نے فرمایا: باپ جاتا ہے تو جائے لیکن دامن مصطفیٰ ہاتھ سے نہ جائے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا صبر

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے گلے میں کافر رسی ڈال دیتے تھے۔ پیٹھ پر کوڑے برساتے تھے۔ لہولہان ہو جاتے تھے۔ بیہوش ہو جاتے تھے چلچلاتی دھوپ میں سخت گرمی میں گرم ریت پر لٹا دیتے تھے۔ سینے پر پتھر رکھ دیتے تھے۔ زبان باہر نکل آتی لیکن خدا گواہ ہے اس حالت میں بھی کلمہ حق لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان پر جاری رہتا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امتحان

جنگ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کفار کی طرف سے آئے تھے۔ حضرت ابوبکر تلوار لے کر نکلے عبدالرحمٰن پر جھپٹے لیکن عبدالرحمٰن بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔

اگر نکل نہ جاتے تو صدیق اکبر کی تلوار عبدالرحمٰن کا سر قلم کر دیتی۔

یہی سچی محبت ہے

اللہ اور رسول کی محبت پر باپ بیٹا سب کچھ قربان

## حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں کا سر قلم کر دیا

جنگ بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ جنگ کیلئے میدان میں نکلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا اور ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ ہے محبت رسول کہ سب کچھ محبت رسول میں قربان ہے۔

مال' مکان' تجارت' سب کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم میں پناہ لینے کیلئے مدینہ منورہ کی طرف خالی ہاتھ ہجرت کر کے چلے گئے۔

اللہ کی راہ میں جہاد

جنگ بدر ہو

جنگ احد ہو

غزوہ خندق ہو

غزوہ حنین ہو

یہ سب اللہ کی راہ میں کفار کے ساتھ جہاد ہے

بہر حال ایک طرف آٹھ چیزیں ہیں باپ' بیٹا' بھائی' بیوی' قبیلہ' مال' دکان' مکان اور دوسری طرف تین چیزیں ہیں۔

### اللہ' رسول' جہاد

اگر آٹھ چیزوں کی محبت تین پر غالب ہے تو ایمان ناقص ہے۔ اگر تین چیزوں کی محبت غالب ہے (اللہ' رسول' جہاد) تو اب ایمان کامل ہے۔

## حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا انداز محبت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی تھے۔ حضور سے والہانہ

محبت کرتے تھے۔ایک دن سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں بڑی پریشان حالت میں حاضر ہوئے۔حضور نے اپنے پیارے صحابی سے اس پریشانی کی وجہ پوچھی۔تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے آپ سے بے پناہ محبت ہے اور میں جب تک آپ کی زیارت نہ کرلوں مجھے چین نہیں آتا۔آج مجھے ایک خیال نے بہت پریشان کیا ہے۔وہ خیال یہ ہے کہ کل قیامت کو سرکار تو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے اور میں سرکار کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔میں خدا جانے آپ سے کتنا دور کس مقام پر ہوں گا' کل جنت میں حضور کی زیارت کرسکوں گا یا نہیں؟ سرکار بس اسی خیال نے پریشان کر دیا ہے۔اس صحابی نے اپنا یہ درد بھرا حال بیان کیا ہی تھا کہ حضرت جبریل امین قرآن کریم کی آیت لے کر آگئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سنادیا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (کنز الایمان)

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کے مطیع ہیں اور فرمانبردار ہیں:

وہ کل انہیں گے بھی رسول کے ساتھ
جسے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے محبوب کا قرب مل جائے

اس خوش نصیب کو اور کیا چاہئے حضور مل گئے تو سب کچھ مل گیا۔اس کا بیڑا پار ہو گیا وہ تو جنت کا حقدار ہو گیا۔

حضرت ثوبان کے اس واقعہ سے یہ بھی اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام کو حضور ﷺ سے کس درجہ محبت تھی کہ وہ حضور کو بن دیکھے چین ہی نہ پاتے تھے۔ قرار ہی نہ آتا تھا۔ کیسے مقدر والے تھے یہ لوگ کہ ہر وقت چہرۂ پرانوار کی زیارت کیا کرتے تھے اور یہی وہ شرف ہے جو انہیں حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ امت سے مرتبہ اور مقام میں بڑھ گئے تھے۔ ایک صحابی رسول امت کے تمام اولیاء ابدال' اقطاب' اغواث سے درجے میں زیادہ ہے کیونکہ اس نے ایمان کی حالت میں سرکار کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

## احد میں صحابیہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ ایمانی

غزوۂ احد میں ایک صحابیہ کا باپ بھی شہید ہو گیا اور اس کا بھائی بھی اور اس کا خاوند بھی شہید ہو گیا۔ اس جنگ میں شیطان نے افواہ پھیلا دی کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ حضور کی شہادت کی خبر سے ایک کہرام مچ گیا تھا۔ مدینہ منورہ کے درودیوار سے جب یہ افواہ ٹکرائی تو مدینہ شریف کا ہر فرد بے چین ہو گیا۔

مرد اور عورتیں پریشان ہو گئے۔ بہت سی عورتیں حقیقت حال جاننے کیلئے باہر نکل آئیں۔ وہ بی بی جس کا باپ' بھائی اور خاوند تینوں شہید ہو گئے تھے۔ اسی پریشانی میں سب سے پوچھ رہی تھی کہ بتاؤ حضور کا کیا حال ہے۔ کسی نے اس سے کہا تیرا باپ شہید ہو گیا۔ اس نے پروا نہ کی۔ پھر کسی نے بتایا کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا اس نے پروا نہ کی پھر کسی نے بتایا کہ تیرا شوہر شہید ہو گیا اس نے پروا نہ کی اور کہا مجھے یہ بتاؤ کہ حضور کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا بی بی فکر نہ کر۔ حضور بخیریت ہیں۔ کسی نے آپ کی شہادت کی غلط افواہ پھیلا دی ہے۔ وہ بی بی بڑی خوش ہوئی۔ حضور کی خدمت اقدس میں پہنچ کر عرض کی حضور! آپ سلامت ہیں تو پھر ہر مصیبت ہیچ ہے۔ آپ سلامت ہیں تو میری کائنات سلامت ہے۔ صحابہ کرام کو حضور سے بے

حد محبت تھی یہاں تک کہ اپنی جان سے بھی زیادہ حضور سے پیار کرتے تھے۔

(سیرت ابن ہشام)

بڑھ کے اس نے رخ روشن کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو سب ہیچ ہیں یہ رنج و علم
میں بھی اور باپ بھی، بیٹا بھی، برادر بھی فدا
یا نبی! آپ کے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

کروں تیرے نام پہ جاں فدا
نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

## حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی محبت

عاشق مصطفیٰ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو گھر والے بھی بے چین ہو گئے لیکن سب سے زیادہ غم آپ کی بیوی کو تھا۔ پریشانی کے عالم میں ان کی زبان سے نکل گیا۔ ''وَاحُزْنَاہُ'' ہائے دکھ کی بات یہ سن کر حضرت بلال نے آنکھ کھولی اور فرمایا: اے میری بیوی وَاطَرَبَاہُ۔ مت کہو بلکہ کہو ''واطرباہ'' واہ خوشی کی بات' ادھر آنکھ بند ہوگئی۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ حضور کے صحابہ سے ملاقات ہوگی (بخاری شریف)۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا نظارہ تیرا

(حدائق بخشش)

## حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اذان پڑھنا

جب رحمت عالم ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ صحابہ کرام غم سے نڈھال ہو گئے۔ پریشان ہو گئے۔ کھانا پینا برا معلوم ہوتا تھا۔ زندگی گزارنا ناگوار معلوم ہوتی تھی۔

حضرت بلال حبشی تو مدینہ منورہ کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتے تھے۔
بلال حبشی پوچھتے تھے اے صحابہ کرام! تم نے کہیں حضور کو دیکھا ہے
اگر دیکھا ہے تو بھائیو مجھے بھی دیدار کرا دو
آخر بلال حبشی جدائی کی تاب نہ لا کر مدینے سے ہجرت
کر کے ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے

تقریباً ایک سال کے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے بلال! تم ہمیں ملنے کیوں نہیں آتے' ملنا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ حضرت بلال بیدار ہو گئے آنکھ کھل گئی۔ تو اضطراب بڑھ گیا عرض کی آقا! غلام حاضر ہے۔ اونٹنی پر سوار ہو کر رات دن سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی پر کیف فضاؤں میں داخل ہو گئے۔ مدینہ شریف میں داخل ہوتے ہی دل کی حالت بدل گئی۔

آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے
مسجد نبوی پہنچے آقا کریم کو تلاش کیا
مگر سرکار مدینہ نظر نہ آئے
پھر حجروں میں تلاش کیا وہاں بھی سرکار نہ ملے
آخر بے قرار ہو کر مزار پر انوار پر روتے ہوئے حاضر
ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ! شام سے غلام کو

بلا کر خود پردے میں چھپ گئے ہیں
بلال زار و قطار روتے روتے بے ہوش ہو کر
گر گئے آہیں بھر رہے تھے سسکیاں لے رہے تھے۔

## بلال رضی اللہ عنہ کی آمد کا ہر طرف مدینے میں شہرہ ہو گیا

مؤذن رسول ﷺ کی آمد کا ہر طرف شہرہ ہو چکا تھا۔ اہل مدینہ کو پتا چل گیا تھا کہ مؤذن رسول حضرت بلال حبشی سرکار کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے ہیں۔ بلال کو دیکھنے کیلئے ہر طرف لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ اہل مدینہ نے حضرت بلال کو کہا کہ اے بلال! ایک دفعہ پھر وہ درد بھری اذان ہمیں سناؤ۔ جو حضور ﷺ کو سناتے تھے۔ حضرت بلال نے معذرت کی کہا یہ میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ جب میں سرکار کی ظاہری زندگی میں اذان پڑھتا تھا تو جس وقت اسھد ان محمد رسول اللہ کہتا تھا تو حضور کا آنکھوں سے دیدار کر لیتا تھا۔ اب تو حضور دنیا سے تشریف لے گئے ہیں پردہ فرمالیا۔ اب سرکار کا دیدار کیسے ہوگا مجھے معاف کر دو مجھ میں برداشت کی قوت نہیں ہے۔ بلال نے انکار کر دیا۔ بعض نے کہا اگر حسنین کریمین نے سفارش کی تو بلال مان جائیں گے۔ حسنین (رضی اللہ عنہما) کو بلا لیا دونوں شہزادوں کو پیار کیا اور گود میں اٹھالیا۔ بلال مان گئے اور اذان شروع کر دی۔

اذان تیرے عشق کا ترانہ بنی
اور اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

مدینہ منورہ کی فضاؤں جب بلال کی پرسوز آواز گونجی تو مسلمانوں کے دل دہل گئے۔ مسلمان روتے ہوئے مسجد نبوی کی طرف دوڑ پڑے۔ ہر شخص بوڑھا' جوان' عورتیں' بچے گھروں سے باہر آ گئے۔ لوگوں کی روتے ہوئے ہچکیاں بندھ گئیں۔ جس وقت بلال نے اسھد ان محمد رسول اللہ پڑھا تو لوگوں کی چیخیں نکل

گئیں۔ جب سامنے نظر گئی۔ سرکار سامنے نظر نہ آئے تو بے قرار ہو گئے۔

جدائی کی تاب نہ لا سکے۔ بیہوش ہو کر گر گئے۔ جب ہوش آیا تو روتے ہوئے ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ (جذب القلوب ص ۲۱۵)

## حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اور محبت مصطفیٰ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہادتِ مصطفیٰ کی خبر سنی تو غم مصطفیٰ میں بے قرار ہو گئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ! تیرے پیارے حبیب کا جلوہ میری نگاہوں سے دور ہو گیا ہے۔ جب رسول اللہ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں تو میری بینائی بھی لے لے اسی وقت حضرت عبداللہ بن زید انصاری نابینا ہو گئے۔ (مدارج النبوت)

## حیوانات اور محبت رسول

حیوانات بھی اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے اور جدائی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو ایک دراز گوش (گدھا) جس پر حضور اکثر سواری فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے غم میں بے تاب ہو کر اس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی آپ کے ظاہری وصال کے بعد بے قرار رہنے لگی۔ اونٹنی نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور اس طرح اس نے اپنی جان دے دی۔ (مدارج النبوت)

## حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیدار مصطفیٰ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مصر کی عورتیں زلیخا کو ملامت کرنے والیں اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ روشن

دیکھ لیتیں تو ہاتھ کاٹنے کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں اور بازار مصر میں خریداران یوسف علیہ السلام اگر مصطفیٰ ﷺ کے رخسار پرانوار کے اوصاف سن لیتے تو یوسف علیہ السلام کی خریداری میں سرمایہ نہ لگاتے۔ (معدن اخلاق)

## حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کی آخری تمنا اور دیدار مصطفیٰ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فاصلہ پر ایک شخص زخموں سے چور چور پڑا ہے اور کراہ رہا ہے۔ آپ اس کے پاس پہنچیں' پانی پلایا' سانس اکھڑ رہی تھی۔ حضرت عائشہ کو یوں محسوس ہوا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ آپ نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا ''اللہ کے رسول ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں'' کاش کوئی ان کو پیغام پہنچادے کہ ان کا غلام زیاد' دنیا سے رخصت ہو رہا ہے'' حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کی خدمت میں پہنچیں زیاد کا پیغام پیش کیا۔

حضور زیاد کے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا: زیاد اپنی آنکھیں کھولو۔ دیکھو میں آ گیا ہوں۔ زیاد نے آنکھیں کھول دیں' آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ حضور کو اپنے سامنے دیکھا تو وجد آ گیا حضور ﷺ نے فرمایا: زیاد! کوئی آخری تمنا ہے تو بیان کرو۔ حضرت زیاد نے کہا آقا ایک تمنا ہے۔ یہ کہتے ہوئے اپنا سر حضور کے قدموں پر رکھ دیا اور زباں پر جاری تھا۔

رضیت باللہ ربا میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوں

وبالاسلام دینا اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں

وبمحمد نبیا ﷺ اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہوں

پھر فزت برب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا

کہتے ہوئے سرکار مدینہ ﷺ کے قدموں میں دم توڑ دیا۔ (معدن اخلاق)

عنصری سے پرواز کر گئی۔ جان دے دی لیکن دامن مصطفیٰ نہیں چھوڑا۔